کے طریقوں کو طریقت کہتے ہین پھر ان اعمال باطن کی درستی سے قلب مین جو جلا، وصفا پیدا ہوتا ہے
اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان واعراض بالخصوص اعمال حسنہ وسیۂ وحقائق
الٰہیہ صفاتیہ وفعلیہ بالخصوص معاملات فیما بین اللہ وبین العبد منکشف ہوتے ہین ان مکشوفات کو
حقیقت کہتے ہین اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہین اور اس صاحب انکشاف کو محقق وعارف
کہتے ہین پس یہ سب امور متعلق شریعت ہی کے ہین اور عوام مین جو یہ شائع ہو گیا ہے کہ شریعت
صرف جزو متعلق باحکام ظاہرہ کو کہنے لگے ہین یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہین اور عوام
کے اعتبار سے اس کا منشاء بھی صحیح نہین کہ وہ اعتقاد تنافی ہے ظاہر اور باطن مین۔ واللہ اعلم

۱۷۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

ایک خط اور اُس کا جواب

میرے مولانا مرشدنا۔ السلام علیک مجھپر اسوقت ایک حادثہ بہت بڑا گذرا ہے کہ جس کے بار
گران کا متحمل میرا قلب نہین ہوتا میرا فرزند جگر بند بعمر ۱۹ سال کہ اُس نے اپنی ذاتی لیاقت سے
انٹرنس پاس بھی کر لیا تھا اب زمانہ اُس کے پھل پھول کا آیا تھا یک لخت بمرض ہیضہ مبتلا ہو کر
راہی ملک عدم ہوا چونکہ وہ میرے ایک ہی لڑکا تھا دنیا مین میرا قصہ ختم ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْن۔ زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا؛ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے + آپ للہ
میرے واسطے دعائے صبر فرمایئے گا ورنہ مجھکو وحشت ہوا چاہتی ہے یا کچھ پڑھنے کو بتلایئے گا۔

الجواب۔ مجمع اخلاق والطاف دام لطفہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صاحبزادہ کے انتقال سے
رنج ہوا اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرماوین اور آپ کو صبر جمیل بخشین آپ کیمیائے سعادت
یا اُس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب صبر نکالکر بتکرار مطالعہ کیجیے اور لاحول اُٹھتے بیٹھتے کثرت
سے پڑھیے اور احیاء مین جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو اُس کی صورت کا بکثرت خیال رکھیے
انشاء اللہ تعالیٰ سکون ہو جاویگا مین بھی دعاء خیر کرتا ہون چونکہ آپ کو میرے ساتھ دینی
تعلق ہے جس سے خیر خواہی مین تکلف کی اجازت نہین اس لیے یہ بھی لکھنا ضرور ہوا کہ اس
انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ آپ نے وجہ تاسف مین اقتضائے طبعی سے
تجاوز کر کے وجہ عقلی اُس کی یہ لکھی کہ انٹرنس پاس کر لیا تھا اور اب زمانہ اُس کے پھل پھول

کا آیا تھا دنیا مین اب میرا قصہ ختم ہو گیا اھ تو معلوم ہوا کہ زیادہ تاسف کی وجہ حظوظ دنیا کا فوت ہو جانا ہے تو گویا اعظم مقصود دنیا ہے طالب حق کی زبان و قلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا ہے جیسا موحد کی زبان سے کلمات شرک نکلنا اُس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ قلب ایسا کیون ہے جسکی یہ آرزوئین ہین اس کی اصلاح ضروری ہے۔ ۱ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

شرح الفاظ ثلثہ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین

یقین کہتے ہین اعتقاد جازم مطابق للواقع کو اگر ادراک کا صرف یہی مرتبہ ہے تو علم الیقین ہے اور اگر اُس کے ساتھ غلبہ حال بھی ہو لیکن اُس غلبہ مین مدرک غیر مدرک سے غیبت نہو تو عین الیقین ہے اور اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہے تو حق الیقین ہے اسیکو کتب فن مین مختلف عنوانات سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

حل شعر مثنوی

کور کورانہ مرو در کربلا + تا نیفتی چون حسین اندر بلا + اس مین منشاء تمام تر اشکال کا لفظ تا ہی ہے موہمین نے عموماً اس کو تعلیل پر بمعنے کے عربی اور تاکہ (اردو) کے محمول کیا ہے اور احقر اس کو غایت پر بمعنے حتی (عربی) اور جبتک (اردو) کے محمول کرتا ہے اب معنی صاف ہین یعنی جبتک حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کی طرح مجاہدہ و بلا و صبر و تحمل جفا مین واقع نہو چکو اور نفس کو ریاضت کا خوگر نہ بنا لو اُسوقت تک کربلاء مقام عشق مین ناعاقبت اندیشی کے ساتھ قدم مت دھرو البتہ جس طرح حضرت امام علیہ السلام نے اول اپنی ہمت کو قوی کر لیا تھا اور سب بلاؤن کی برداشت کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے اور اس وقت میدان کربلا مین تشریف لے گئے تھے اسی طرح اگر تم پہلے ریاضات و مجاہدات سے نفس مین قوت پیدا کر لو اُس وقت طریق عشق مین آنا مبارک ہو حاصل اس کا طرق وصول الی اللہ مین سے طریق عشق کو اختیار کرنے کی شرائط کا بیان کرنا ہے اور جو شخص اس شرط پر قادر نہو اُس کے لیئے دوسرا طریق ابرار کا باعافیت موجود ہے حضرت شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ نے اسی کو دوسرے عنوان سے ذکر کیا ہے ؎ اگر مرد عشقی کم خویش گیر + وگرنہ رہ عافیت پیش گیر + ۲۹۔ جمادی الاولے ۱۳۲۲ھ

حل اشعار حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ۔ قال العارف الجامی فی وصف یوسف علی نبینا و علیہ السلام

ف: شرح علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین

ف: حل شعر مثنوی کور کورانہ مرو در کربلا

ف: حل بعض اشعار جامی رح

مقدس نورے از قید چہ وچون + سر از جلباب چون آور دبیرون + چوں آن بیچون درین چون کردہ آرام + پے روپوش کردہ یوسفش نام + (حل مفردات) چہ ترجمہ ماہو کہ موضوع است برائے سوال از جنس یا نوع مرکب وگاہے مستعمل باشد در سوال از مطلق حقیقت خواہ مرکب یا جزو مرکب باشد خواہ بسیط مجرد یا غیر مجرد باشد چون ترجمہ کیف کہ مقولہ است از مقولات تسعہ عرض کہ قسمے است از ممکن وگاہی مستعمل باشد در مطلق صفت حادث باشد یا قدیم ممکن باشد یا واجب ولو بوجوب الذات جلباب چون باضافت مراد قیود بمشارکت وصف ستر قید را جلباب گفتند آرام تجلی ونزول مقصود کہ منتہاے ارادہ باشد مجازاً اور آرام گفتہ کہ آرام بمعنے سکون منتہاے حرکت حسیہ وارادیہ میباشد روپوش حجاب مقدمات مقدمہ اولیٰ حق تعالیٰ کو بیچون اور ماہیت وکیفیت سے مطلق کہنے کے دو محمل ہین اگر چون کو مقولہ کیف کے ساتھ خاص کہا جاوے اور ماہیت کو جنس ونوع مرکب کے ساتھ تب تو اس سے مطلق اور مقدس ہونا ظاہر ہے کیونکہ مقولہ کیف قسم ہے ممکن کی اور مقسم حق تعالیٰ پر صادق نہین تو قسم بھی صادق نہین ورنہ صدق قسم کا بدون مقسم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور جنس ونوع دونون مین ترکیب لازم آتی ہے اور وہ مستلزم ہے حدوث کو اور حدوث باری تعالی کا محال ہی پس لامحالہ باری تعالیٰ اس کیف اور اس ماہیت سے منزہ ہے اور اگر چون سے مراد مطلق صفت لی جاوے اور چہ سے مراد مطلق حقیقت لی جاوے تو اُس وقت اس حکم مین استعمال مجاز کا ہے کہ عام بول کر خاص مراد لیا یعنی صفات وحقیقت سے مراد ممکن کی صفات وحقیقت ہین پس اس معنے کے اعتبار سے بھی تنزیہ ظاہر ہے ورنہ خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے حقیقت اور صفت دونون ثابت ہین۔ مقدمہ ثانیہ تجلی اور نزول معنے لغوی پر محمول نہین الفاظ اصطلاحیہ ہین مطلق ظہور کو کہتے ہین مثلاً حروف مکتوبہ کو دیکھکر کاتب کا وجود استدلال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنوع بدون صانع کے پایا نہین جاتا تو ضرور صانع موجود ہے اس معنے کے اعتبار سے حق تعالیٰ تمام موجودات مین متجلی ہین کہ اُن سے اُن کے وجود اور صفات کمال پر دلالت ہوتی ہے اتنا فرق ہے کہ یہ ظہور اور تجلی اہل ظاہر کے نزدیک عقلی ہے اور اہل باطن کے نزدیک ذوقی ہے اور اسی تجلی ذوقی کے اعتبار سے گاہے تخصیص کردی جاتی ہے قلوب عارفین کے ساتھ کہ اُنپر تجلی ہوتی

ہے یعنی ظہور حق تعالیٰ کا اشیاء مین ان کے قلوب پر بوجہ خاص یعنی ذوقاً منکشف ہوتا ہے مقدمہ ثالثہ محال تجلی یعنی اشیاء کو مظاہر اور حجب بھی اصطلاح مین کہتے ہین مظاہر تو اس اعتبار سے کہ اگر یہ واسطہ نہوتا تو انکشاف وجود واجب کی عند المکلف کوئی صورت نہ تھی تو اشیاء آلۂ ظہور ہوئین اور حجب اس اعتبار سے کہ اکثر اہل غفلت ان وسائط ہی کو دیکھتے ہین اور ان سے استدلال وجود صانع پر نہین کرتے تو ان وسائط کی طرف ایسا التفاف مانع ہو گیا التفات الی الصانع سے اس اعتبار سے یہ اشیاء آلۂ اختفاء ہو گئین پس صدق مفہومین متضادین کا اعتبارین مختلفین سے موجب اشکال نرہا۔ مقدمہ رابعہ کبھی کسی نکتہ شاعری یا تحقیقی کی وجہ سے مطلق اثر کو گو وہ مقصود نہو غایت یعنی اثر مقصود ٹھیرا دیتے ہین۔ مقدمہ خامسہ چونکہ انسان بہ نسبت اور مخلوق کے عجائب وغرائب کا زیادہ جامع ہے اس کی دلالت بھی صفات کمال آلہی پر زیادہ ہو گی اس لیے انسان کو مظہر اتم ومنتہائے تجلیات وغیرہ کہتے ہین۔ مقدمہ سادسہ صوفیہ رح کہتے ہین کہ سب ظہور ذات وصفات حق تعالیٰ کا ان کی صفت جمال ہے یعنی جمال مقتضی ظہور کو ہوتا ہے اور ذات وصفات سب جمیل ہین اس لیے مقتضی ظہور کو ہوئین اور یہ اقتضاء بمعنے اضطرار نہین بلکہ اداءِ حق حکمت ہے۔ مقدمہ سابعہ مخلوقات مین اجمل انسان ہے لقولہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم الآیۃ ولقولہ تعالیٰ وصورکم فاحسن صورکم الآیۃ اور انسانون مین ظاہری جمال کے اعتبار سے اجمل حضرت یوسف علیہ السلام ہین لقولہ علیہ السلام وقد اعطی شطر الحسن الحدیث۔

تقریر شرح

جب یہ سب امور ذہن نشین ہو گئے اب مطلب اشعار کا ظاہر ہے یوسف علیہ السلام کے حسن کا بیان ہے کہ یون سمجھو کہ نور حق جو کہ بالمعنیین المذکورین فی المقدمۃ الاولےٰ قید ماہیت وکیفیت سے منزہ ہے وہ قید چون یعنی حجاب مخلوق سے یا بعنوان دیگر مظہر مخلوق سے کما ذکر کلاہما فی المقدمۃ الثالثۃ مظاہر ہوا اور ان دو عنوانون مین سے پہلے شعر مین آور دبیرون مین عنوان مظہریت کی طرف اور دوسرے شعر مین لفظ روپوش مین عنوان حجاب کی طرف اشارہ ہے اور جب اُس مطلق نے اس مقیدین بالمعنے المذکور فی المقدمۃ الثانیۃ نزول فرمایا جسکو یا باعتبار مطلق نزول مقصود کے آرام سے تعبیر کیا گیا یا خاص منتہائے نزول کے اعتبار سے آرام کہا گیا کیونکہ یہان مظہر

خاص الشان ہے کما ذکر فی المقدمۃ الخامسۃ تو اُس مقید کا نام روپوشی کے واسطے یوسف رکھدیا اور اس روپوشی کا ہرچند کہ مقصود ہونے کا دعوی نکیا جاوے لیکن چونکہ اُس نزول پر یہ مرتب ہوئی ہے مجازاً اس کو لفظ پے سے غایت قرار دیدیا کما ذکر فی المقدمۃ الرابعۃ اور یہان نکتہ شاید یہ ہو کہ اس روپوشی سے ابتلاء و امتحان خلق منظور تھا کہ دیکھین کون محو تماشائے یوسف ہو کر جمیل حقیقی کو بھولتا ہے اور کون ان کو دیکھکر بزبان حال یہ کہتا ہے ؎ حُسن خوش از روئے خوبان آشکارا کردۂ * پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردۂ + ع چہ باشد آن نگار خود کہ بندد این نگارہا + اور ہرچند کہ یہ تجلی اور یہ احتجاب ہر مخلوق مین حاصل ہے لیکن چونکہ یوسف علیہ السلام صفت جمال مین اور مخلوق سے اکمل ہین کما ذکر فی المقدمۃ السابعۃ تو آپ خاص اُس صفت کے زیادہ تجلی گاہ ہوئے جو کہ بمقدمۂ سادسہ اصل منشا ظہور و تکوین کا ہے اس لیئے اس تجلی و احتجاب خاص مین خاص اعتبار سے آپ کو ترجیح ہوئی لہذا اس شعر مین تخصیص کر لی گئی واللہ اعلم۔

۴ - جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

فائدہ حقیقت نفس

سوال - نفس کیا چیز ہے اگر لمۃ الشر کا نام ہے تو بعض وقت مسلمان طبعاً عبادت کی خواہش کرتا ہے خصوصاً جب اس مین حق سبحانہ کچھ لذت مرحمت فرماوین اُسوقت ہوائے نفس اور لمۃ الخیر رضائے باری عز اسمہ مین سوائے اس کے کہ دین اسلام اور شریعت غرا کو ممیز قرار دین اور کوئی بھی سبیل افتراق ہے یا نہین بظاہر تو جو دل گناہ مین لذت پاتا اور اُسکی خواہش کرتا ہے وہی عبادت مین لذت پاتا اور اُس کی خواہش کرتا ہے۔ محض یہ سمجھ لینا کہ اول لمۃ الشر من الشیطان ہے دوسرا لمۃ الخیر من الملک ہے دل کو تسکین نہین دے سکتا اور اگر ہو بھی تو ہر شخص کے لئے نہی النفس عن الھوی پر عمل کرنے کے لیے پورے علم دین کی ضرورت ہے تھوڑا علم کافی نہین اس صورت مین تکمیل علم زائد از ضرورت جس کو فرض کفایہ شمار کیا گیا ہے فرض عین اور حد ضرورت مین داخل ہو جائیگا نیز صوفیہ کرام کا مباحات کو محرمات کے اندیشہ سے ترک کرنا اسی بنا پر ہے کہ ہوائے نفس ہے اور نفس کی جہانتک ہو مخالفت چاہیئے اس بنا پر بھوک کے وقت کھانا اور ضرورت کے وقت مجامعت بھی ہوائے نفس ہوگی پھر عادت کے موافق یا بغرض حصول لذت عبادت کے وقت طاعت مین مشغول ہونا ہوائے نفس

کیون نہ ہو البتہ وہ بحکم الطبع ہے اور یہ بحکم الشرع مگر عادت کے درجہ مین یہی عبادت بحکم الطبع مین دخل
ہے اور سبب عبادت وقوام بدن وتصحیح خیال وازالہ مادۂ فاسدہ کی نیت سے اکل وجماع بھی بحکم
الشرع ہے پھر امتیاز دشوار غرض گو اقناعیت کچھ ہو جاتی ہے مگر الزام واسکات بلکہ
اطمینان نہین۔

الجواب۔ نفس انسان کے اندر ایک قوت ہے جس سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ
خواہش خیر ہو یا شر اگر اکثر شر کی خواہش کرے اور نادم بھی نہ ہو اُس وقت امارہ کہلاتا ہے یعنی
کثیر الامر بالسوء اور ہوی اسی مرتبہ کی خواہش کا نام ہے اور کبھی کبھی اُس مین خیر کی بھی خواہش
پیدا ہو جانا اس مفہوم کے منافی نہین کیونکہ کثیر الامر کو دائم الامر ہونا لازم نہین اور اگر نادم بھی
ہونے لگے تو لوامہ کہلاتا ہے اور اگر اکثر خواہش خیر کی کرے اُسوقت مطمئنہ کہلاتا ہے بمعنے
ساکن الی الخیر گو کبھی اُس مین شر کی بھی خواہش بلا عمل احیاناً پیدا ہو جاوے کیونکہ محض انجذاب
بمعنے میلان منافی سکون کے نہین چنانچہ اجسام ثقیلہ باوجود میلان الی المرکز کے ساکن بھی دیکھے
جاتے ہین البتہ اُس خواہش کے مقتضا پر عمل کرنا کہ حرکت من المقر ہے یہ البتہ منافی سکون ہے تو
اس صورت مین مطمئنہ نہ رہے گا غرض دونون خواہشین خیر کی بھی اور شر کی بھی نفس ہی کے متعلق
ہین البتہ اسباب ہر خواہش کے جدا جدا ہین بعض تو مشاہد ہین جیسے نصیحت وصحبت نیک خواہش
خیر کے لیے اور اغواء وصحبت بد خواہش شر کے لیے اور بعض اسباب غیر مشاہد ہین جیسے القاء
ملک خواہش خیر کے لیے اور القاء شیطان خواہش شر کے لیے اسکو حدیث مین لمۃ الملک ولمۃ
الشیطان اور ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر سے تعبیر فرمایا ہے اور بزرگون کا مباحات کو چھوڑنا
اس بناء پر نہین کہ مباحات کی خواہش ہوائے نفسانی ہے بلکہ اس بناء پر ہے کہ وہ مفضی الی
الہوی نہو جاوے اس تقریر مین تامل کرنے سے امید ہے کہ سب شبہات زائل ہو جاوین گے
کیونکہ اس مین منشاء اشتباہ کا ارتفاع ہو گیا ہے اور اگر اب بھی کوئی شبہ رہا ہے تو اس کی تقریر
مکرر واضح طور پر کیجاوے۔ ۶۔ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۲ھ

ملامت بر قصد رضائے محبوب مجازی

سوال۔ حضرت مخدومی ومعظمی جناب مولنا مولوی اشرف علی صاحب۔ تسلیم باعث تحریر
آنکہ مین ایک بلا مین مبتلا ہون ایک دوست کی خفگی وناراضی نے مجھے تباہ کر دیا ہے للہ میری

دستگیری فرمایئے توجہ خاص کے ساتھ دعا فرمایئے کہ وہ مجھسے راضی ہوجاوے اس بارہ مین اگر کوئی وظیفہ وعمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اس کے ساتھ اضطراری ہے اختیاری نہین فسق وفجور کا وہان خیال نہین محض میری اوقات گذاری کے لیئے واسطہ و ذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمایئے اور جلد جواب سے سرفراز فرمایئے۔ زیادہ والسلام

الجواب۔ عنایت فرمائے بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونیکا ہے اس لیئے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے۔

عشق ہائے کز پے رنگے بود + عشق نبود عاقبت ننگے بود + عشق با مردہ نباشد پائدار + عشق را باحی وباقیوم دار + غرق عشق شو کہ غرق ست اندرین + عشقہائے اولین وآخرین + عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا + یافتند از عشق او کار و کیا + طلب حق اور غیر پر نظر اللہ سے ڈریئے اور شرمایئے۔ مانا کہ تعلق اضطراری ہے لیکن نظر اور تخییل اور اکتساب تدابیر قرب یہ تو سب اختیاری اور شرعًا معصیت ہے معصیت کے ساتھ قرب حق ورضائے حق کہان اور اوقات گذاری سے مراد اگر لذت نظر وقرب ہے تو معصیت شریعت ہے اور اگر کفالت رزق ومصارف ہے تو خلق پر نظر معصیت طریقت وخلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا ہے کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت۔ سو من عشق فعف وکتم فمات فہو شہید آپ نے سنا ہوگا اور اگر حال فقر ہے تو سہ خدا اگر بحکمت بہ بندد درے + کشاید بفضل وکرم دیگرے + غرض توبہ کیجیے مجھکو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمایئے۔ والسلام۔ ۱۵ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

سوال۔ ایک امر قابل گذارش ہے اس کا جواب مرحمت فرمایا جاوے۔

حضور اور مولانا احمد حسن صاحب مرحوم اور مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت حاجی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والغفران کے مرید ہین باوصف اتحاد بیعت حالت علیحدہ علیحدہ نظر آئی حضور کو سماع سے نفرت اور مولانا احمد حسن صاحب کو نہ اقبال اور نہ انکار اور مولانا محمد حسین صاحب مرحوم کو بغیر سماع چین نہ تھا اس مین کیا اسرار تھا اور غالبًا وجہ انتقال جناب مولانا محمد حسین صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی ہوگی اس واقعہ سے مجوزان سماع

ف وجہ اختلاف مذاق در سماع وتحقیق سبب سماع وفات بعض اہل حال ۱۲

کے واسطے ایک بہت بڑا موقع اُس کے جواز کا ملگیا اگر براہ کرم تحریر فرمایا جاوے کہ ایسا کون قوی سبب ہوا کہ عین حالت سماع مین مولانا صاحب ممدوح و مغفور نے رحلت فرمائی تو باعث تسکین خاطر خاکسار متصور ہو۔

الجواب۔ کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین کہ کسی حالت پر موت آجانا اُس حالت کے محمود ہونے کی علامت ہو بعض لوگون کو عین معصیت مین موت آگئی چنانچہ چھ سال ہوے کہ سہارنپور مین ایک بوڑھا آدمی ایک بازاری عورت سے عین مشغولی کی حالت مین مرگیا تھا اور شدت لذت سے اس کی روح فنا ہو گئی تھی اسی طرح سکر شدید کہ منجملہ سمیات ہے قاتل ہے تو اگر کوئی شخص جو غنا و مزامیر کو بدلیل شرعی معصیت کہتا ہے جواب مین بطور احتمال یہ کہے کہ ممکن ہے کہ اس معصیت مین اُسوقت لذت ایسی شدید ہوئی ہو یا سکر ایسا قوی ہوا ہو کہ اس سے روح فنا ہو گئی ہو یا تو اسوجہ سے کہ روح فی نفسہ ضعیف تھی جسکا سبب ممکن ہے کوئی بیماری ہو جیسا کہ محل کلام مین اختلاج قلب کا مرض پہلے سے عارض تھا یا یہ کہ سکر و لذت اُس سے بھی زیادہ قوی ہو کہ اس کی قوت کے اعتبار سے روح قوی بھی ضعیف ہو گئی کیونکہ قوت و ضعف امور اضافیہ سے ہے تو استدلال کرنے والے کے پاس اس احتمال کا کیا جواب ہے اس سے کوئی بزرگوار یہ نہ سمجھین کہ یہ احقر مولانا مرحوم کی نسبت ایسا خیال رکھتا ہے حاشا و کلا یہ صرف جواب ہے اہل غلو کا جو ادلہ شرعیہ کے معارضہ مین واقعہ محتملہ سے استدلال کرتے ہین باقی خود احقر کا مشرب اولاسب کے ساتھ حتی الامکان حسن ظن رکھنا ہے خصوصاً ایک عالم اور صاحب سلسلہ کے ساتھ پھر خاصکر بعد وفات کے اسلیئے میرے نزدیک اس واقعہ کی توجیہ بظن غالب یہ ہے (اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) کہ مختلفین فی حکم السماع مین سے مولانا مرحوم کا مذاق یہ تھا کہ سماع فی نفسہ اہل کے لیئے جائز ہے اور آلات مین حرمت لغیرہ ہے اور وہ غیر قوت شہوۃ بہیمیہ ہے اور اپنے کو اس قوت کا مغلوب نپاتے تھے اس لئے تو جائز سمجھتے تھے اور اس جائز کو وجدان مسئلہ وحدت وجودی نے جس کا سبب واللہ اعلم کثرت مطالعہ و استماع اقوال موحدین سے شدت تخیل تھا راجح کر دیا تھا کیونکہ سماع کے وقت بوجہ یکسوئی کے اس وجدان مین ایک خاص قوت و لذت ہو جاتی ہے یہ سبب ہو گیا

تھا اس عمل مین منہمک ہونے کا جب ایک مجمع مین کہ وہان سب مولانا مرحوم کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے جو سبب اعظم ہے اجتماع خاطر وانبساط کا اور کوئی سبب انقباض وانتشار کا وہان نہ تھا وہ مضمون نظم مین پڑھا گیا مضمون حسب مذاق۔ نظم دلکش۔ کلام ایک صاحب حال کا پھر معتقد فیہ کا قوال خوش آواز یہ خصوصیات تو فاعل کی جانب مین کچھ اختلاج کے دورون سے قلب مین ضعف کچھ تقلیل طعام سے روح مین لطافت یہ خصوصیات منفعل کی جانب مین نغمات والحان سے کچھ ایسا سمان بندھا کہ بیخود ہو گئے اور اُس بیخودی مین اُس مضمون سے مظہر برنگ ظاہر یا یون کہیئے کہ ظاہر برنگ مظہر وجدانا متخیل ہوا اور اُس تخیل کے جزم اور جانب مقابل کیطرف اصلا التفات نہونے سے شوق من المشاہدہ یا شوق الی المشاہدہ کو ایسا غالب اور قوی کر دیا کہ دفعتًا روح نے تن کو چھوڑ دیا۔ سو اس تقریر پر اس واقعہ مین کئی جزو مختلف فیہ ہین۔ مثلاً سماع کے باب مین تحقیق مذکور کا صحیح ہونا یا نہونا۔ دوسرے وحدۃ الوجود کے یہ معنے ہونا یا نہ ہونا یا خود وحدۃ الوجود کا مطابق واقع کے ہونا یا نہونا۔ اور ایک جزو بلا اختلاف قابل نظر ہے کہ خواص کا فعل گو وہ کسی وجہ سے ان کے لیے مباح ہو اگر عوام کے لیے موجب مفسدہ ہو جاوے تو خواص کے لیے بھی واجب الترک ہو جاتا ہے لیکن احقر اجزاء مختلف فیہا مین خود اختلاف کو اور جزو غیر مختلف فیہ مین عدم تعمق یا عدم اطلاع وعدم التفات الی المفاسد کو موجب عذر سمجھتا ہے بہر حال صاحب حال سے اگر کوئی امر موہم خلاف صادر ہو تو منتہاے حسن ظن یہ ہے کہ خود اُس کے فعل مین تاویل مناسب کر کے اوسکو قواعد شرعیہ کے تابع بنادے نہ یہ کہ شریعت مین تبدیل کر کے شریعت کو اُس کا تابع بنادے۔ یہ جواب ہے سوال ثانی کا اور اسی تقریر مین جو ایک قول یہ ہے (مختلفین فی حکم السماع مین الے قولہ منہمک ہوتا) اور دوسرا قول یہ ہے (ایک جزو بلا اختلاف الی قولہ واجب الترک ہو جاتا ہے) ان قولون سے سوال اول کا جواب بھی نکل آیا کہ جو شخص مانع اور خود ممتنع ہے وہ یا تو آلات کو فی نفسہ محرم سمجھتا ہے یا اپنے کو قوت بہیمیہ کا مغلوب پاتا ہے یا اپنے فعل کو موجب مفسدہ عوام کہتا ہے اور جو شخص نہ انکار کرتا ہے نہ اہتمام کرتا ہے وہ ان امور کو جائز اور اپنے کو قوت بہیمیہ پر غالب سمجھتا ہوگا اور مفاسد عوام کی طرف ملتفت یا اُن پر مطلع نہ ہوگا یہ وجہ عدم انکار

کی ہے اور وجدان مرجح مثل تخییل وحدۃ الوجود ونحو ذلک اس پر غالب نہ ہوگا بوجہ عدم اہتمام کی ہے اور انہماک کی وجہ ان اقوال مین مصرحًا مذکور ہے رہا یہ شبہ کہ ایک پیر کے مرید ہوکر عمل مختلف کیون ہے سو ایسے اُمور نہ مریدی کے ارکان ہین نہ شرائط یا لوازم تاکہ اتحاد سلسلہ کے ہوتے ہوئے ان مین اختلاف ہونا موجب شبہہ ہو یہ اپنا اپنا مذاق اور تحقیق اور نظر ہے جس مین خود پیر اور مرید کا باہمد گر مختلف ہونا بھی محل استعجاب نہین - فقط واللہ اعلم
۲۳ - رجب سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال - گذارش خدمت ہے کہ لفظ خود بخود آزاد پر اپنی طرف اشارہ کرنے سے کیا مطلب ہے اور یہ مضمون عارفین کے نزدیک کیا نہایت سخت ہے کہ بوجہ خوف وصال ہوا یا کیا مراد ہے خادم کا جی چاہتا ہے کہ اس غزل کی تفسیر موافق مذاق اہل حال آنحضور تحریر فرمادین نہایت اشتیاق ہے -

غزل

آستین بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی	باخودی خود در تماشا سوی بازار آمدی
در بہاران گل شدی در صحن گلزار آمدی	بعد ازان بلبل شدی با نالۂ زار آمدی
شور منصور از کجا و دار منصور از کجا	خود زدی بانگ انا الحق بر سر دار آمدی
گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا	خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

اس سے زیادہ خادم کو یاد نہین شاید اور بھی اشعار ہون (ضمیمہ سوال) مولانا شاہ محمد حسین خان بہادر صاحب الہ آبادی علیہ الرحمۃ نے ۸ - رجب سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء بمقام اجمیر شریف ساڑھے نو بجے صبح کو انتقال فرمایا نواب سرور جنگ کے مکان پر جو احاطہ درگاہ شریف مین واقع ہے سماع کا جلسہ تھا مولانا صاحب قدس سرہٗ وہان تشریف لے گئے آستانہ مبارک کے قوالون نے حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل شروع کی **شعر**
آستین بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی + باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی + مولانا صاحب نے حسب عادت ہر مصرعہ کی تفسیر فرمانی شروع کی جب قوالون نے مقطع کا شعر یعنی گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا - خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی + گانا شروع کیا تو مولانا صاحب نے تفسیر اس شعر کی کی اور دوبار الفاظ خود بخود آزاد کو فرمایا اور اپنی طرف اشارہ

کر کے سجدہ مین چلے گئے اور چشم زدن مین روح اقدس قید تن سے آزاد ہو گئی آٹھ بجے شب کو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پائین مین مدفون ہوئے۔

الجواب۔ آپ نے اس واقعہ کے متعلق تین سوال کئے ہین اول اشارہ سے کیا مطلب ہے دوسرے وجہ وفات کی تحقیق تیسرے ان اشعار کی تفسیر سو وجہ وفات کا سوال ایک اور صاحب نے بھی کیا ہے اُس جواب کا خلاصہ دوسرے پرچہ پر لکھے دیتا ہون تفسیر سے پہلے ایک تمہید سمجھ لیجئے وجہ اشارہ کا سمجھنا بھی اُسی پر موقوف ہے وہ یہ کہ ممکن من حیث الامکان کسی وصف وجودی کو یا کسی اجمال وکمال کو بذاتہ مقتضی نہین ورنہ وہ واجب ہو جاویگا (سفـ) پھر جب ان اوصاف کے ساتھ موصوف ہوگا اُس مین کسی علت و واسطہ کی ضرورت ہوگی جو مرجع اتصاف کا ہو اور وہ واسطہ ذات حق مع الصفات والافعال ہے اب رہا یہ امر کہ اس توسط کی کیا کیفیت ہے اور آیا وہ واسطہ فی العروض ہے یا فی الثبوت یا فی الاثبات اس کی تحقیق ازبس طویل ہے اور کلید مثنوی مین بقدر ضرورت مذکور بھی ہے بہرحال اس مین اہل ذوق کے اقوال مختلف ہین لیکن اتنا امر مشترک التسلیم ہے کہ ممکن کو واجب تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال کیساتھ ایک خاص تعلق اور نسبت ہے اور ممکن کے تطورات وجود اُس انتساب کی بدولت ہین پس کمال وجمال کے ساتھ موصوف بالذات والحقیقۃ ذات حق ہے اور ممکنات اس کے مفتقر اور مستعیر۔ پس بعض اوقات کثرت مراقبات یا قوۃ تخیل یا ذوق وجدانی یا غلبہ فنا وسکر سے یہ اوصاف وکمالات وتطورات تو ملاحظہ مین رہتے ہین لیکن ممکن پر من حیث الخلو اور واجب پر من حیث الاتصاف نظر پڑتی ہے اُسوقت اُن اوصاف کو قالاً وحالاً ذات حق کی طرف نسبت کرنے لگتا ہے جیسے کوئی شخص ید مستعیر کو ملاحظہ مین رکھکر پھر اوس کے غیر مالک ہونے پر اور معیر کے مالک ہونے پر نظر کرے تو بالاضطرار کہہ اُٹھے گا ان ید المستعیر ہی ید المعیر چنانچہ اسی بنا پر فقہاء کے کلام مین یہ اطلاق وارد ہے اور اسکو توحید افعالی وصفاتی کہتے ہین اور جب اس حالت کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے تو ممکن کا اضمحلال اسدرجہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قابل بھی نہین معلوم ہوتا کہ اُس کی ذات کو اُسپر محمول کیا جاوے کیونکہ یہ حمل ایجابی بھی ایک گونہ ثبوت موضوع کو چاہتا ہے اور ممکن کے لیے حقیقۃً ثبوت نہین اس لیے جس طرح افعال ممکن کو افعال حق اور

سفـ وہ جواب اس سے پہلے سوال کے ذیل مین گذر چکا ہے ۱۲ منہ

اور صفات ممکن کو صفات حق کہدیا تھا اسی طرح ذوات ممکن کو ذات حق کہدیتا ہے اور ان سب کو اُسی ایک ذات کے ظہورات سمجھتا ہے بلا اتحاد و بلا حلول جیسا تصریحًا مولٰنا نے کہا ہے۔ ؎ اتصالے بے تکیف بے قیاس + ہست رب الناس را با جان ناس + اس حل کے حکم کو توحید ذاتی کہتے ہین اور منصور علیہ الرحمۃ کے قول کا منشا یہی تھا اور ہمہ اوست کی ایک تفسیر یہ بھی ہے ان اشعار مین توحید کے ان ہی مراتب کو بیان کیا ہے اب ان کی تفسیر مین کوئی خفا نہین رہا اور بعض اوقات خلو ممکن اور اتصاف پر نظر پڑنے کے ساتھ اوصاف و افعال و ذوات ممکن ملاحظہ مین نہین رہتے اُس وقت ان سب موصوفات اور اوصاف کو معدوم سمجھتا ہے اور ان امور کی نسبت ذات حق کی طرف نہین کرتا بلکہ ان سب پر عدم کا حکم کرتا ہے جیسا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول مین ہے ؎ ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی + اور ہمہ اوست کی ایک تفسیر یہ بھی ہے جسکو مین نے کلید مثنوی کے دیباچہ مین لکھا ہے اور کبھی اوصاف ممکن کے ساتھ اتصاف ممکن پر بھی نظر ہوتی ہے اور ساتھ ہی افتقار کو بھی دیکھتا ہے تو ہمہ از وست کہتا ہے اور یہ حالت صحو کی اور مدرک بالعقل ہے اب رہ گئی وجہ اشارہ کی سو چونکہ بہ نسبت دوسرے ممکنات کی انسان اجمع للکمالات ہے اور اسی بنا پر اُس کو مرتبہ جامعہ اور مظہر اتم کہا گیا ہے اسلیئے انتساب مذکور مین یہ اوروں سے زیادہ احق ہے سو میرا ظن غالب یہ ہے کہ مولانا نے اس حالت کے غلبہ مین اس دلالت وضعیہ غیر لفظیہ سے بو ذی کے مخاطب کو مشارالیہ بتا یا ولعل معنے السجدۃ ما قالہ المنصور لمائسل ان کنت انت الحق فلمن تصلی فقال یصلی باطنی لظاہری مگر یہ سب ظن و تخمین ہے اور حقائق اُمور پر عالم اسرار مطلع ہین محض آپ کی خاطر سے لکھدیا ہے اگر غلطی ہو گئی ہو اللہ تعالیٰ معاف فرماوین والسلام ۲۴۔ رجب ۲۲ ۱۳ھ

ذکر و تصور شیخ و رابطہ و فنا معمول خاندان نقشبندیہ

سوال ۔ خاندان نقشبندیہ مین جو اوّل[۱] ذکر فکر کے ساتھ بتلایا جاتا ہے اور[۲] تصور شیخ اور پھر[۳] رابطہ اور[۴] فنا اور پھر[۵] گم شدنی اس کی تفصیل کی مجھے خاص ضرورت ہے جس سے مین ہر ایک بات کو اچھی طرح سمجھ لون اور پھر ان سے کیا کیا نفع مرتب ہوتے ہین

الجواب [۱] یہ سوال میری سمجھ مین نہین آیا البتہ جو ذکر اول بتلایا جاتا ہے وہ اسم ذات ہے لیکن اس قید کے ساتھ جو سوال کیا گیا ہے کہ فکر کے ساتھ اس کی تحقیق نہین اور یون ہر ذکر

کے ساتھ فکر و احضار قلب ضروری ہے البتہ متاخرین مشائخ نے اسم ذات کے ساتھ ہی شغل لطائف کا معمول رکھا ہے متقدمین کے یہان یہ طریقہ نہ تھا یہ تو اس کی حقیقت ہے باقی نفع ذکر کا ظاہر ہے بلکہ تمامتر منافع اسی کے ثمرات ہین جس مین اصل نفع وہ ہے جو قرآن مجید مین موعود ہے فاذکرونی اذکرکم الآیہ ۲ و ۳ تصور شیخ کا مفہوم عام ہے رابطہ کے مفہوم سے کیونکہ رابطہ خاص ایک شغل کا نام ہے جس مین شیخ کی صورت ذہن مین حاضر کر کے نظر قلب سے اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فیفرض کاشاضر ناظر لکن تصورا فقط لا اعتقادا فانہ شرک ولذا یمنع منہ العوام وہذا ہو المراد فی کلام بعض الاکابر حیث ادخل ہذا فی عموم قولہ تعالیٰ ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون یہ تو حقیقت ہے اس کی اور فائدہ اسکا شغف ہے شیخ کے ساتھ جس سے بے تکلف اس کا اتباع اخلاق و اعمال مین ہونے لگتا ہے چونکہ احوال ثمرات ہین اعمال کے اس لیے وہ احوال بھی اسپر وارد ہونے لگتے ہین لکن لما کان ضررہ للعوام اکثر من ہذا النفع المذکور لم یعتبر ہذا النفع فی منعہم منہ اور تصور شیخ کوئی خاص شغل نہین بلکہ اس کی حقیقت وہی ہے جو لغۃً مفہوم ہوتی ہے محل اوسکا وہ وقت ہے کہ ذکر کے ساتھ خطرات فاسدہ کا ہجوم ہو اور دفع کرنے سے مندفع نہ ہوتے ہون تو منتہی اس کا علاج زیادت توجہ الی المذکور سے کرتا ہے اور متوسط زیادہ توجہ الی الذکر سے کیونکہ جب نفس کو ایک طرف توجہ تام ہو جاوے گی حسب قاعدۂ فلسفیہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد دوسری طرف نہ ہیگی اور مبتدی چونکہ غائب یعنی مذکور کی طرف زیادت توجہ کا خوگر نہین اور ذکر گو امر حسی مشاہد و مسموع ہے اور توجہ دشوار نہین لیکن اسکے ساتھ انجذاب طبعی نہین اس لیے وہ جمتا نہین اس سبب سے اس کے لیئے تصور شیخ کو نافع سمجھا گیا ہے کہ وہ محسوس بھی ہے اور محبوب بھی ہے اُس کا خیال جلدی جم جاتا ہے اور خیال جمنے سے خطرات مندفع ہو جاتے ہین مگر بعد اندفاع پھر اس تصور کو نہین جماتے کہ اشتغال بغیر المقصود مخل اشتغال بالمقصود ہے اور اس تقریر سے حقیقت کے ساتھ ان دونون کا نفع بھی معلوم ہو گیا ۴ و ۵ یہ دونون لفظ بھی متقارب المعنی ہین صرف عموم و خصوص ہی کا فرق ہے فنا عام ہے گم شدن خاص کیونکہ فنا دو قسم ہے۔ فنائے واقعی اور فنائے علمی۔ فنائے واقعی یہ کہ افعال ذمیمہ و ملکات ردیہ زائل ہو جاوین مثلاً ظاہری معاصی چھوٹ جاوین قلب سے

جب غیر اللہ حرص وطول امل وکبر وعجب وریا، وغیرہ سب نکل جائین اس کو فنا، واقعی اس لیے کہتے ہین کہ اس مین جو چیز زائل ہوئی ہے یعنی افعال و ملکات ردیہ وہ واقع مین بھی فنا ہوگئی بخلاف دوسری قسم کے جیسا عنقریب آتا ہے اور اس کو بعضے اصطلاحا فنائے حسّی بعضے فنائے جسمی بھی کہتے ہین اور فنائے علمی یہ کہ غیر اللہ اس کے قلب سے مرتبہ علم مین نکل گیا یعنی اس کو غیر اللہ کے ساتھ تعلق علمی نہین رہا بایمعنے کہ جیسا التفات واستحضار غیر کا پہلے تھا وہ نہ رہا بلکہ ملکہ یاد داشت کا راسخ ہوگیا اور غیر سے ذہول ہوگیا جیسا محبت مجازیہ مین بھی غلبہ کے وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ محبوب دل مین زیادہ بسا رہتا ہے غیر کی طرف کسی بڑی ہی ضرورت سے توجہ ہوتی ہے ورنہ گنجایش نہین ہوتی پھر اس کے مراتب حسب استعداد سالک مختلف ہوتے ہین حتی کہ کسیکو استغراق محض ہوجاتا ہے کسی پر سکر غالب ہوتا ہے کوئی مجذوب محض ہوجاتا ہے کوئی پھر بعض احوال کی تکمیل کے لیے یا دوسرون کی تکمیل کے لیئے علم بالاشیاء کی طرف عود کرایا جاتا ہے مگر ابتداء کے علم بالاشیاء سے کمًا وکیفًا وغایۃً مختلف ہوتا ہے اس حالت کو بقاء کہتے ہین جیسا کہ قسم اول مین بھی عین فنا کے وقت فانی کے اضداد کے حصول کا نام بقاء ہے اس قسم ثانی کو فنائے علمی اس لیے کہتے ہین کہ اس مین جو چیز اس کے تعلق علمی سے خارج ہوگئی وہ واقع مین فانی و معدوم نہین ہوئی مثلاً ہمکو زید کا خیال نہ آیا تو واقع مین زید معدوم تو نہین ہوا فنا کی اس دوسری قسم کا نام گم شدنی ہے پس مطلق فنا مقسم اور عام ہے اور گم شدنی اُس کی ایک قسم اور خاص ہے فائدہ قسم کا ظاہر ہے کہ ترک ہے مضرات شرعیہ کا جس کو تقوی کہنا چاہیئے اور قسم ثانی کا فائدہ یہ ہے کہ یہی علم بالاشیاء بعض اوقات مفضی الی المعاصی ہوجاتا ہے پس اسباب بعیدہ سے بچنا کمال ہے تقوی کا۔ **التماس** مینے کسی خاص جگہ سے نقل نہین کیا بلکہ کچھ کتابی نظر سے کچھ صحبت شیخ سے کچھ ذوق سے لکھدیا ہے شاید کسی جگہ اس سے کافی نزلجاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۴۔ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال۔ اشعار ذیل کا مطلب تحریر فرمایا جاوے۔ جملہ قرآن است در قطع سبب + عز درویش و ہلاک بولہب + ہمچنین ز آغاز قرآن تا تمام + رفض اسباب است و علت والسلام۔

الجواب اوّلاً باید دانست کہ مراد در اشعار مسئول عنہا رفض و قطع اسباب مطلقاً نیست

نقل شعر جملہ قرآن است ...

وچگونہ آنصورت می توان بست ہرگاہ خود در قرآن امر ببعض اسباب وارد شدہ کقولہ تعالیٰ فی الاسباب الاخرویۃ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وبرین اعمال میش را مرتب فرمودہ ید خلکم جنت تجری من تحتہا الانہار وغیر ذلک من الآیات وفی الاسباب الدنیویۃ ولیاخذوا اسلحتہم ودر علتش فرمود والذین کفروا لو تغفلون الخ کہ مشعر است ببودن اخذ سلاح سبب حفظ از حملۂ اعدائے چنانچہ ظاہرست بلکہ مراد اسبابیست کہ مزاحم ومعارض مشیت یا رضائے الٰہی باشد ہرگاہ این مقدمہ ممہد شد پس معنے اشعار ہویداست کہ مقصود افادۂ این امر است کہ اے ظاہر پرست تو براسباب طبیعہ وتدابیر تراشیدہ خیلی اعتماد داری نمی بینی کہ ابولہب چہا تدابیر وسامان کہ در اضرار وکسر شوکت درویشان ومساکین اہل اسلام کہ فراہم نیاوردہ وخود چہ قدر اسباب از اموال وحشم میداشت لیکن چون تدبیرش خلاف مشیت حق بُود چگونہ معاملہ منقلب شد وآن مشتے چند مساکین روئے زمین را درگرفتند واین ابولہب در خاک وخون غلطید پس بہوش باش تا ہرگز برائے وتدبیر خود بمقابلہ مشیت ایزدی نظر نکنی وہمہ کار از نقیر وقطمیر خود مفوض بقادر مطلق کنی آرے تدبیرے کہ ماذون فیہ یا مامور بہ در شرع باشد چون آن معارضہ برضا یقیناً ندارد ومعارضہ بمشیت غیر معلوم اگر این تدبیر را اختیار کنی بر تو ملامت نرود بلکہ اگر مامور بہ باشد بر تو واجب ست باز اگر مصلحت در علم قدیم اتمامش باشد خود تمام خواہند فرمود واگر مصلحت در عدم اتمامش باشد تمام نخواہد شد وترا درین صورت ہم منافع گوناگون ظاہری وباطنی بدست خواہد آمد فالتدبیر تدبیران محمود ومذموم فالمنفی ہو الثانی والمثبت ہو الاول فاتضح الحق۔ واللہ اعلم

۱۴- رمضان ۱۳۲۲ھ

سوال - حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھکو جب ذکر شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ لا الٰہ کے وقت یہ خیال کرے کہ جس قدر محبتین غیر خدا کی قلب مین ہین سب کو نکال کر پس پشت ڈالدین اور الا اللہ کے وقت یہ خیال کرے کہ صرف اللہ کی محبت قلب مین داخل کی تو اب وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بر وقت ذکر شریف کے ایسا ہی خیال کرے اور حدیث شریف مین ہے کہ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو گی مسلمان نہین۔

نفی اثبات میں تصور نکالنے کا قلب سے محبت غیر اللہ کا وقت ذکر

الجواب۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین خدا کی محبت ہے بلکہ جمیع اہل اللہ کی محبت بھی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے پس مراد اس تعلیم مین یہ ہے کہ جو محبین خدا تعالیٰ سے تعلق نہین رکھتین اُن کو پس پشت ڈال دیا اب کوئی اشکال نہین واللہ تعالیٰ اعلم ۳۔ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

تحقیق اخراج مرید از بیعت

سوال۔ کوئی شیخ اپنے مرید کو عاق کردے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو بیعت اس صورت مین قائم رہتی ہے یا نہین۔

الجواب عن جابر بن عبد اللہ ان اعرابیا بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصاب الاعرابی وعك بالمدینة فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد اقلنی بیعتی فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قوله علیه السلام ان المدینة كالكیر تنفی خبثها وتنصع طیبها متفق علیه دوسری روایت کعب رض بن مالک کی ہے کہ غزوہ تبوک کے تخلف کے سبب آپ اُنسے منقبض ہوگئے مگر اُنکا اعتقاد درست رہا پس پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ بیعت واپس نہ کرے لیکن مرید کا اعتقاد جاتا رہے تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ ناراض ہو جائے لیکن مرید کا اعتقاد باقی اور قائم رہے تو بیعت باقی رہتی ہے اور ویسے بھی ظاہر ہے کہ مدار اعظم بیعت کا ارادہ پر ہے سو یہ صفت مرید کی ہے نہ کہ شیخ کی پس اس کے بقاء و زوال کا دوران ارادت کے عدم وجود پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۲۸۔ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

جواب تسلی از تقلیل ذکر بسبب بیماری

سوال۔ حضور مولٰنا و مرشدنا مولوی محمد اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔ السلام علیکم بحمد اللہ بخیریت ہون اور صحتوری ذات والا مدام درگاہ خدا سے مستدعی حضور والا ع بجیرتم کہ سرانجام ماچہ خواہد بود + اس مرتبہ بعد علالت کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ جب دو تین روز جمکر نماز تہجد و دوازدہ تسبیح کا شغل شروع کرتا ہون طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر شغل مذکور چھوٹ جاتا ہے رمضان شریف مین ہر چند چاہا کہ حسب معمول ورد و وظائف کو شروع کرون لیکن وہی حالت پیش آئی جو عرض کر چکا ہون اخیر عشرہ رمضان مین نہایت مستعدی سے چاہا کہ ۲۱۔ ماہ مذکور سے اعتکاف کرون اور تلافی مافات کرون لیکن ۲۰۔ ماہ مذکور سے طبیعت خراب ہوئی اور ۸۔ شوال تک اس علالت کا سلسلہ رہا ۹۔ شوال سے پھر

نماز تہجد کو اٹھا تین روز تک محنت کی تھی کہ کل ۱۱- شوال کو پھر حرارت پیدا ہو گئی معلوم نہین کہ کیا منظور خدا ہے تعلقات دنیوی سے قطع کر کے چاہا تھا کہ اللہ اللہ کرون لیکن میری بدقسمتی یہ بھی کرنے نہین دیتی ان واقعات سے طبیعت ایسی متوحش اور پریشان ہے کہ کیا عرض کرون وہی مثل ہوئی کہ- نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے- آج طبیعت کو بے حد قلق اور افسوس ہوا لہذا خدمت بابرکت مین عرض کیا گیا اگرچہ شکایت تنفس تابعدار کو عرصہ سے ہے لیکن باوصف اس شکایت کے ورد و وظائف کو انجام دیتا تھا دوسرے آواز اس قدر پست ہو گئی ہے کہ ذکر جہر نہین کر سکتا البتہ ایسی آواز سے کہ خود سُن سکون جب افاقہ ہوتا ہے کرتا ہون اور بحالت نادرستی طبیعت کے کچھ نہین ہو سکتا- باقی خیریت ہے اور حالت بدستور ہے-

الجواب- مخدومی- السلام علیکم ورحمۃ اللہ- بزرگان دین کا ارشاد ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق یعنی جس قدر مخلوقات کی سانس ہین خدا تعالیٰ تک پہونچنے کے اتنے رستے ہین اور اصل مقصود وصول الی اللہ ہے بمعنے ضعف نسبت مع الخلق و قوت نسبت مع الخالق خواہ کسی طریق سے ہو پس جس طرح اوراد و نوافل کی کثرت اُس کا ایک رستہ ہے اسی طرح مرض اور حزن اور انقباض اور ضیق قلب و تاسف و ندامت و خجالت و انکسار بھی ایک رستہ بلکہ اقرب رستہ ہے پس حالت مرقومہ خط سامی مین گو نفسانی اور جسمانی کلفت و صعوبت ہے لیکن روحانی ترقی و نفع ہے بالکل مطمئن رہیئے اور جسقدر ہو سکے اور جس طرح ہو سکے کر لیا کیجیے اور نہ ہو سکے نہ کیا کیجیے ؎ در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + برصراط مستقیم اے دل کسی گمراہ نیست + البتہ نفس یون چاہتا ہے کہ مجھکو ذکر و شغل کا ثمرہ عاجل دنیا مین ملجاوے سو یہ خطائے عظیم ہے اصل موقع مشاہدہ ثمرہ کا آخرت ہے جس نے یہ نکتہ پختہ کر لیا اُس کو رضا و تفویض کی حلاوت نصیب ہوئی اور جو اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر مشوش رہیگا- مخدوما جو کچھ مین نے لکھا ہے گو مختصر ہے مگر نہایت جامع اور تجربہ کی بات ہے آپ شک نہ لائیے والسلام-

سوال- زید کہتا ہے کہ انا خیر منہ مطلقاً تکبر نہین ہے نمازی کو اس نیت سے اپنا بہتر سمجھنا

اور بے نمازی پر ترجیح دینی کہ یہ نماز کی توفیق نعمت خداوندی ہے جو مجھے دی گئی ہے اور اس شخص سے رد کی گئی ہے مبغوض تو کیا ہو محمود بلکہ مقصود و مامور بہ ہے غرض کسی نعمت پر نعمت من اللہ سمجھکر اپنا اُس شخص سے بہتر سمجھنا جو اُس نعمت سے محروم ہے تکبر نہین ہے البتہ اس سے قطع نظر کرکے یا نماز کو اپنا فعل ذاتی اور کارگذاری سمجھکر دوسرے سے بہتر سمجھنا تکبر ہے بلکہ دوسرے کی جانب نسبت نہ بھی ہو تب بھی مذموم و منہی عنہ ہے جسکا نام عجب و خودستائی ہے یہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب۔ زید نے جو تفصیل کی ہے صحیح ہے لیکن جبکہ صرف مرتبہ عنوان مین نہ ہو بلکہ معنون کا مرتبہ بھی اسکو حاصل ہو جس مین اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے بالخصوص مبتدیون کو۔ اس کی باطنی پہچان جو وجدان سے معلوم ہو سکتی ہے یہ ہے کہ اگر اس کے قلب مین اپنے دوسرے عیوب سے ذہول اور خود اس کمال کے زوال سے بے فکری اور دوسرے کے کمالات سے بھی ذہول اور اُس مین اس کمال کے پیدا ہو جانے سے بے التفاتی اور اپنی اس طاعۃ کے عدم قبول کے احتمال سے اور اس کی معصیت کے عفو کے احتمال سے بے فکری ہو تو مرتبہ معنون کا حاصل نہین ہے اور اگر سب اُمور پیش نظر ہون اور لرزان ترسان ہو تو معنون حاصل ہے۔ فقط

سوال۔ زید نے کارخانہ تجارتی کے اشتہارات چھپوا کر اپنے نام کو شیخ یا حاجی یا حافظ لکھنا جو حقیقت مین وہ شیخ یا حافظ یا حاجی ہے تو اس کا لکھنا جس مین شائبہ ریا کا احتمال ہے اُس کو ایسے القاب کا لکھنا ثواب حفظ قرآن یا حج کو ضائع تو نہ کرے گا۔

الجواب۔ ایسے امور مین نیت پر دار و مدار ہے اگر اس فعل سے مقصود تفاخر و ریا ہے مذموم ہے اور اگر محض پتہ بتلانا اور دوسرے آدمیون سے جنکا ایسا ہی نام ہے متمیز کرنا اور اسی قسم کی کوئی غرض ہے تو مضائقہ نہین۔ ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال۔ طریقہ شاذلیہ مین ذکر جلی بافراط لوگون کو لیکر کھڑے ہو کر کرتے ہین جائز ہے یا نہین۔

الجواب۔ ذکر دو قسم پر ہے ماثور و غیر ماثور۔ ماثور تو وہ ہے جسکو شارع علیہ السلام نے بالجہر یا بالخفا معین کر دیا مثل اذان و اقامت و تکبیرات انتقالات و قراءۃ فی الصلوٰۃ و تشہد و تسبیحات وغیرہا اسکا حکم تو اتفاقاً یہ ہے کہ جس طور معین کر دیا اوسیطرح چاہیئے۔ غیر ماثور دو نوع ہے جہر

اور خفی۔خفی بالاتفاق جائز ہے جہر مین دو قول ہین بعض علماء کے نزدیک مشروع بعض کے نزدیک غیر مشروع۔غیر مشروع کہنے والون کے دو قول ہین بعض کے نزدیک حرام بعض کے نزدیک مکروہ۔مشروع کہنے والون کے تین قول ہین بعض کے نزدیک جہر اصل وافضل ہے خفی رخصت بعض کے نزدیک خفی عزیمۃ اور افضل۔جہر رخصۃ بعض کے نزدیک دونون فی نفسہ مساوی لیکن بعض وجوہ سے بعض مواقع پر جہر افضل ہے اور بعض وجوہ سے بعض مواقع پر خفا اولی ہے دلائل قائلین حرمت وکراہت کے یہ ہین قال اللہ تعالے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیہ وعن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فجعل الناس یجہرون بالتکبیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون اصم ولاغائبا متفق علیہ آیت وحدیث مین صیغہ امر وارد ہے اور مطلق امر وجوب کے لیئے ہے اور ضد واجب حرام یامکروہ ہوتی ہے علی اختلاف اہل الاصول فی الدر المختار فی بحث الجہر بالتکبیر وعدمہ یوم الفطر ھکذا وجہ الاول ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ فیقتصر علی مورد الشرع یہ عبارت مشعر حرمت ہے وایضا فیہ ویکرہ رفع صوت بذکر الا فی المسجد الا للمتفقہۃ انتہی یہ عبارت مشعر کراہۃ ہے۔دلائل مجوزین کے یہ ہین قال اللہ تعالی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیہ ظاہر ہے کہ منع ذکر بدون اطلاع ذکر ممکن نہین اور اطلاع بدون جہر غیر متصور ہے وعن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر الی آخر الحدیث رواہ مسلم۔وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الوتر قال سبحان الملک القدوس رواہ ابوداؤد والنسائی وزاد ثلث مرات یطیل وفی روایۃ للنسائی عن عبد الرحمن ابن ابزی عن ابیہ قال کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلثا ویرفع صوتہ بالثالثۃ مشکوۃ۔وعن ابن عباس ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف

الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی صلے اللہ علیه وسلم رواہ البخاری
ان احادیث سے مشروعیۃ جہر واضح ولائح ہے پھر بناء علی اختلاف الاصولیین فی
ان ادنی مراتب فعل رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم الاباحۃ او الاستحباب
اس میں مختلف ہوئے کہ افضل کیا ہے بعض نے ثبوت عن الشارع کو دلیل اباحۃ ٹھیرایا اور بوجہ
حدیث خیر الذکر الخفی خفی کو افضل کہا بعض نے نفس ثبوت عن الشارع کو دلیل استحباب افضلیۃ
قرار دیا۔ عبارات ان علماء کی یہ ہیں قال المظہر ھذا ای حدیث رفع الصوت بسبحان
الملک القدوس) یدل علے جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب
الریاء اظہارا للدین وتعلیما للسامعین وایقاظا لھم من رقدۃ الغفلۃ وایصالا
لبرکۃ الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الحیوان والشجر والحجر
والمدر وطلبا لاقتداء الغیر بالخیر ولیشھد لہ کل رطب ویابس سمع صوتہ و
بعض المشایخ یختار اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریاء وھذا متعلق بالنیہ ذکرہ
مولانا علے القاری وقال الشیخ المحدث الدھلوی فی الحدیث دلیل علی شرعیۃ
الجہر بالذکر وھو ثابت فی الشرع بلاشبھۃ لکن الخفی منہ افضل فی غیر الماثور
انتہی حاشیہ مشکوۃ صـ۲۰۱ اس عبارۃ سے واضح ہوا کہ بعض کے نزدیک جہر افضل ہے بعض کے
نزدیک خفاء اور قائلین بالتفصیل کے دلائل یہ ہیں قال اللہ تعالیٰ ولا تجہر بصلوتک
ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلک سبیلا قیل معنے بصلوتک بدعائک احمدی عن
المدارک ۱۲ وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم الجاھر بالقرآن کالجاھر
بالصدقۃ والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقۃ رواہ الترمذی وفی الحاشیۃ
الشامیۃ اقول اضطرب کلام البزازیۃ فی ذلک (ای رفع الصوت بالذکر) فتارۃ قال
انہ حرام وتارۃ قال انہ جائز وفی الفتاوی الخیریۃ من الکراھۃ والاستحسان جاء
فی الحدیث ما اقتضے طلب الجہر بہ نحو ان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منھم
رواہ الشیخان وھناک احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینھما بان ذلک
یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجہر والاخفاء

ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء وتاذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اھل العلم ان الجھر افضل لانہ اکثر عملا ولتعدی فائدتہ الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع ھمہ الی الفکر ویصرف سمعہ الیہ ویطرد النوم ویزید النشاط اھ ملخصا وتمام الکلام ھناک فراجعہ وفی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصلی او قاری الخ انتھی اور دلائل مانعین کے جواب یہ ہین آیت کا جواب اول تو یہ ہے کہ خفیہ مشترک ہے درمیان اعلان و اسرار کے چنانچہ منتھی الارب مین ہے ۔ خفاہ خفیا پنہان کرد و آشکارا کرد از لغات اضداد است انتھی پس آیت محتمل ہوئی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ولو سلمنا کہ خفیہ بمعنے اسرار ہے لیکن بوجہ تعارض ادلہ جمعا بینہا امر کو اباحۃ یا استحباب پر حمل کرنا ضرور ہے ۔ حدیث کا جواب لمعات مین اس طرح دیا ہے المنع من الجھر للتیسیر والارفاق لا ان یکون الجھر غیر مشروع انتھی اور اقوال بعض فقہاء کے بعض پر حجۃ نہین ہو سکتے ۔ یہ خلاصہ ہے اختلاف اقوال کا والبسط فی المطولات راقم کی رائے ناقص مین قول مجوزین کا صحیح اور اون مین سے مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کہ سب آیات و احادیث و اقوال علماء کے جمع ہو جاتے ہین ع ان خیر الامور اعدلہا پس بعد ثبوت مشروعیۃ جہر کسی طور و ہیئت کے ساتھ مقید نہین بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے خواہ منفرد ہو یا مجتمع حلقہ باندھکر ہو یا صف باندھکر یا کسی اور صورت سے کھڑے ہو کر یا بیٹھکر ہر طور سے جائز ہے عن ابی ہریرۃ وابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم متفق علیہ وعن انس رض قال قال رسول اللہ صلعم لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوٰۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من اعتق اربعۃ رواہ ابو داؤد وعن انس قال قال رسول اللہ

صلعم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواه الترمذی وقال الله تعالیٰ یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبہم الآیہ وفی التفسیر الاحمدی فی بحث الجهر والاخفاء وهذا البحث مختلف فیه بین الانام فی زماننا والطائل تحته اذ المقصود للکل الوصول الی الله بای طریق کان پس ثابت ہوا کہ ذکر جہر ہر طور سے جائز ہے کسیکو کسی طور سے منع نہ کرین یہی ارجح واصح ہے بلکہ اگر عدم مشروعیۃ کو بھی ترجیح دیجاوے تب بھی عوام کو منع نہ کرین کہ اسی بہانہ کچھ خیر کر گذرتے ہین چنانچہ خود مانعین نے اس امر کی تصریح کردی ہے قال فی الدر المختار بعد المنع من الجهر وهذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات بحر ۱۲ قوله فلا یمنعون لان الحسن المقابلة الا لو قال فلا یکره فی حقهم وقد یقال ما ذکره لازم عدم الکراهة وقوله اصلا ای لا سرا ولا جهرا فی التکبیر شامی ۱۲ ہذا ما عندی والله علیم بما عنده ۱۲-۸-شعبان ۱۳۲۰ھ

کتاب الرؤیا

سوال - بہت روز ہوئے بندہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے تو احوال یہ ہے کہ بندہ کی والدہ کے انتقال کے تین روز بعد والد صاحب نے خواب دیکھا تھا کہ بندہ کی والدہ غسل کرکے بھیگا کپڑا اور بھیگے بال مع ایک بڑے لڑکے کو ساتھ لیکر والد صاحب کے پاس کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ مین اپنے لڑکے کو پائی ہون اوسکے بعد خواب سے فراغت پائی اوّل تو یہ بات کہ تین روز کے بعد غسل کرنا اسکی وجہ کیا ہے اور اوّل شب مین کیون نہین غسل سے مشرف ہوئی اور دوسرا یہ کہ اسوقت لڑکا کا پانا بھی تو دشوار کیونکہ مولانا سید محمد موسیٰ صاحب فرماتے تھے کہ جتنے نابالغ بچے ہین سب ابراہیم خلیل اللہ یا اور کسی کے پاس ہونگے مگر مان باپ کو تو ہرگز نہین ملسکتا حضور براہ کرم تصریح فرماکر تحریر فرمادین؟

الجواب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - غسل کرنا اشارہ ہے طہارۃ عن الذنوب کیطرف سو ممکن

ع اس مین بھی مسائل مثل طاعون کے ہر سوال وجواب کی جداگانہ سرخی لکھنے کی ضرورت نہین سمجھی گئی -

ہے کہ تین روز کے بعد معافی ہوئی ہو اور ممکن ہے کہ اس کے قبل ہوئی ہو اور خواب تین روز کے
بعد نظر آیا ہو کیونکہ واقعہ اور خواب کا مقارن ہونا ضروری نہین تقدم و تاخر دونون کا احتمال
ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس پہونچنا والدین کو ملنے کے منافی نہین جیسا
دنیا مین مشاہدہ ہے کہ خدمت مان کے سپرد ہوتی ہے اور ولایت باپ کو ہوتی ہے اسیطرح
ممکن ہے کہ بچے سرپرستی مین تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ہون اور اونکے اذن سے مان
باپ کے پاس بھی رہتے ہون واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۲۷ شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مین نے آج خواب دیکھا کہ مین مدینہ شریف پہونچا اور
سب لوگون کو دیکھا کہ چارون طرف سے آپ کے مزار شریف کو روشن دان سے دیکھ رہے ہین
دروازے کی طرف پہونچا تو آپ قبر شریف پر سوتے ہین مگر چہرہ مبارک آپ کا کھلا ہوا تھا اور
پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم جاگ رہے ہین مین نے السلام علیکم کہا آپ نے جواب دیا پھر
آپ باہر قبر شریف کے نکل آئے تمام لوگ آپ سے پوچھتے ہین کہ میرے لیئے خدا آخرت مین کیا
کرے گا اور مجھ سے راضی ہے یا نہین پھر مین نے بھی اسی بارہ مین پوچھا پیغمبر صاحب صلی اللہ
علیہ وسلم نے جواب دیا کہ خدا تمہارے لیئے فرماتا ہے کہ ربنا ہم نجیا ولکن کفرتم پھر مین نے
اپنے دل مین اسی وقت خیال کیا کہ کیا ہم مسلمان ہین لا الہ الا اللہ کہتے ہین اور ہم کو اللہ نے کافر
کہا ہے اُسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالی مومن و کافر دونون کو
پیدا کرتا ہے جو مسلمان ہین مگر ازل مین کافر ہین کام مسلمان کا برابر کرتے ہین اور پھر کافر ہین مجھکو
اپنی حالت پر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ مین کافر ہون اور یہی صبح سے جی مین تشویش ہے کہ مین
نعوذ باللہ کافر تو ازل مین نہین ہون پھر کہا قرآن لاؤ ہم تمہارا امتحان لیتے ہین مین نے بہت
خوف کیا امتحان نہوا یکایک جہان خواب کا بدلا کہ کانپور مین جامع مسجد مین پیغمبر صاحب صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف رکھتے ہین مغرب کا وقت تھا پھر لوگون نے سوال کیا پھر مین نے سوال کیا کہ
آپ میرے بارہ مین صاف طور سے فرمایئے کہ مجھکو خدائے تعالی کیسے کریگا حضور نے فرمایا پھر
قرآن شریف مین غور کرکے جواب دونگا مجھکو اپنے لیے غم تھا کہ یکایک آنکھ کھل گئی بیداری
مین اور زیادہ تشویش پیدا ہو گئی جناب والا اس کا مطلب صاف طور سے بیان کرین تا کہ

طبیعت کو اطمینان حاصل ہووے مجھکو اپنے لئے امر آخرت مین زیادہ غم لاحق ہے جیسی تدبیر حضور بتلادین ویسا عمل کیا جاوے مجھ کو اور وظائف پڑھنے کی نوبت نہین آئی صرف کلام مجید تین سپارہ دو سپارہ روزمرہ ختم کرتا ہون خواہ سفر مین ہون یا حضر مین معلوم ہوتا ہے کہ بداعمالی ضرور ہے ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایسا ارشاد ہے اور ہان مین نے جب غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر کیا تھا تو آپ نے کہا غم نکرو کافر و مومن پیدا کرنا خدا کی قدرت ہے اور خلاق ہر شئے کا ہی اُس کی خلق مین خوش ہونا چاہیئے جو پیدا کرے وہی اچھا ہے اور تم نے اپنے پڑھنے کو برباد کیا ان سب صدمون سے مجھکو سخت صدمہ ہوتا ہے اب نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کس مطلب پر محمول ہے۔

الجواب۔ یہ کفر تم کفر سے نہین بلکہ کفران سے ہے قرب نا مین اشارہ ہے اعطاء علم دین کی طرف کہ وسیلہ قرب ہے اور کفر تم اُس مشغلہ کو ترک کرنے کی طرف کہ نعمت کی بیقدری ہی باقی اجزاء خواب کے اسی پر منطبق کر لیجئے اور یہ ارشاد کہ اُس کے خلق سے خوش ہونا چاہیئے مطلب یہ کہ شغل علم کا ترک کرنا گو مرتبۂ کسب مین قبیح ہے مگر مرتبۂ خلق مین چونکہ متضمن ہے ہزارون حکمتون پر اس لیئے اس حیثیت خاص سے اُس پر رضا چاہیئے اس رضا کا اثر عمل مین یہ ہے کہ قبیح سے توبہ کرکے اور اُس کو ترک کرکے اُس کے تدارک مین تو مشغول ہونا ضروری ہے لیکن شب و روز تاسف مین رہنا بعض اوقات موجب تعطل ہوجاتا ہے اس لیے شدت تاسف کے وقت یہ سمجھیے کہ اس مین بھی میرے لیئے کوئی حکمت ہوگی مثلاً یہی حکمت ہو کہ مجھکو اس قبیح کے آثار کا مشاہدہ ہوگیا اب فعل حسن سے موازنہ بصیرت کے ساتھ کر سکتا ہون جس سے اُس قبیح سے سخت نفرت ہوتی ہے اس لیے بزرگون نے گناہ کے زیادہ سوچنے سے روکا ہے مولانا کا قول ہے ؎ ماضی و مستقبلت پردہ خدا است + اور فرمایا ہے ؎ ای کہ از حال گذشتہ توبہ جو + کے کنی توبہ ازین توبہ بگو اس مضمون کو لکھنے سے پورا سمجھنا مشکل ہے زبانی تفہیم ممکن ہے **لطیفہ**۔ بشارت۔ قربنا ہم نجیا مین ایک نکتہ بھی ہے وہ یہ کہ یہ عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان مین وارد ہے چونکہ آپ کا نام بھی موسےٰ ہے اس لیے اسمین لفظی رعایت بھی اعلیٰ درجہ کی ہے اور معنوی رعایت مقتضی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو تشبہ کمالات مین اُن کے ساتھ ہوگا جس کو بزرگون نے

قدوم موسیٰ پر ہونا لکھا ہے۔ واللہ اعلم ۱۴۔ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال۔ ایک شخص نے ایک میت کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ تجھے ہر قسم کی مختلف نعمتین کھانے پینے کو خدائے تعالیٰ کے یہان سے ملتی ہین میت نے جواب دیا کہ کوئی نہین صرف ایک چیز ملتی ہے تم توسب چیزین ہر قسم کی کھاتے ہواور مجھے ایک ہی چیز ملتی ہے۔ اُس کا منشا معلوم ہوتا تھا کہ تم سب چیزین کھاتے ہو اور مجھے نہین دیتے۔ کیا ایصال ثواب مین اختلاف الوان کو کچھ دخل ہے اگر ہے تو کیا ہے اور اگر نہین تو خواب کے کیا معنے۔

الجواب۔ اختلاف الوان واطعمہ کو اختلاف ثواب مین دخل ہونا منصوص نہین دیکھا اور قیاس ان امور مین کافی نہین بہر حال اگر واقع مین دخل نہین ہے تب تو یہ خواب تصرف ہے متخیلہ کا اور اگر دخل ہے تو اُس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حسب آیہ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ مدار ثواب کامل کا احبیت منفق کی ہے اور طبعًا اختلاف اطعمہ کو اختلاف احبیت مین دخل ہے کیونکہ ہر نوع کی طرف رغبت جداگانہ ہوتی ہے اس طور پر اگر ثواب مین کسی نوع کا اختلاف ہوتا ہو ممکن ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۵۔ محرم ۱۳۲۳ھ

سوال۔ حقیقت خواب کے متعلق مجھے دریافت کرنا ہے کہ خواب کیا چیز ہے روح بدستور جسم مین رہتی ہے تو بندہ مثلاً کلکتہ کیونکر جا پہونچتا ہے اور ولایت کی سیر کیونکر کر آتا ہے دن دیکھتا ہے رات دیکھتا ہے جینا دیکھتا ہے کن آنکھون سے دیکھتا ہے بعض واقعات آیندہ یا موجودہ یا گذشتہ صحیح بھی نکلتے ہے کیا مجرد روح سب کچھ کر سکتی ہے بہر حال یا مفصل لکھیئے یا اس علم کی کوئی کتاب عنایت کیجیے ایک آریہ کے جواب مین مجھے ضرورت ہوئی ہے مین نے سوال کیا تھا کہ خدا بے آنکھ دیکھتا بے کان سنتا ہے تو بلا مادہ اُس نے دنیا بھی بنا دی ہو اُس کے جواب مین وہ کہتا ہے کہ یہ کام تو روح بھی کر سکتی ہے۔

الجواب۔ جو امر مدرک بالحواس نہو اور عقلاً بھی محتمل چند وجوہ کو ہو اُس کی حقیقت کی تحقیق کے لیے دلیل سمعی یعنی نقلی کی ضرورت ہے چنانچہ خواب اسی قبیل سے ہے اور نقل یعنی شرع نے ان امور سے بحث کی ہے جن کو نجات آخرت مین علمًا یا عملًا دخل ہو اور خواب ان اُمور سے ہے نہین لہذا کسی قطعی دلیل سے اس کی حقیقت کا فیصلہ نہین ہوا اور جس مسئلہ سے سوال مین

مبحث خواب کو متعلق کر دیا گیا ہے اُس سے اس کو کوئی مس اور علاقہ نہین کیونکہ مادہ کے قدیم کہنے والے خود مدعی ہین ہم کو اُن کے مقابلہ مین بلا جارحہ دیکھنے سننے اور بلا مادہ پیدا کرنے مین اثبات استلزام کی حاجت نہین بلکہ خود اُن سے اِس مدعا کے اثبات پر دلیل کا مطالبہ کرنیکا حق حاصل ہے اور جب وہ دلیل بیان کرین اُس کے مقدمات پر مواخذہ کرنیکا منصب ہے اور ان سب کا جواب اُن کے ذمہ ہے پس روح خواہ بلا جارحہ دیکھے سنے یا مع الجارحہ کسی حالت مین ہمکو نہ کوئی ضرر ہے نہ ان کو کوئی نفع ہے جیسا کہ ہم جب حدوث مادہ کا دعوی کرینگے تو اس کی دلیل اور اوس دلیل پر جو باضابطہ اعتراض ہوگا اُس کا جواب یہ سب ہمارے ذمہ ہوگا اس لئے مسئلہ خواب کی تحقیق اس مبحث سے محض خارج ہے بلکہ اُن سے دلیل کا مطالبہ کرنا چاہیئے اگر وہ دلیل عقلی پیش کرینگے ہم اُس کے مقدمات پر کلام کرینگے۔ اور اگر دلیل نقلی پیش کرینگے تو اُس کے صحیح و معتبر ہونے پر ایسی دلیل قائم کرنا جسکا منتہی مقدمات عقلیہ ہون ضروری ہوگا پس قدر ضروری تو صرف یہی امر ہے لیکن قطع نظر اس مسئلہ کے تعلق سے مستقل طور پر آپ کے پوچھنے کی وجہ سے خواب کی حقیقت جو کہ ظنا سمجھا ہون عرض کرتا ہون تصریحات مکاشفین و تلویحات نصوص سے ثابت ہوا ہے کہ علاوہ عالم دنیا اور عالم آخرت کے ایک عالم مسمیٰ بہ عالم مثال ہے اور اُس کے خواص عجیبہ مین سے ہے معانی کا بشکل صور متمثل ہو جانا اور صور مقداریہ غیر مادیہ بھی اُسی مین موجود ہین اور مرنے کے بعد اسی عالم مین روح کا قرار اور تنعم و تالم اُس کا ہوتا ہے اور خواب مین بھی یہی عالم گاہی منکشف ہو جاتا ہے اور نیز ثابت ہوا ہے کہ ہر انسان کے لیے جسد عنصری کے علاوہ ایک اور جسد بھی ہے جو کہ اس عالم مذکور مین موجود ہے اسی لیے اُس کو جسم مثالی کہتے ہین اور روح کا تعلق اُس کے ساتھ بھی ہے پس جو خواب کہ تصرف قوت متخیلہ کا ہو وہ تو اس بحث سے خارج اور منجملہ اضغاث احلام و خیالات دماغیہ ہے لیکن جو خواب قوت متخیلہ کا تصرف نہو اُس کی حقیقت اسی عالم مثال کا کشف ہو جانا ہے اور اُس مین جو دیکھنا سننا چلنا پھرنا وغیرہ دیکھتا ہے یہ سب افعال اُسی جسم مثالی کے ہین اور اُس جسم مین اُس کے مناسب چشم و گوش وغیرہ سب برابر ہوتے ہین اور یہ جسم منجملہ صور موجودہ اُس عالم کے ہے اور جو واقعات بعینہ بیداری مین واقع ہوتے ہین اُس کے صور و

معانی کے امثال متبدل نہین ہوتے اور جن مین حاجت تعبیر کی ہوتی ہے وہ صور اور معانی دوسرے اشکال جوہریہ یا عرضیہ مین متبدل ہو کر متمثل ہو جاتے ہین جو شخص اصلی اور مثالی اشیاء مین مناسبت سمجھ جاتا ہے وہ معبر ہوتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۲۳ھ

سوال۔ جناب فیضمآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اگر خواب مین دیکھے تو اُس مین شبہ کید شیطان کا ہے یا نہین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات جلد اول مین ہے کہ فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ حضرت کی اصلی صورت جو مدینہ منورہ مین مدفون ہے اس صورت مین شیطان ہرگز نہین بن سکتا باقی اگر کسی دوسری صورت مین بنکر وہ دل مین ڈالے اور بتائے کہ یہ فلان ہین تو کر سکتا ہے اور اس مین یہ بھی لکھا ہے کہ بعض علماء اسطرف گئے ہین کہ اس کو اس کی طاقت بھی نہین ہے کہ کسی کے ساتھ ایسا مکر کر سکے اس سے وہ عاجز ہے بلکہ جسطرح اور جس صورت کو دیکھے اور اسے معلوم ہو کہ یہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو وہ بھی حق ہوگا یہان باطل کا گذر نہین ہے اب مجھے یہ پوچھنا ہے کہ مین دونون مین کس کو حق سمجھون جب سے یہ دیکھا گیا دل مین بڑا شبہہ پیدا ہو گیا کیونکہ ہمنے اصلی صورت مبارک کبھی دیکھا نہین اب اگر ہم خواب مین دیکھین تو کیونکر جانین گے۔ کہ یہ آپ کی صورت مبارک ہے یا نہین۔

الجواب۔ اکابر کے دونون قول ہین مگر میرے نزدیک دوسرے قول کو ترجیح ہے لیکن یہ ترجیح ظنی ہے اعتقاد جازم کے لیے کافی نہین باقی یہ کہ کیونکر جانین گے اس کیلئے شہادت قلب جو بطور علم ضروری غیر استدلالی کے حاصل ہو جاتی ہے کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم ۱۷۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

سوال۔ اجازت روح کو ملتی ہے کہ وہ خواب مین آوے اور نصائح وغیرہ کر سکے۔

الجواب۔ یہ امر ممکن ہے لیکن خواب کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ اُس کی صورت مراد ہو دوسرے وہ کہ اُس صورت سے کوئی معنے مقصود ہون قسم اوّل محتاج تعبیر نہین دوسری قسم محتاج تعبیر ہے پس اگر پہلی قسم واقع ہو تو اُس مین وہی روح ہوگی اور کلام وغیرہ اُسی کا ہوگا اور اذن الٰہی سے اُس کے یہ افعال سمجھے جاوین گے اور اگر دوسری قسم ہو تو معنے مقصود کچھ اور ہونگے

جو اس صورت مین متمثل ہوگئے لیکن اس کی شناخت کہ یہ خواب کونسی قسم کا ہے کوئی قابل یقین واطمینان نہین اسلیئے ہر خواب مین میرے نزدیک دونون احتمال برابر درجہ کے ہونگے خلاصہ یہ کہ امکان یقینی ہے اور وقوع یقینی نہین۔ فقط ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

حکم تمثل شیطان بانبیاء و اولیاء

سوال ۔ کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین درمقدمات زیارت انبیاء علیہم السلام و نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وسید الشہداء حسین و اولیاء اللہ وصوفیہ کرام کوجو شخص بحالت بیداری یا خواب مین زیارت سے مشرف ہو تو ایسے موقع پر شیطان کی نسبت بدگمانی ہوسکتی ہے یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ۔ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین تو احتمال شیطان کا نہین ہوسکتا۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی متفق علیہ وعن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من رأنی فقد رای الحق متفق علیہ مشکوۃ کتاب الرویا اور غیر انبیاء کی صورت بن سکتا ہے چنانچہ لبستان الجن مین شیخ ابو العباس سے چند قصے اس قسم کے نقل کیے ہین البتہ سوائے رسول اللہ صلعم کے جو اور انبیا ہین اُن کے بارہ مین تردد ہے مجکو تحقیق نہین البتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث بالا کے نیچے لکھتے ہین وعلماء این را از خصائص آنحضرت شمردہ اند و از ینجا ظاہر میشود کہ این حکم در غیر وے صلعم جائز نیست اشعۃ اللمعات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی شکل بھی بن سکتا ہے اور نیز اس سے پہلے لکھتے ہین چہ آنحضرت مظہر ہدایت ست وشیطان مظہر ضلالت ومیان ضلالت وہدایت ضدیت ست الی آخر ما قال اس دلیل کا مقتضا یہ ہے کہ اور انبیاء کی شکل بھی نہین بن سکتا اور قواعد شرعیہ سے اسیکو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

کتاب البدعات

محفل مولود شریف

سوال ۔ مولود شریف ایک محفل آرائش مین پڑھنا اور کھڑا ہونا درست ہے یا نہین اور اس طرح پڑھا جاوے کہ کبھی کچھ بیان بعبارت نثر اور کبھی چند اشعار نعت بعبارت نظم پڑھے جاوین

یہ بھی جائز ہے یا نہین اور ثواب ہے یا بدعت مفصل تحریر فرماوین۔

الجواب۔ ذکر ولادت شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو اس سے بہتر کیا ہے قال الشاعر وذکرک للمشتاق خیر شراب ٭ وکل شراب دونہ کسراب ٭ البتہ جیسا ہمارے زمانہ مین قیودات وشنائع کے ساتھ مروج ہے اس طرح بیشک بدعت ہے اور بوجوہ ذیل ناجائز اولًا یہ کہ اکثر مولود خوان جاہل ہوتا ہے اور روایتین اکثر غلط اور موضوع بیان کرتا ہے اور سب قاری وسامعین تحت وعید من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار الحدیث داخل ہوتے ہین ثانیًا یہ کہ اہتمام اس کا مثل اہتمام ضروریات دین کے بلکہ زیادہ کرتے ہین کہین قالین وفروش کہین چوکی ومسند کہین شامیانہ کہین گلاب پاش کہین شیرینی کہین قندیل فانوس جھاڑ چمنی گلاس کہین لوبان سلگنا اور بہت سے امور غیر ضروریہ کو ضروری سمجھتے ہین اور بغیر ان سامانون کے مولود کرنے کو خالی پھیکا سمجھتے ہین ان چیزون مین ناحق اسراف بیجا ہوتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیہ ثالثًا یہ کہ تعیین وتقیید روز ولادت کو ضروری سمجھتے ہین کہ اور کسی دن مولود مین فضیلت نہین ہے غیر مقید کو مقید سمجھنا اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات قبیحہ سے ہے ورھبانیہ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم رابعًا یہ کہ اکثر اہل محفل اہل بدعت یا فساق وفجار ہوتے ہین ان کے ساتھ ناحق مساہلہ ومداہنت کرنی پڑتی ہے اور بلکہ انکی تعظیم کرتے ہین قال اللہ تعالی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین عن ابراھیم بن میسرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلا خامسًا یہ کہ اکثر اشعار نعت تصنیف جاہلون کے ہوتے ہین کہین اُس مین توغل شان نبوی ہوتا ہے کہین اور انبیاء اور ملائکہ کی نسبت بے ادبی ہوتی ہے قال علیہ الصلوۃ والسلام لا تطرونی کما اطرت النصاری الحدیث وقال عم لا تخیرونی علی موسیٰ ع وقال

سلہ وقال ابن مسعودؓ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ ۱۲ منہ عفی عنہ وللہ در من قال گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متیٰ وقال لاتفضلوا بین انبیاء اللہ الحدیث اسے تفضیلا یؤدی الی تحقیر بعض ساؔ وقت ذکر ولادت کے کھڑے ہوتے ہین پھر اس مین بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت تشریف رکھتے ہین یہ تو بالکل شرک ہے اگر علم یا قدرت بالذات کا عقیدہ ہو ورنہ کذب وافتراء علی اللہ والرسول ہے اور بعض کہتے ہین کہ ہم واسطے تعظیم ملائکہ کے جو کہ اسوقت موجود ہین کھڑے ہوتے ہین یہ بھی جہل ہے اول تو ملائکہ ہروقت آدمی کے ساتھ رہتے ہین محفل ذکر کی کیا تخصیص ہے اور اگر محفل ذکر ہی کی تخصیص ہے تو محفل ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے اور اگر اس کی بھی تخصیص ہے تو خاص وقت ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے کہ اسی وقت ملائکہ کی تعظیم ہو اور وقت نہو اور اگر محض تعظیم ذکر کے لیے کھڑے ہوتے ہین تو اگر سوا اس محفل کے اور کسی جگہ کوئی ذکر کرے کہ حضرتؐ پیدا ہوئے تو کیون نہین کھڑے ہوتےؔ معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک حرکت لغو وبیہودہ ہے سابعًا یہ کہ ان امور پر اصرار کرتے ہین اور منع کرنے والون سے جھگڑتے اور عداوت کرتے ہین اور اصرار معصیت پر سخت معصیت ہے پس بوجوہ مذکورۃ الصدر نکرنا ہی اس کا بہترؔ ہے ہان اگر بصورت مجلس وعظ کے خالی ان لغویات سے ہو کچھ حرجؔ نہین اور حیرت ہے کہ یہ لوگ محبت نبوی کا دعوی کرتے ہین اور پھر ان بدعات کے مرتکب ہوتے ہین محبت کو تو اطاعتؔ لازم ہے قال ابن المبارک رحؒ تعصی الالہ وانت تظہر حبہ + ھذا لعمری فی الفعال بدیع + لوکان حبک صادقا لاطعتہ + ان المحب لمن یحب مطیع۔ واللہ اعلم اللہم وفقنا لما تحب وترضاہ ۱۲

ؔ بلکہ باعث اجر دبرکت ہے ۱۲ منہ

اؔ بعضے لوگ اس کا یون جواب دیا کرتے ہین کہ چونکہ بار بار کھڑے ہونے مین حرج ہے اسلیے ہمیشہ ضرور نہین قال تعالی وما جعل علیکم فی الدین من حرج جیسے حضرتؐ کا نام کئی بار سنین تو ہر بار درود پڑھنا ضرور نہین ایک بار کافی ہے فقط اور یہ جواب بالکل مغالطہ ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم بھی کیا جاوے جب بھی ہر مجلس مین ایک بار تو ضرور کھڑا ہونا چاہیئے جو پھر اُسی مجلس مین دوبارہ ذکر ہو تو حرج سمجھکر چاہین پھر نہ کھڑے ہوا کرین جیسے حضرت کا نام سنکر ایک بار درود ضرور ہے پھر اختیار ہے پس ہمارا اعتراض پھر باقی رہا کیونکہ ہر مجلس مین ایک بار بھی کوئی نہین کھڑا ہوتا۔ ع ولن یصلح العطار ما افسدہ الدہر ۱۲ ؔ کیونکہ بدعات ومکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہو جاتی ہے جیسے کوئی حالت جنابت مین وقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل عبادات ہے ۱۲ منہ

ف: بعض رسوم بدعت

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ قبور کو بوسہ دینا اور ان کو تعظیماً سجدہ کرنا اور اولیاء کرام کا برسوین دن عرس کرنا اور منتین ماننا اور قبرون کا طواف کرنا اور قبرون پر نوبت نقارہ بجانا اور ان پر چراغ جلانا اور ان پر غلاف چڑھانا اور ان کا پختہ بنانا اور محافل و مجالس مین بیٹھکر مزامیر سننا اور دست بستہ کھڑے ہوکر واجد اور راقص کی تعظیم کرنا اور دست بستہ کھڑے ہوکر استاد کو قرآن شریف سنانا اور یا شیخ سلیمان رح اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأ للہ کا وظیفہ پڑھنا شرع شریف مین جائز ہے یا نہین بینوا توجروا فقط۔

الجواب۔ ان امور مین سے بعضے تو بالکل شرک ہین جیسے تعبداً سجدہ کرنا اور منتین ماننا اور طواف کرنا اور یا شیخ عبد القادر و یا شیخ سلیمان کا وظیفہ پڑھنا جیسا عوام کا عقیدہ ہے ان کے مرتکب ہونے سے بالکل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور مشرک بنجاتا ہے امر ان لا تعبدوا الا ایاہ اور بعضے امور بدعت و حرام ہین ان کے کرنے سے بدعتی و فاسق ہوگا کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار البتہ اگر ان کو مستحسن و حلال سمجھے گا تو خوف کفر کا ہے کیونکہ استحلال معصیت کا کفر ہے اور قرآن شریف کا استاد کے سامنے کھڑے ہوکر پڑھنا بھی بہتر نہین کیونکہ عبادت مین دست بستہ ہونا بجز خدا کے کسی کے سامنے روا نہین۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم فقط

ف: قیام مولد شریف

سوال۔ قیام مولود شریف کیا ہے قیام و عدم قیام کی دلیل چاہیئے اور بعض فرماتے ہیں وقت قیام روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود محفل مین آتی ہے جواب اس کا عطا ہو۔

الجواب۔ اول تو اس محفل مولد مین جو کہ آج کل رائج ہے خود کلام ہے اس مین بہت سی خرابیاں ہین اولاً ثانیاً ثالثاً رابعاً خامساً اعنی ماذکرت سابقا فی المسئلۃ السابقۃ علی السابقۃ علی ہذا فلینظر ثمہ۔ پھر قیام تو سب سے بڑھکر ہے اور خصوصاً یہ سمجھکر کہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل مین تشریف لاتی ہے اور آپ ہمارے قیام سے خوشنود ہوتے ہین اور خیر قطع نظر اس سے کہ آپ کو اپنے لیئے قیام پسند تھا یا نہین خود اس تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہین کسی آیت سے ثابت نہین کسی حدیث مین نہین کوئی دیکھتا نہین پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہین یہ جناب سرور پر افتراء محض ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار الحدیث جیسا نا کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طور نا کیا ہوا

فعل بھی آپ کی جانب منسوب کرنا حرام ہے بلکہ اس دعوے کے بطلان پر بہت سے امور دلالت کرتے ہین اوّل تو یہ کہ اگر ایک وقت مین کئی جگھ محفل منعقد ہو تو آیا سب جگھ تشریف لیجاوینگے یا کہین یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہین جاوین کہین نہ جاوین اور اگر سب جگھ جاوین تو وجود آپ کا واحد ہے ہزار جگھ کسطور جا سکتے ہین یہ تو خدا تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ ایک وجود سے سب جگھ حاضر و ناظر ہے اور جو تعدد وجودات کا دعوی کرے دلیل لاوے پھر دوسرے یہ کہ آیا ایسی ہی محفل آراستہ پیراستہ مین تشریف لاتے ہین یا اگر کوئی ویسے بھی آپ کا ذکر ولادت کرے جب بھی آپ تشریف لاتے ہین اگر کسی قسم کی زیب و زینت مین تشریف لاتے ہین اور خالی ذکر ولادت کے وقت تشریف نہین لاتے تو یون کہیے کہ باعث آپ کی تشریف آوری کا زیب و زینت ٹھیری ذکر ولادت مین کچھ فضیلت نہوئی اور اگر خالی ذکر ولادت کیوقت بھی تشریف لاتے ہین تو اسوقت تعظیم کو کیون نہین اٹھتے کیا تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مقید اُس محفل ہی کے ساتھ ہے پھر تیسرے یہ کہ آپ کو خبر کس طرح ہوتی ہے کہ فلان جگہہ پر مولود ہے خود تو خبر نہین ہو سکتی لایعلم الغیب الا اللہ اگر ہو تو فرشتون کے ذریعہ سے ہو جب بھی تشریف آوری آپ کی بعید معلوم ہوتی ہے کیونکہ درود شریف کی فضیلت صحاح سے ثابت اور مولود کا درود سے افضل ہونا کہین ثابت نہین تو جب باوجود افضلیت اور مقبولیت درود شریف کے آپ خود اُس جگہہ تشریف نہین لاتے بلکہ فرشتے آپ پر پیش کرتے ہین تو مولود کی محفل کہ جس کی فضیلت درود شریف پر کہین ثابت نہین وہان تو آپ کو کیا تشریف لانا پڑا اور لیجیے آپ کو اپنی امت کا کس قدر خیال اور کتنی توجہ پھر اُنکا احوال آپ کے سامنے فرشتے لیجا کر پیش کرتے ہین تو مولود شریف کی طرف نہ آپ کو اتنا خیال نہ اسقدر توجہ اس مین کیسے تشریف لانے لگے چوتھے یہ کہ غور کرنا چاہیئے کہ بہ نسبت حالت موت کے حالت حیاۃ مین تصرفات اور کمالات زیادہ ہوا کرتے ہین پھر زندگی مین آپ کا حال دیکھیے خبرون کے لیے جابجا خطوط اور قاصد روانہ فرمایا کرتے تھے ورنہ علی صدق ہذا الدعوے قاصدون کے پیر توڑنے کیا ضرور تھے خود سب جگھ تشریف لیجایا کرتے اور سب جگھ کا حال معلوم فرمالیا کرتے جب زندگی مین آپ سے یہ امر صادر نہین ہوا تو بعد موت ظاہری کیسے دعوی کر سکتے ہین اور دعوے بھی

بلا دلیل کوئی دلیل نہین حجت نہین جو منہہ مین آیا کہدیا جوجی مین آیا سمجھہ لیا صدق تعالے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ مولود کیا معاذ اللہ منہا عاملوں کی حاضرات ہو گئی کہ جب کسی نے چاہا شیرینی رکھکر مولود پڑھکر حضرت کو بلالیا کیسی گستاخی اور بے ادبی ہے جیسے رافضی معاذ اللہ تعزیہ مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملنتے ہین اور اگر بفرض محال کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہین ہوتا علاوہ برین یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہین بلکہ وہ محفل تو وجوہات مذکورہ بالا سے ایسی نکمی ہو جاتی ہے کہ اگر پہلے سے کچھ خیر و برکت بھی ہو تو وہ بھی جاتی رہے اور تشریف لانا تو درکنار شاید اگر آپ کی محفل مین ایسے امور ہوتے جب بھی آپ ان کو نکال دیتے یا خود اعراض فرماکر چلے جاتے اور عجب نہین کہ کچھ زجر و توبیخ و عقاب فرماتے یہ عقیدہ بالکل شرک اور محض افترا جناب نبوی مین ہے اس سے توبہ کرنا چاہیئے قال صلی اللہ علیہ وسلم لاتطروني كما اطرت النصارى شعر۔ گر نہ بندی زین سخن تو حلق را + آتشے آید بہ سوزد خلق را۔ آتش گر نامدست این دود چیست + جان سیہ گشت وروان مردود چیست + پس ثابت ہوا کہ قیام کی یہ وجہ تو باطل ہے پس اب کیا وجہ ہے بعض کہتے ہین کہ ہم واسطے تعظیم ملائکہ کے جوکہ اسوقت موجود ہین کھڑے ہوتے ہین یہ بھی جہل ہے الی آخر المسئلۃ السابقۃ علی السابقۃ علی ہذا۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ جس وقت مؤذن اقامت مین اشہد ان محمدا رسول اللہ بولے تو سننے والا دونون انگوٹھون کو چوم کر دونون آنکھون پر رکھے یا نہین اگر رکھنا ہے تو آیا جائز آیا مستحب آیا واجب آیا فرض ہے اور جو شخص اُس کا مانع ہووے اُسکا کیا حکم ہے اور اگر نہین رکھنا ہے تو آیا مکروہ تحریمہ آیا حرام ہے اور مرتکب اس فعل کا ہووے اُس کا اور جو حکم کرے اس کا حکم کیا ہے۔ بینوا توجروا۔ جدید یہ کہ اذان پر قیاس کرکے تحریر نہ فرمادین بلکہ درصورت جواز یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کرکے تحریر فرمادین۔

الجواب۔ اوّل تو اذان ہی مین انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہین اور

ف تفصیل بیان میں در اتقانیہ

جو کچھ بعضے لوگون نے اس بارہ مین روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہین چنانچہ شامی بعد نقل اس روایت کے لکھتے ہین وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی انتھی جلد اول صـ۲۶۷ مگر اقامت مین تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہین پس اقامت مین انگوٹھے چومنا اذان کے وقت چومنے سے بھی زیادہ بدعت اور بے اصل ہے اسیواسطے فقہاء نے اُس کا بالکل انکار کیا ہے یہ عبارت شامی کی ہے ونقل بعضھم ان القھستانی کتب علے ھامش نسختہ ان ھذا مختص بالاذان واما فی الاقامۃ فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع ۱۲۔ جلد اول صـ۲۶۷۔ ۵۔ محرم ۱۳۰۱ھ

مصافحہ بعد نماز

سوال۔ چہ می فرمایند علماء دین در بارہ کثرت مصافحہ بروز جمعہ و بعد نماز عیدین و بعد نماز پنجگاہ بخصوصیت وقت مصافحہ بدعۃ قبیحہ می شود یا موجب ثواب عظیم۔

الجواب۔ مصافحہ کردن مطلقاً سنت ست بوقتے خاص مخصوص نیست پس تخصیص آن بروز جمعہ و عیدین و بعد نماز پنجگانہ و تراویح بے اصل است ہان اگر درہمین اوقات بکسے بعد مدتے ملاقات شود با و مصافحہ کردن مضائقہ ندارد نہ اینکہ از خانہ یا مسجد یا عیدگاہ ہمراہ آیند و پس از نماز مصافحہ و معانقہ کنند واللہ اعلم۔

فاتحہ مروجہ

سوال۔ طریقہ فاتحہ گذشتگان اعنی سوم و دہم و چہلم و شش ماہی و سالیانہ کہ درین دیار مروج ست درین بعض علماء وقت اختلاف می کنند بدعۃ شنیعہ و مکروہ می گویند و اقوال چند بر درستی اوست و بعض ہم می گویند کہ طعامے کہ بعد موتی بہ نیت ثواب پزند بر دوست برداشتہ فاتحہ دہند آن طعام بباعث فاتحہ گندہ شود کہ طریقہ فاتحہ در زمان نبوی و اصحاب کبار و تابعین و اتباع تابعین رضہ نبود و طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان ست مردار ست۔

الجواب۔ سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات و ماخوذ از کفار ہنود است و آنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند این ہم طریقہ ہنود است ترک چنین رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فھو منھم و ہرگاہ طعام بچنین بدعات متلبس شد بہتر آنکہ این چنین طعام نخوردہ شود کہ

ف قلت واما الموقوف فانہ وان کان منقولا لکن مع ضعف اسنادہ لیس فیہ کون ہذا العمل طاعۃ بل ہو رقیۃ للحفظ عن الرمد والعوام یفعلونہ باعتقاد الطاعۃ والمباح یصیر بدعۃ باعتقاد کونہ طاعۃ ۱۲ منہ

دع ما یریبك الی ما لا یریبك وطعام وشیرینی کہ نیاز بزرگان می باشد در دو وجہت است بعضے جہال بہ نیت تقرب بدیشان وطلب مراد ہا از یشان می کنند این شرک است واین چنین طعام یا شیرینی خوردن حرام ست وما اہل بہ لغیر اللہ وبعضے محض برائے خدا می کنند و نیت می دارند کہ خدا تعالی ثوابش بروح فلانی بزرگ رسان این جائز ست وچنین طعام وشیرینی ہم حلال واللہ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس امر مین کہ ایام محرم الحرام مین شہادت نامہ پڑھنا مجمع عام مین اور حالات سید الشہداء علیہ السلام بیان کرنا جائز ہے یا نہین جیسا کہ اکثر ہندوستان مین عادۃ ہے کیونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ وحضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین واحیاء العلوم مین اس امر کو حرام ومکروہ اور شعار روافض سے فرمایا ہے مثل مشاجرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پس آپ کو اس امر کی تشریح بخوبی فرمانا چاہیئے کہ آیا پڑھنا شہادت نامہ کا جائز ہے یا نہین اور جائز ہے توکس طور پر اور کس صورۃ سے؟

الجواب۔ فی الحقیقت واقعہ جانکاہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وعن احبائہ وسخط علی قاتلیہ واعدائہ اس قابل ہے کہ اگر تمام زمین وآسمان وحور وملک وجن وانس وجمادات ونباتات وحیوانات قیامت تک یہ کہہ کہہ کر رووین گے سہ

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

توبھی تھوڑا ہے مگر خیال کرنے کی بات ہے کہ جن کی محبت مین رووین بیٹھین توجو حرکات انکے خلاف طبع ہون انکا ارتکاب ان حضرات کے ساتھ سخت عداوت کرنا ہی ع دوستی بیخرد چون دشمنی ست پس ہیئت کذائیہ باجتماع مردمان جاہلان بخصوص ایام عشرہ محرم الحرام بہ بیان غیر واقعی وروایات موضوعہ بحرکات غیر مشروع وافعال ناجائز ونوحہ حرام شہادت نامہ پڑھنا بحسب ارشاد حضرت غوث الثقلین وحضرت امام غزالی رحمہما اللہ تعالے بیشک بدعۃ اور شعار روافض ہے احتراز اس سے واجب ہے عن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی وفی حدیث من تشبہ بقوم فھو منہم وکل

شہادت نامہ پڑھنا

بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور خصوصاً انہین لوگون کی مجلس مین جانا اور وہان
مین شریک ہونا سخت مذموم اور قبیح ہے من کثر سواد قوم فھو منھم ومن رضی
عمل قوم کان شریک من عمل بہ رواہ الدیلمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کذا
ذکرہ السیوطی فی جمع الجوامع ہان البتہ اگر گاہے گاہے بہ نیت برکۃ بطور ذکر بزرگان بلا تعیین
یوم وبلا التزام اجتماع مجمع بروایات صحیحہ معتبرہ بلا شرکت روافض بدون افعال واقوال نامشروع
پڑھے اور غمگین ہو ع باعث خیر وبرکت ہے سہ

اعد ذکر اہل البیت لی ان ذکرہم ھو المسک ما کررتہ یتضوع

دفع بعض شبہات متعلقہ بعض مسائل حضرت حاجی صاحب مرحوم وخلفاء ذی الشان

سوال۔ بخدمت ذوالمجد والکرم مولانا ومقتدانا مولوی اشرف علی صاحب مد فیضہم۔ پس
از سلام مسنون معروض آنکہ اگرچہ مین ایک شخص اجنبی ہون لیکن بعض اعتبارات سے اپنے
آپ کو زمرۂ خدام مین تصور کرتا ہون اور اس بناء پر بے تکلفانہ ایک تکلیف خاص دینے
کی جرأت کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ مجھکو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ
سرہ العزیز کے ساتھ بعض وجوہات سے ہمیشہ سے ایک عقیدہ قلبی ہے اور جو حضرات حضرت
حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واسطہ وارادت رکھنے والے ہین اُن کے ساتھ بھی
دلی اخلاص ہے اور بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مد ظلہم العالی کے
ساتھ جن کے محامد خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات مین
بالتخصیص ارقام فرمائے ہین اور اپنے معتقدین کو اُن کی جانب رجوع دلانیکی ہدایۃ فرمائی
ہے ایک خاص ارادت ہے لیکن بعض اوقات بعض مخالفین اور مبتدعین کے بعض اعتراضات
اور شبہات کی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سلمہ اللہ
تعالی کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونے کے بارہ مین کیے جاتے ہین اور
جنکا جواب معقول اپنے آپ سے بن نہین پڑتا طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہو جاتا ہے اس
لیے مین یہ چاہتا ہون کہ اُن شبہات کا دفعیہ مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے
واسطے آپ کے ذریعہ سے کردون کیونکہ اوّل تو مخالفین کو ایسے شبہات پیدا کرنے کے لیے

ع یعنی طبعاً نہ کہ قصداً واہتماماً ١٢

جو زیادہ جرأت اور قوۃ ہوگئی ہے وہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی اشاعت سے اور یہ رسالہ آپ ہی کا شائع کیا ہوا ہے۔ اگرآپ نے اس کے ساتھ ایک مضمون بطور ضمیمہ کے بھی اضافہ فرمایا ہے جو صرف ہم جیسے معتقدین کے لیے فی الجملہ باعث طمانیت ہو سکتا ہے لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب پر کوئی کافی وافی اثر پیدا نہیں کرسکتا اور مخالفین اسکو نظر تام سے دیکھنے اور قابل قبول قرار نہیں دیتے بلکہ اس تقریظ کے مضمون سے جو رسالہ در منظم اور مؤلفۂ شاہ عبد الحق صاحب مہاجر مکی پر جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمائی ہے اس اصلی مضمون رسالہ فیصلہ کی تائید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ جناب کی تحریرات جس قدر اس وقت تک میرے مطالعہ سے گذری ہیں ان کو تعصب وتشدد و نفسانیت سے مبرا اور انصاف اور حقانیت اور معقولیت سے مملو پایا جو مخالف کو موافق اور حق ناشناس کو حق پسند بنانے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے تیسرے یہ کہ غالباً آپ کو اُن فتاوی کا حال بھی معلوم ہوگا جو اہل ہند نے کسی کسی مسئلہ مختلف فیہ کی نسبت مکہ معظمہ سے طلب کیئے تھے اور اسکا جواب بعض مخالفین کے حسب منشاء ملا اور جن پر مخالفین حضرت حاجی صاحب کی مہر اور دستخط ہونا بھی بیان کرتے ہیں چوتھے یہ کہ جہانتک مجھکو تحقیق ہوا ہے آپ اسی کار خیر کے متعلق عرائض کے جواب دینے اور اپنے اوقات عزیز کے صرف کرنے میں بخیال اصلاح حال وقال مومنین وحقوق المسلمین دریغ بھی نہیں فرماتے ہیں لہذا وہ شبہات ذیل میں گذارش کر کے امیدوار ہوں کہ بمقتضائے شفقت وہمدردی اسلامی تفصیلی جواب ان کا مرحمت ہو تاکہ آیندہ کے لیے اس قسم کے خلجان سے جو وسواس شیطانی کہے جانے کے لائق ہیں طبیعت محفوظ رہے اور مخالفین کو جواب معقول دے کر ساکت کرنیکا موقع ملے **شبہ اوّل** یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدات ومعمولات جو اُن کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے یا تقریظ مندرج رسالہ درمنظم سے یا بعض دیگر فتوے ہم مضمون رسالہ مذکور پر دستخط اور مہر ہونے سے یا اُن معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص معتمد کی چشم دید اور گوش زد احوال واقوال بیان کرنے سے ثابت ہوتے ہیں آیا واقعی تھے یا یہ اقوال وافعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحۃ

پر مبنی تھے و برعایت شریف وا ہالیان مکہ معظمہ وغیرہ حضرت سے سرزد ہوتے تھے اگر بخلاف عقیدہ واقعی کے تھے تو یہ صورۃ تقیہ کی اور شعار روافض ہے جو حضرت کے کمالات ظاہری و باطنی کے بالکل منافی ہے اور اگر موافق عقیدہ واقعی تھے تو اُن حضرات کے جو حضرت سے واسطے ارادت اور خلافت رکھتے ہین اُن معتقدات اور معمولات کو بدعۃ اور ضلالت کہنے کا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر کیا اثر ہوا اور اُن حضرات کے حق مین کیا نتیجہ پیدا ہوا۔ **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ آیا مرید اور خلیفہ کو من کل الوجوہ اتباع شیخ کی ضرورۃ ہے یا نہین اور اگر نہین ہے اور صرف اوراد و اشغال متعلقہ طریقت مین اتباع کافی ہے اور دیگر مسائل شرعیہ مین اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز حاصل ہے تو اس صورت مین احکام شرعیہ مین شیخ کے عمل بالخلاف سے مرید کے قلب مین عظمت شیخ جیسا کہ چاہیئے تاہم نہین رہ سکتی بلکہ حب شیخ کے عقائد اور اعمال بزعم مرید خلاف شرع اور سنت ہون گے تو شیخ کے ساتھ ارادت بھی کسیطرح باقی نہین رہ سکتی اور ایسی حالت مین خود شیخ لایق مشیخت متصور نہین ہو سکتا اسلیے کہ حب شیخ کو قطع نظر علم ظاہری کے اپنے کشف باطنی اور نور عرفان سے بالخصوص ایسے مسائل مین جو ان کے اور ان کے مریدون کے فیما بین ما بہ الاختلاف ہون حق و باطل اباحۃ و ضلالت مین تمیز نہ ہو سکے تو وہ بھی ترقی مدارج و طے منازل الی اللہ کا ذریعہ کیونکر بن سکتا ہے یا کیونکر بنایا جا سکتا ہے اور وہ کامل مکمل کیونکر متصور ہو سکتا ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہے اور اس سے معاملات طریقہ مین کچھ ہرج متصور نہین ہے تو اول تو یہ اختلاف ایسا ادنے درجہ کا نہین ہے دوسرے اس کے تسلیم کرنے مین طالبان حق کو کسی عالم و کامل متبع سنت شیخ کی تلاش کرنے کی جو ایک ضروری بات قرار دی گئی ضرورت باقی نہین رہتی بلکہ ہر صوفی مشرب ان اشغال معینہ و معمولات کی تعلیم اور بذریعہ بیعت داخل سلسلہ کرنے کے لیے کافی ہو سکتا ہے اور اگر مرید اور خلیفہ کو اتباع کامل کی ضرورت ہے اور مرشد کے ساتھ ہم خیال و ہم عقیدہ و ہم عمل ہونا ضروری ہے تو بوجہ اختلاف مسائل معلومہ متذکرہ شبہ اول ان حضرات کے اندر اُن کا فقدان ظاہر ہے پس ایسی حالت مین ان حضرات کی خلافت خلافت

راشدہ کیونکر تسلیم ہو اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرمان جو بالتخصیص حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق مین نافذ ہوئے ہین کیا معنے رکھتے ہین اور کس بنا پر ہین اور اگر ہر دو حضرات کی معتقدات اور معمولات یکسان قرار دی جائین تو تطبیق کس طریقہ سے کی جاوے اور قطع نظر دیگر مضامین کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے لیئے ایک شرح پر از تاویلات کثیرہ مطلوب ہوگی **تیسرا شبہ** یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے خلفا رمین باعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات معلومہ کے دو فریق ہین اور ہر فریق علماء کا ہے جن مین ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبد الحق صاحب مہاجر مکی - مولوی عبد السمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے جن کے معتقدات و معمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر متقدمین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہین - اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو اُن معتقدات و معمولات کو بدعۃ و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہین کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتی ہین پس ان ہر دو فریق مین سے خلافت راشدہ کس فریق کی متصور ہوسکتی ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسے دو مختلف العقیدہ والعمل اشخاص کو خلافت عطا فرمانا کیسا عمل ہے پس یہ ہین وہ اعتراضات و شبہات جن کے جوابات معقول دینے مین اور مخالفین نامعقول کو معقول کر دینے مین مجھ جیسے بعض کم علم محبان خانوادہ امدادیہ کو دشواری ہوتی ہے پس اگر والاجناب توجہ فرماوین اور ان امور کا جواب مفصل تحریر فرمادین تو قطع نظر اس کے کہ مخالفین کے جواب دینے مین سہولت ہوجاوے - بمصداق لیطمئن قلبی کے موافقین کے انشراح خاطر کے لیے بھی بے غایت بکار آمد اور مفید ہو زیادہ بجز نیاز کے کیا عرض کیا جاوے فقط و السلام -

الجواب - مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعض امور فی نفسہ مباح وجائز ہوتے ہین مگر مفاسد عارضہ سے قبیح ہوجاتے ہین جیسے اعمال متنازعہ فیہا فی زماننا مثل مجلس مولد شریف اور فاتحہ و گیارہوین و نحوہا ان مین دو طرح کا اختلاف ہوسکتا ہے اوّل یہ کہ اُن مفاسد

کو قبیح نہ سمجھے یہ اختلاف ضلالت ومعصیت ہی دوم یہ کہ اُن مفاسد کو قبیح سمجھے اوران مفاسد
کے ساتھ ان اعمال کی بھی اجازت نہ دے مگر بوجہ حسن ظن اور عوام الناس کے حالات تفتیش
نکرنے سے یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہون گے یا بچ جاوین گے اجازت دیدی سو یہ
اختلاف فی الواقع مسئلہ مین اختلاف نہ ہوا بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو کہ علم وفضل یا ولایت
بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے اوراس سے عظمت یا شان یا کمال اور قرب الہی مین
کچھ فرق نہین آتا انتم اعلم باموردنیاکم خود حدیث مین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ
درباب بشارت یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باوجود صدور حکم نبوی درباب اجراء حد زنا
ایک جاریہ کے زچہ ہونے کی وجہ سے تعمیل حکم مین التوا کرنا اور حضور کا اس کو پسند فرمانا
خود احادیث صحیحہ مین آیا ہے امید ہے کہ میرے اس مختصر مضمون سے سب شبہات حل ہوگئے
ہون گے مگر احتیاطاً کسی قدر مفصل بھی عرض کرتا ہون **شبہ اول** کا جواب یہ ہے
کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہین جو اہل حق کے ہین اور حضرت رح کا ان اعمال
مین شریک ہونا یا تحریراً و تقریراً اذن فرمانا نعوذ باللہ مبنی فساد عقیدہ پر نہین ہے نہ تقیہ پر ہے
بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین اُن کو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا۔ کہ
فاعلین یا مخاطبین یا حاضرین مجلس بھی ان مفاسد سے مبرا ہون گے تو بعض جگہ یہ گمان صحیح تہا
اور بعض جگہ حسن ظن کا غلبہ تھا اور یہی صورت اکثر تھی اور جو لوگ بدعۃ وضلالت کہتے ہین
نفس افعال کو نہین کہتے کہ حضرت پر اثر پہونچے بلکہ مفاسد کو کہتے ہین جس سے حضرت خود بری
ہین پس حضرت کے قول وفعل کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفاسد جائز ہین اور فتوائے
علماء کا حاصل یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفاسد ناجائز ہین سو اس مین کچھ اختلاف نہ ہوا البتہ یہ امر
کہ آیا اکثر مواقع مین یہ مفاسد موجود ہین یا نہین اس مین حضرت رح اور علماء کا اختلاف رہا سو یہ
ایک واقعہ مین اختلاف ہے جیسے زید کے کھڑے ہونے مین اس مین اگر حضرت رح کو صحیح خبر تحقیق
نہ ہو تو حضرت رح پر الزام وملامت نہین اور نہ اختلاف کرنیوالون کو اُس کے خلاف سے کوئی ضرر
دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ جو امر یقیناً خلاف ہوا اُس مین شیخ کا اتباع مرید کو ضرور نہین
اور جو امر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اس مین صحیح ہے اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے عمل خلاف

مصلحت ہو گیا چونکہ فی نفسہ وہ امر خلاف شرع نہین حسن عقیدہ و نیت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلاف شرع نہین ہے اس لئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرہ برابر نہین گھٹ سکتی مثلاً اگر کسی شخص نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے مین زہر ملا کر کھلا دیا اور آپکو اسوقت خبر نہ ہوئی تو صحابہ کے قلب سے یہ سمجھکر کہ حضور نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہین ہو سکتی بلکہ یہی کہا جاویگا کہ آپ نے تو کھانا حلال نوش فرمایا ہے مگر زہر کی اطلاع حضور کو نہ ہوئی ورنہ ہرگز نوش نہ فرماتے اور اس بنا پر مرید افعال شیخ کو خلاف شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہو اور کشف باطن اور نور عرفان سے حق و باطل کا انکشاف کسی درجہ مین مسلم سہی مگر یہان تو حق و باطل مین شیخ کو التباس ہی نہین جو انکشاف کی حاجت ہو اس کا انکشاف تو حاصل ہے کہ فلان طور پر حق ہے اور فلان طور پر باطل ہے صرف ایک واقعہ جزئیہ اسکی نظر سے مخفی ہے جسکا مخفی ہونا انبیاء علیہم السلام سے بھی مستبعد نہین خود حدیث مین حضور کا ارشاد ہے کہ مین بشر ہون شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر حجت شرعیہ قائم کرکے مقدمہ جیت لے اور اسکا حق نہ ہو اور مین اسے دلا دون تو وہ دوزخ سے حصہ لے رہا ہے۔ ظاہری حجت پر حضور حکم فرما دیتے تھے اور بعض اوقات احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو حضور پر ہرگز کوئی طعن نہین ہو سکتا آپ نے تو حق ہی فیصلہ فرمایا مگر چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح نہ ملی اس لئے صاحب حجت کو غالب فرما دیا ایسی حالت مین کامل بکمل ہونے مین کوئی شبہ نہین ہو سکتا بخلاف اُس شیخ کے جسکے عقائد یا مسلک مین غلطی یقینی ہو وہ البتہ قابل شیخ ہونے کے نہین۔ اور اوپر معروض ہو چکا ہے کہ حضرت کے عقائد یا مسلک مین خلاف نہین صرف ایک واقعہ کی تحقیق صحیح نہین پہونچی پس نہ حضرت پر کوئی شبہ رہا نہ خلفا کی خلافت راشدہ مین کوئی قدح رہا سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے خلیفہ کا سماع سے منکر ہونا شیخ کے روبرو مشہور و معروف ہے اور فہیم آدمی کے لیے خود فیصلہ ہفت مسئلہ کی عبارت مین جا بجا تقید کو مرتبۂ ضرورت مین سمجھنے کی مذمت مشرح کافی ہے اور مخاصم کے حق مین دفاتر و ساتیر بھی کافی نہین **تیسرے شبہ** کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرت کے تمام خدام کی خوش اعتقادی کا دعویٰ ہم نہین کر سکتے یقیناً بعض اہل علم کو بعض امور مین لغزش واقع ہوئی ہے بعض کو تو مسائل مین غلطی ہو گئی ہے جس سے حضرت رح بالکل مبرا و منزہ ہین اگر وہ حضرت رح کے قول کی سند لا دین تو بہت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ انہون نے حضرت کے ارشاد کو نہین سمجھا یا حضرت نے غلبۂ حال مین کوئی امر فرمایا جو تاویل کے قابل ہوتا ہے اور اُن صاحبون نے اسکو ظاہر پر محمول فرما لیا چنانچہ اس نا کارہ

کے روبرو غلبہ حال مین بعض اُمور غامضہ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے معلوم ہوگیا کہ اُسوقت غلبہ ہی مگر ممکن ہے
کہ اسکی طرف کسی کو توجہ نہوئی ہو اور اُسنے اِسکو غلبہ حال نہ سمجھا ہو اسلئے وہ غلطی مین مبتلا ہوگیا ہو یون بھی ممکن ہے کہ
ان حضرات کو حضرتؒ کے طرز کے سمجھنے مین غلطی ہوئی ہو اور اگر غلطی بھی نہین تو عوام اونکے فعل سے ضرور برباد ہوے سو
چونکہ ان صاحبون کو غلبہ حال ہی نہین اور عوام کے حال سے بھی علماء کو بوجہ اختلاط عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہے اسلئے
ان صاحبون کی غلطی تحقیق واقعہ مین یا غلبہ حال کے ارشادات نقل کردینے مین قابل معذوری نہین اور مشائخ مین یہ دونون
عذر صحیح ہین اور مسئلہ کی یقینی غلطی تو کسی کے لئے بھی عذر نہین مگر حضرتؒ اس سے بالکل بری ہین اور حضرت کا خلافت عطا فرمانا
کسی مبتلائے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع کسی شخص کی غلطی کے ہے جسکا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہوچکا ہے اگر اسکے بعد
کوئی شبہ ہو بے تکلف اظہار فرمادیا جاوے مین ایک ضرورت سے دوسری جگہ آیا ہون شاید دو چار روز اور رہنا
ہو۔ فقط والسلام راقم اشرف علی عفی عنہ۔

مستفتی کا دوسرا خط جس مین اُسنے پہلے خط کے جواب پر کچھ شبہات کیئے ہین

بخدمت فیضدرجت جامع کمالات صوری و معنوی مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضہم۔ پس
از سلام مسنون عقیدہ مشحون معروض آنکہ افتخار نامہ بجواب عریضہ صادر ہوکر کاشف اسرار ہوا اس مین شک
نہین کہ جناب نے بطریق تمہید جواب جو کچھ اجمالاً تحریر فرمایا ہے وہ مخلصین کے اطمینان قلب کے لیے کافی
ووافی ہے لیکن منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہے جسکو جناب کے اُس ارشاد کی تعمیل مین (کہ اگر اس
کے بعد کوئی شبہ ہو تو بے تکلف اظہار کردیا جاوے) ذیل مین گذارش کرتا ہون اور امید ہے کہ اس مرتبہ
کافی اور مفصل جواب کے بعد اس معاملہ مین ضرورت تصدیعہ باقی نہ رہیگی۔ ہر دو روایات مشورہ کتمان بشارت
اور التوائے اجراء حد زنا کو تفصیل کے ساتھ ارقام فرما دیجیے۔ اور خلیفہ حضرت مولٰنا نظام الدین اولیا قدس
اللہ سرہ العزیز کی مخالفت بمعاملہ سماع کا قصہ بھی مفصل مع حوالہ کسی کتاب کے اور نیز اسی قسم کی دیگر روایات
اگر مستند کتابون سے بہم پہنچ سکین رقم فرمایئے اسلئے کہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بمقابلہ دلائل وبراہین عقلی ونقلی کے
گذشتہ واقعات کی تمثیل متصوفین زمانہ حال مین زیادہ اثر پیدا کرتی ہے بنظر علم شبہات جوابات سابقہ عریضہ
سابقہ مع سامی نامہ ہمرشتہ عریضہ ہذا مرسل ہے تاکہ جواب مین سہولت ہو۔ ایک امر محض بنظر اطلاع پیش
کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس عریضہ مین میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کی گذری
ہے جسمین رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے (ہفت مسئلہ مین جو ضمیمہ لگایا گیا ہے اسکی عدم

رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہو مولوی شفیع الدین صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دواس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے) اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے اور بطریق مدعیانہ شبہ اوّل کے جواب مین آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین ان کو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین ومخاطبین وحاضرین مجلس ان مفاسد سے مبرا ہون گے۔ اس موقع پر اس کی تحقیق مطلوب ہوئی کہ وہ مفاسد کیا ہین جن سے حضرت مبرا تھے اور دوسرون کا مبرا ہونا اپنے حسن ظن سے خیال فرماتے تھے جہانتک خیال کیا جاتا ہے مفاسد وہی امور قرار دئے گئے ہین جنکو حضرت حاجی صاحبؒ نے مصالح پر مبنی نہ ہونا ارشاد فرمایا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ یہ امور فی نفسہ جائز ہین اور تبدیل نیت اور عقیدہ سے ناجائز ہو جاتے ہین اسکے بارہ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ اول تو نیت وعقیدت کا حال کسی کو معلوم نہین ہو سکتا ودوسرے باستثناء جہال وعوام عموماً تعلیم یافتہ اور خواص نیک نیتی وخوش عقیدتی کے ساتھ محض اُن مصالح پر نظر کرکے جو سلف سے منظور نظر ہین اس قسم کے اعمال کرتے ہین اور ان اعمال کے ترک کو بھی صرف بخیال فوت ہو جانے ان مصلحتوں کے یا ترک اقتداء بزرگان پیشین کے مذموم تصور کرتے ہین پھر ایسی حالت ...... مین عام طور پر بلا کسی استثناء کے ان علماء کی ممانعت حضرت حاجی صاحب کے ارشاد کے خلاف کیون نہ سمجھی جاوے کیا حضرت حاجی صاحبؒ کے یہان جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی یا جن محافل کے اندر ہندوستان مین یا مکہ معظمہ وغیرہ مین حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا ان محافل مین تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو واہتمام فروش وجائے نشست ذاکر کو بلند وممتاز قائم کرنا اور قیام بالتخصیص عند ذکر الولادۃ اور اجتماع ہر خاص وعام کا نہ ہوتا تھا۔ نہین ضرور ہوتا تھا پس وہ کون سے مفاسد تھے جن سے حضرت کو عدم واقفیت ولاعلمی تھی اور وہ کون سے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بیخبر تھے کہ جس کی بنیاد پر واقعہ کی تحقیق مین غلطی ہونا تسلیم کیا جاسکے۔ شبہ دوم چونکہ شبہ اوّل پر مبنی ہے اس لیئے اسکے جواب کا بھی وہی انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہونچنے سے کوئی عمل خلاف مصلحت مرشد سے سرزد ہو جاوے تو اس سے عظمت شیخ کی بابت کوئی ناقص خیال پیدا نہین ہو سکتا اوّل تو حسب اقوال واعمال متصوفین سابقین شیخ کے حق مین یہ کلام وگمان بھی کہ عمل خلاف مصلحت ہوا۔ سوء ادبی ہے کیونکہ باوجود علم واحتمال ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ سے عمل خلاف مصلحت ہو جانا اس کی شان مین فرق ڈالنے والی بات ہے دوسرے یہ امر دریافت طلب ہوا کہ وہ کون سے ایسے واقعات تھے جنکی خبر صحیح حضرتؒ

کو نہ پہنچی تھی جہانتک خیال کیا جاتا ہے اس امر کا ثابت کرنا سخت متعذر معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے خلاف شہادتین تحریری و تقریری ہندوستان مین اکثر موجود ہین۔ شبہ سوم کا جواب بھی بطرز سابق یہ ارقام ہوا ہے کہ حضرت کا خلافت عطا فرادینا کسی مبتلائے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اُس شخص کی غلطی کے ہے جس کا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہوچکا۔ اس معاملہ مین اول تو اس بات کا مان لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال واقوال عقائد اور اعمال کی اطلاع نہ ہو سخت دشوار بلکہ بداہت کا انکار ہے اور کسی طرح قرین عقل نہین کہ جو لوگ مدتون خدمت وصحبت مین حاضر رہے ہون اور نزدیک ودور سے فیضان باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہون۔ انکے معتقدات اور معمولات سے حضرت بے خبر رہین اور اگر عیاذاً باللہ بہ تمثیل منافقان اوائل زمانہ رسالت بے خبری تسلیم بھی کی جاوے تو حضرت رح پر بڑا الزام یہ عائد ہوگا کہ بلا اطمینان تصحیح حال واعمال خلافت کیون عطا فرمادی اس لیے کہ یہ امر خلافت تو کوئی دنیا کا کام نہ تھا یا کوئی عبادات یا معاملات کا مسئلہ یا استفتا نہ تھا کہ جس کے بابت یہ بحث کی جاسکے کہ واقعات وحالات سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم یا عمل خلاف واقعہ یا مصلحۃ صادر ہوگیا بلکہ یہ معاملہ تو بالکل نور باطن وتصفیہ قلب وعرفان سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر کیون ان ذریعون سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہین کیا تاکہ وہ غلطیان جن مین بعض خلفاء مبتلا تھے آیندہ سلسلہ مین سنت پیر یا عمل شیخ قرار پاکر شائع نہ ہونے پائین کیون مراۃ قلب حضرت مین ان خلفا کے بعض عقائد واعمال فاسدہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگوارون کے حالات مین مذکور ہوتا ہے منعکس نہین ہوا اب ان امور کا جواب بعد ملاحظہ وتوجہ تحریر اول کے ارشاد فرمایا جاوے اور پہلے پتہ کے موافق ارسال فرمایا جاوے اگرچہ اس مین شک نہین کہ اس فضول کام مین جناب کے اوقات عزیز کا صرف کرانا نہایت بے موقع تصدیعہ دہی ہے۔ مگر بمقتضائے ضرورت نظر بہ اشفاق عمیم جناب والا مجبوراً تکلیف دی گئی فقط زیادہ نیاز۔

الجواب۔ از خاکسار اشرف علی عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مین ہنوز حج پر تھا دل ہون اسلیے آپ کا خط دیر مین ملا۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہے سو احقر نے پہلے بھی منصفین کے لیے لکھا تھا۔ اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہون منکرین کے لئے پہلے ہی خط مین لکھ چکا ہون کہ دفاتر بھی کافی نہین۔ خلاصہ یہ کہ تحقیق حق مقصود ہے مناظرہ مقصود نہین نہ آجکل اس سے کوئی نفع لہذا تمامتر تحریرات مین اسکا منکرین سے قطع نظر کر لیجیے اپنے شبہات کو البتہ رفع کر لیجیے۔ دوسرون

سے اگر گفتگو ہو تو اگر وہ منصف ہوں تو ان کو علماء کا حوالہ دیجیے خود وہ اپنے شبہات رفع کر لیں آپ کیوں فکر فرماتے ہیں اور اگر وہ معاند ہوں جانے دیجیے اُن کے ساکت کر دینے کا کوئی شرعاً مکلف نہیں پھر تعب برداشت کرنا ایک فضول امر کے لیے کس کو ضرورت پڑی ہے۔ مشورہ کتمان بشارت مشکوۃ کی کتاب الایمان میں موجود ہے...... التوے حد زنا کا قصہ مسلم و ابو داؤد و ترمذی میں موجود ہے ہکذا فی التیسیر فی کتاب الحدود اور مسلم میں ایک اور قصہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص کی گردن مارنیکا حکم فرمایا چونکہ وہ شخص کسی ام ولد کے ساتھ متہم کیا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو مجبوب پاکر چھوڑ دیا اور آپنے تحسین فرمائی معاملہ خلیفہ سلطان جی کا غالباً انوار العارفین میں مذکور ہے۔ دیگر روایات کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہیں اسلیئے اس کا قصد نہیں کیا گیا جبکہ ایک دلیل بھی کافی ہے۔ اگر یہ امر قابل اطلاع تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی مضر نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرتؒ کی خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت مظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود والمباحہ بلالزوم المفاسد کا ہو گیا ہو اس بناپر اظہار مخالفۃ مانعین کو مضر نہیں ہے جو مفاسد آپ نے دریافت فرمائے ہیں اگر آپ اصلاح الرسوم کی مفصل بحث میلاد شریف۔ یا رسالہ طریقہ مولد شریف از تالیف احقر ملاحظہ فرمادیں تو اون مفاسد کا بخوبی انکشاف ہو جاوے مگر یہاں بھی اُن کا خلاصہ وصل الاصول عرض کیئے دیتا ہوں۔ وہ مفسدہ یہی تبدیل نیت و عقیدہ ہے اور ایسپر جو شبہ لکھا ہے اُسکا جواب یہ ہیکہ عقیدہ و نیت کا حال بلا اظہار البتہ معلوم نہیں ہو سکتا مگر جب اہل عقیدہ اپنے قول سے یا فعل سے اسکا اظہار کر دیں تو معلوم ہو جاوے گا۔ چنانچہ ان صاحبوں کی مجموعی حالت سے اعتقاد کا حال صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ مختصر امتحان یہ ہے کہ اگر یوں مشورہ دیا جاوے کہ جو قیود فی نفسہا مباح اور جائز الفعل والترک ہیں ان کو دس بار کرتے ہیں تو دس بار ترک بھی کر دو تاکہ قولاً و فعلاً اباحت ظاہر ہو جاوے تو اس قدر شاق ہو گا کہ فوراً مخالفت پر آمادہ ہو جاویں گے اگر سچ مچ ان اُمور کو ضروری نہیں سمجھتے تو اس شاق گذرنے کی کیا وجہ اکثر عوام کا تو یہی حال ہے اگر کسی تعلیم یافتہ فہیم کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو غایۃ مافی الباب اُس کے لیے علت ممانعت یہ نہو گی مگر یہ لازم نہیں آتا کہ کسی دوسرے علت سے بھی منع نہ کیا جاوے اگر کوئی دوسری علت منع کی پائی جاوے گی تو اُن کو بھی روکیں گے وہ علت ایہام جاہل ہے یعنی خواص کے کسی فعل مباح سے اکثر عوام کے عقائد میں فساد آنے کا اندیشہ غالب ہو تو خواص بھی مامور بترک مباح ہوں گے شامی محشی درمختار نے بحث کراہت تعیین سورۃ میں یہ قاعدہ

لکھا ہے کہ جہان تغیر مشروع ہو یا ایہام جاہل ہو وہان کراہت ہوگی پس عوام الناس تغیر مشروع کی وجہ سے روکے جاتے ہین اور خواص ایہام جاہل کی وجہ سے یہی وہ مفسدہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور ملتفت الیہ نہ ہونا بعید نہین اکثر مفاسد نیات وعقائد عوام کے بزرگان واکابر سے مخفی رہتے ہوئے روز وشب مشاہدہ مین آتے ہین۔ شبہ دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے نکل آیا سوء ادب کا شبہ اہل فہم سے نہایت بعید ہے جب انبیاء علیہم السلام سے زلت کے صدور کے معتقد وقائل ہونے مین سوء ادب لازم نہین آیا تو اولیاء کرام کے حق مین کونسی بات سوء ادب کی ہے ہان سوء ادب ایک طرح ہے بھی کہ بلاضرورت ان زلات کو گاتا پھرے اور جو شخص مقام تحقیق احکام شرعیہ مین ان زلات کا ذکر کرے درباب احکام کے اُنکا حجۃ نہ ہونا بیان کرے یہ ہرگز بے ادبی نہین بلکہ عین اداء مامور بہ ہے اور یہ امر دریافت طلب کہ وہ کون سے واقعات تھے اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے اور وہان یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ ایسے مفاسد دقیقہ عوام کا خواص سے مخفی رہنا شب وروز مشاہدہ مین آرہا ہے۔ اور ایک شہادت تحریری یا تقریری بھی اسکے خلاف پر قائم نہین البتہ اس کی موافقت مین بے شمار شہادتین ہین۔ شبہ سوم کا جواب بھی مضامین مذکورہ بالا مین نظر کرنے سے صاف ظاہر ہے یعنی اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ مفسدہ دو ہین تغیر مشروع اور ایہام جاہل سو ایک عالم کے عقائد مین ایسا فساد کہ تغیر مشروع کی نوبت آوے اگر مستبعد بھی ہو مگر ایہام جاہل یعنے انکے عمل سے عوام مبتلا فساد ہو جاوین ہرگز مستبعد نہین اور چونکہ حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے تک نہ اُن صاحبون کو ان اعمال کے مستقل اہتمام کا موقع ملا نہ وہان کی حاضری مین مقتدا ہونے کا خاص موقع ملا البتہ ہندوستان مین پہنچکر شان پیشوائی ظاہر ہوئی ان اعمال کا اہتمام بھی کیا معتقدین کا ہجوم بھی ہوا ایہام کی نوبت بھی آئی تو اس ایہام کا زمانہ حاضری مین مشاہدہ کب ہو سکتا تھا پھر مخفی رہنے مین کوئی استبعاد نہین اب شبہ تمثیل منافقان وعطائے خلافت بلاتحقیق سب زائل ہو گیا اور یہ سوال کہ نور باطن سے حضرت کو کیون نہ معلوم ہو گیا یا کیون نہ معلوم کر لیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیون نہ ہوا یا آپ نے قوۃ کشفیہ کو کیون نہ استعمال کیا سو جو لوگ اس فن سے واقف ہین اُن کے نزدیک اسکا جواب بدیہی ہے کہ کشف امر اختیاری نہین نہ امر دائمی ہے اسلیے یہ سوال ضعیف ہے اس پر جو تفریعات کی ہین وہ بھی سب اسی طرح مدفوع ہین اب آخر مین یہ عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شبہ ہو تو تحریر فرمائیے کا مضائقہ نہین اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شبہات کا اعادہ اور اُن کے جوابون کی توضیح کا لکھنا مد نظر ہو تو اس تطویل

ن دستور العمل بتانے کی تحقیق

سے بہتر ہوگا اگر خود تشریف لاکر فیصلہ فرمالین کیونکہ تحریر مین بہت سے اُمور مفصل و مشرح ہو جانے سے رہ جاتے ہین اور غیر ضروری امر مین وقت صرف کرنا دریغ و شاق معلوم ہوتا ہے۔ فقط والسلام

سوال۔ بعد اداے صد نیاز گذارش ہے کہ مین اپنا خیال ظاہر کرتا ہون اس مین اگر کوئی امر بیجا ہو مجھکو مطلع فرمادین اُس سے پرہیز کرونگا۔

(۱) مین لڑکیون کو جہیز دینا چاہتا ہون اسمین پچیس جوڑے ہونگے گوٹہ ٹھپہ بھی ہوگا نیمزری اطلس بھی ہوگا مگر جوڑے کھولکر برادری کو نہین دکھلائے جائین گے بعد مین دیدیے جائین گے صندوق پلنگ پیڑھا چوکی برتن ڈولہ یہ سب سامان بھی ہوگا۔ اب مجھکو مفصل معلوم ہونا چاہیئے کہ ان مین سے کیا ہو کیا نہو (۲) برات نہین ہوگی دو دو تین تین بہلیان ضرور ہونگی یعنی لڑکا مع چند اہل برادری ضرور آئیگا شاید تینون جگہ سے دس بہلیان آوین یہ میری کوشش ہے (۳) زیور بقدر حیثیت کے لڑکیون کو دونگا اس مین کوئی قباحت معلوم نہین ہوتی (۴) لڑکیون کی رخصت کے بعد وہ دو روز کے بعد واپس آوین گی یہ وہ چیز ہے جسکا نام چوتھی اور بہوڑہ ہے میرے نزدیک باپ کے گھر سے لڑکی کا ایکدم چلا جانا کسی عرصہ دراز کے لیے مناسب نہین ہے رخصت سے دو روز کے بعد وہ بلائی جاوینگی اسکے بعد پھر جاوینگی اور مین مع متعلقین بریلی چلاجاؤنگا پس روز کی آمد و رفت موقوف یہ میری رائے ہے جس پر مین اسوقت تک قائم ہون لیکن ان مین سے جو بات آپ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اصلاح فرمادیجیے اسکے ترک پر آمادہ ہون اصلاح سے میری جو کچھ مراد تھی وہ یہ تھی کہ یہ کمین لوگ ہم لوگون کو بیوقوف بناکر ٹھگتے ہین یہ نہین ہونا چاہیئے مین چاہتا ہون کہ آپ تکلیف فرماکر اس عریضہ کے جواب مین ایک دستور العمل لکھیے کہ یون کرنا چاہیئے یا اگر میری رائے مین کوئی فساد کی بات نہین ہے تو صرف اتنا تحریر فرمادین کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسمین کچھ ہرج نہین فقط۔

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ راحت نامہ آیا انتظار رفع ہوا عزیز من میرے خیالات مین اختلاف عظیم ہے۔ آن عزیز نے صرف رسوم متعلقہ کمینان مین اصلاح ضروری قرار دی ہے اور میرے نزدیک جو ہیئت مجموعی اسوقت تقریبات کی ہو رہی ہے اسکے ہر ہر جزو کی قریب قریب اصلاح ضروری ہے بلکہ رسوم کمینان سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ کمینون کو جو کچھ پہنچتا ہے وہ ان کا حق الخدمت یا اپنے خادم

---

[۱] اصلاح الرسوم مستفتی کی درخواست سے تحریر فرمائی ہے ۱۲

کو انعام یا ایک متوقع کی امید برآری قرار دی جا سکتی ہے اور اُسمین اپنا دنیا کا ایک مطلب بھی ہے کہ آیندہ اچھی طرح اپنا کام کرین گے گو اس مین بھی تین امر نہایت قبیح ہین ایک اپنا حق لازم سمجھ کر ایک گونہ مجبور کر کے لینا اور کمی مین آقا کو شرمندہ و ذلیل و بدنام کرنا دوسرے دینے والونکی نیت مین تفاخر و نمایش ہونا جو محض قطعی حرام ہے تیسرے اُسکے دینے کی ایک خاص صورت اور وضع مقرر کر لینا اُسکے خلاف کو نہایت مذموم و قبیح سمجھتے ہین ورنہ بلا پابندی کسی خاص طریق کے جس طرح موقع ہوتا ان کو دیدیا جایا کرتا اُن قیود کی کیا ضرورت تھی غرض اس مین یہ تین امر سخت درجہ قبیح ہین بخلاف اور تمام رسوم کے کہ بجز اتلاف مال وارتکاب معاصی (مثل ریا و تفاخر و اسراف اور دوسرون کے لیے موجب تکلیف ہوجانا اور مقتدائے معاصی بن جانا) کوئی دنیا کا بھی معتدبہ نفع ان مین نہین اسلیے میرے نزدیک انکی قباحت بہ نسبت [illegible] کمینان کے بڑھی ہوئی ہے میرے تمام خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ مین یہ ہے کہ ہیئت متعارفہ کے قریب قریب جمیع اجزاء بدلنے کی ضرورت ہے گو اکثر اجزاء اگر فرادی فرادی ظاہر نظر سے دیکھے جاوین تو مباح نکلین گے۔ مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہے اور عقلی بھی ہے کہ جو مباح ذریعہ معصیت و معین جرم بنجاوے وہ بھی معصیت اور جرم ہو جاتا ہے ان تقریبات کی بدولت کیا مسلمان مقروض نہین ہو جاتے کیا مہاجنون کو سود نہین دیتے کیا ان کی جائداد و مکان نیلام نہین ہو جاتے کیا اہل تقریب کی نیت مین اظہار و تفاخر و نمایش نہین ہوتا اگر عام مجمع مین اظہار نہ ہو تو کیا خاص مجمع کے خیال سے (کہ گھر پہنچکر سب زیور و اسباب دیکھا جاویگا اس کی قیمت کا اندازہ کیا جاویگا) سامان نہین کیا جاتا پھر کچھ ان رسوم مین تسلسل و ترتب اس قسم کا ہے کہ ایک کو کر کے پھر سب ہی آہستہ آہستہ کرنا پڑتا ہے کیا ان قیود و پابندیون کو قیود شرعیہ سے زیادہ ضروری عملاً نہین سمجھا جاتا نماز یا جماعت فوت ہونے سے کیا کبھی شرمندگی ایسی ہوتی ہے جیسی جہیز مین چوکی یا پلنگ کے نہ دینے سے ہوتی ہے گو اُس کی ضرورت نہ ہو جہیز مین ضروری سامان کا لحاظ شرعاً و عقلاً مضائقہ نہ تھا مگر بہت یقینی امر ہے کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی لیکن جہیز کی ایک ہی فہرست ہر جگہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پابندی رواج اسکی علت ہے ضرورت پر اس کی بنا نہین تو اس درجہ کی پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً درست پس جب ان مین اسقدر مفاسد ہین تو عقل یا نقل اسکی کب اجازت دے سکتی ہے اگر یہ کہا جاوے کہ کسی کو اگر گنجایش ہو تو دنیوی مذکورہ مضرتون سے بھی محفوظ رہے اور درستی نیت اختیاری امر ہے ہم نہ ان اُمور کو ضروری سمجھتے ہین نہ تفاخر و نمایش کا ہمکو خیال ہے۔ پس ایسے

شخص کے لیئے تو یہ سب امور جائز ہونے چاہئیں سو اوّل تو ذرا اس کا تسلیم کرنا مشکل ہے تجربہ اس کو تسلیم نہ کرنے دیگا کیسا ہی گنجایش والا ہو کچھ نہ کچھ گرانی او ر ضرور ہوگی اور نیت میں بھی فساد ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اس میں منازعۃ ومزاحمت نہ بھی کی جاوے تو سو مین ایک دو شخص ایسا مشکل سے نکل سکتا ہے ورنہ اکثر ضرور ان خرابیون سے ضرر اٹھا رہے ہین جب یہ حالت ہے تو یہ قاعدہ سننے کے قابل ہے کہ کسی شخص کے فعل مباح سے جو حد ضرورت سے اُدہر نہ ہو دوسرے شخص کو ضرر پہنچنے کا غالب گمان یا یقین ہو تو وہ فعل اسکے حق مین بھی مباح نہین رہتا تو اس قاعدہ سے یہ اعمال وافعال اس محفوظ شخص کے حق مین بھی بوجہ اس کے کہ دوسرے تقلید کرکے خراب ہون گے ناجائز ہو جاوینگے اس شرعی قاعدہ کا حاصل وہ ہے جسکو عقلی قانون مین قومی ہمدردی کہتے ہین یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو دوسرون کو نفع پہنچاوے اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسرون کو نقصان تو نہ پہنچاوین کیا کوئی باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہے اس کے سامنے بیٹھکر حلوا کھانا محض مزے کے لیے پسند کرے گا کیا اسکو خیال نہ ہوگا کہ میری حرص سے شاید بچہ بھی کھائے اور بیماری بڑھ جاوے کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسیطرح ضروری نہین اس سے عقلاً و نقلاً سمجھ مین آگیا ہوگا کہ کسی کے لیے بھی ان رسوم کی اجازت نہین اس کے بعد آن عزیز نے دستور العمل دریافت کیا ہے سو آنعزیز کو فرمائش کرتے ہوئے خود اسوجہ سے حجاب دامنگیر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آنعزیز کو فہم سلیم وعقل کافی عطا فرمائی ہے پھر حاجت بھی ری ہے مین فرمایش کرتا ہوا کیا اچھا معلوم ہوگا مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ اگر ایسا اتفاق مجھکو پڑا ہوتا تو اسوقت خیال یہ ہے کہ مین یون کرتا کہ اس کام کے لیے وطن آنے کی ضرورت نہ سمجھتا اور وطن نہ آتا اور مصارف سفر مین اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا لڑکے والون کو لکھدیتا کہ لڑکا اور ایک اسکا کوئی مخدوم سرپرست اور دو اس کے خادم کل چار آدمی یہان آجاوین اور اُسی مکان مین یا کوئی اور اچھا وسیع مکان ایک یا مختصر دو تین مکان ہر ایک کے لیے جدا جدا اور یہی بہتر تھا کرایہ پر لے کر اُنکا قیام کراتا اور لڑکیون کو اپنے گھر کا جوڑہ پہناتا اور لڑکون کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑہ پہنکر آؤ اور مجلس نکاح مین کسی کو اہتمام کرکے نہ بلاتا محلہ کی مسجد مین نماز پڑھنے کے لیے سب کو لیجاتا اور نماز کے بعد کہدیا جاتا کہ سب صاحب ذرا ٹھیر جاوین وہی مجمع اعلان وشہادت کے لیے کافی ہوتا اور خود یا کسی عالم کی وساطت سے نکاح پڑھ دیتا اور روپیہ دو روپیہ کے خرما تقسیم کردیتا اس مین مسجد مین نکاح پڑھنے کی بھی تعمیل ہوجاتی

وہان سے مکان پر آکر اسیوقت یا جسوقت موقع ہوتا لڑکیون کو بلا جہیز اس مکان کرایہ مین رخصت کردیتا اور ایک ایک معتبر خادمہ کو اُن کے ہمراہ بھیجتا۔ پھر اگلے روز اس مکان کرایہ سے اپنے مکان سکونت پر بلاتا اور ایک روز دو روز رکھکر پھر اس کو مکان کرایہ مین بھیجدیا جاتا جب دیکھتا کہ لڑکیان مانوس ہوچلی ہین لڑکون کے ہمراہ ان کی بستی کو روانہ کردیتا۔ جہیز مین پانچ پانچ جوڑہ پچاس پچاس روپے کا زیور اور پانسو پانسو روپے کی جائداد صحرائی دیتا برتن پلنگ خوان پوش بٹوے گوٹہ ٹھپے کثرت سے ہمراہی مین مٹھائی وغیرہ کچھ ندیتا اور دولہا یا دلہن کے کسی عزیز قریب کو ایک پارچہ ندیتا وہان کے کمینون کو پانچ پانچ روپیہ صرف اُن کے توقع پورا کرنے کو اور وطن کے کمینون کو دس دس روپیہ دیدیتا اور تمام عمر متفرق طور پر لڑکیون کو وقتاً فوقتاً جو چیز دینے کو میرا دل چاہتا نہ کہ برادری وکنبہ واہل عرف کی خواہش کے موافق ان کو دیتا رہتا اور جائداد اگر اُن بستیون مین ہوتی انکو انتظام سپرد کرتا اور اگر اپنے وطن مین ہوتی خود انتظام کرتا اور اُن کو اُن کا محاصل ششماہی یا سالانہ مع حساب کے دیتا رہتا باقی مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن　　　مصلحت بین وکار آسان کن

مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ نہ زور ڈالنا چاہتا ہون نہ دخل دینا پسند کرتا ہون صرف اپنے خیالات کا اظہار کردیا دوسرون کو مجبور وتنگ نہین کرتا البتہ میری منصبی مصلحۃ اس کو مقتضی ہے کہ اگر کوئی شخص درجہ مباح تک وسعت کرے تو اُسکو دلمین برا نہ سمجھون گنہگار نہ کہون شرعاً قابل ملامت نہ جانون۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین مسئلہ ہذا مین کہ شہر موریس کی جامع مسجد مین قبلہ رخ کی دیوار کے ساتھ محراب کے متصل بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکا یا ہوا ہے اور وہانکے باشندے میمن وغیرہ سب سوداگر لوگ خاص وعام بعد فراغ ہر نماز پنجگانہ کے اُس ٹکڑہ کو بوسہ دیتے ہین اور بعد نماز جمعہ کے تو بوجہ کثرت نمازیون کے بوسہ دینے مین بہت ہی ہجوم کرتے ہین۔ کوئی چار بوسہ دیتا ہے کوئی زیادہ کوئی کم جیساکہ کسی کا موقع لگا ویسا ہی اُسنے کیا اور کوئی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے محروم بھی رہجاتا ہے اور اس امر مین اسکو بہت معظم سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہین کسیقدر سمجھ جاننے والے لوگ تعظیم کا بوسہ دیتے ہین اور عوام کا حال معلوم نہین کہ وہ کیا سمجھکر بوسہ دیتے ہین۔ لیکن ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اس مین بہت مبالغہ کرتے ہین آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہے یا کسی امر خارجی

کی وجہ سے مستوجب عذاب ہے ۔بینوا توجروا۔

الجواب۔غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویراً کے متبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک کے جواز مین تو کوئی کلام نہین۔اگر بوسہ دینے مین صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہو تو کچھ مضائقہ نہین موجب ثواب وبرکت ہے اور غلو کرنا علماً یا عملاً مذموم اور مستوجب عذاب ہے مثلاً اسکی تقبیل کو فرض وواجب کے برابر سمجھنا۔یا مسلمانون کو اژدہام سے ایذا دینا اس غلو اعتقاد کے دفع کے لیے حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو خطاب کرکے فرمایا تھا اعلم انک حجر لا تنفع ولا تضر الحدیث اور اس غلو عملی کے رفع کے لئے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا تھا جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے وہذہ عبارتہا واستلمہ ان استطاع من غیر ان یوذی مسلماً لما روی ان النبی صلعم قبل الحجر ووضع شفتیہ علیہ وقال لعمرؓ انک رجل اید توذی الضعیف فلا تزاحم الناس علی الحجر ولکن ان وجدت فرجۃ فاستلمہ والا فاستقبلہ وھلل وکبر ولان الاستلام سنۃ والتحرز عن اذی المسلم واجب اھ جب حجر اسود کی تقبیل مین یہ غلو منع ہے جو جزو کعبہ ہے سو غلاف کعبہ کی تقبیل مین بدرجہ اولے ممنوع ہوگا کہ محض ایک منفصل شئے ہے اگرچہ اقتران سے متبرک ہوگیا۔واللہ اعلم۔

ف فرق درمیان عمومیت و درمیان تخصیص بدعات

سوال۔زید کہتا ہے کہ مولود قیام مولود عرس فاتحہ وغیرہ گو فی نفسہ مباح ہین مگر آجکل کے عوام چونکہ انکو عملاً یا علماً ضروری جانتے ہین اسلیے ان کا ترک کرنا واجب ہے مگر اس کہنے کے ساتھ زید پیری مریدی کو عملاً وعلماً اچھا جانتا ہے عمر کہتا ہے کہ جسطرح مولود قیام مولود عرس فاتحہ وغیرہا گو فی نفسہ مباح ہین مگر عوام کی اصلاح عقائد واعمال کی غرض سے ان کا ترک کرنا واجب ہے اسیطرح آجکل کی پیری مریدی ہے بلکہ سچ پوچھو تو مولود عرس فاتحہ کرنے والون کے عقائد واعمال اتنے خراب نہین جتنے آجکل کے پیرون مریدون کے ہین اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے دلیل کی محتاج نہین پھر مولود وغیرہ کے ترک کو مصلحۃً واجب کہنا اور پیری مریدی کو نہ کہنا بلکہ اس کی ترویج مین کوشش کرنا خلاف حق پرستی ہے یا نہین اگر پیری مریدی کو قائم رکھکے اوسکے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیے تو مولود وغیرہ کو بھی قائم رکھکے اُنکے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیئے ایک کو توسرے سے ترک کرین اور ایک کے زوائد کی اصلاح کرین یہ انصاف کے خلاف ہے اگر کہا جاوے کہ اصلاح باطن فرض ہے اور یہ ممکن نہین جب تک پیری مریدی قائم نہ رکھی جاوے اور اوس کے سب زوائد نہ برتے جاوین کہا جائیگا کہ مولود عرس فاتحہ وغیرہ بھی آجکل

زیادہ تر اونہیں لوگون مین ہے جو پیری مریدی کرتے ہین اور غالباً ہمیشہ انہیں لوگون مین زیادہ تر چیزین رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح باطن مین انکو بھی کچھ دخل ضرور ہے ورنہ ظاہر مین تو نہ مولود سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے نہ پیر کا شجرہ لینے اور پڑھنے سے اگر شجرہ لینے اور پڑھنے سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے تو مولود پڑھنے سے کیون نہیں ہوتی اور بالفرض مولود وغیرہ سے کچھ نہین ہوتا اور شجرہ لینے اور پڑھنے سے سب کچھ ہوتا ہے لیکن جب عوام کی اصلاح خواص پر واجب ہے اور عوام صوفیہ ان زوائد کو علماً اور عملاً ضروری خیال کرتے ہین اور مقصود بالذات سے بھی بڑھکر سمجھتے ہین تو خواص کو چاہیئے کہ نہایت اہتمام سے انکو ترک کرین اور ترک کی ترغیب دلائین مگر اسوقت معاملہ برعکس ہے۔

الجواب۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو امر شرعاً مطلوب و مقصود ہو اور اس مین مفاسد منضم ہو جاوین تو اُس امر کو ترک نہ کرین گے خود ان مفاسد کا انسداد کرین گے اور جو امر مقصود نہ ہو اوس مین غلبہ مفاسد سے خود اُس امر کو ترک کردین گے دلیل اس قاعدہ کی رسالہ طریق مولد شریف مین مذکور ہے پس طریقہ بیعت کو موقوف علیہ نسبت باطنیہ کا ہے جو خود واجب ہے مفاسد شرعیہ سے ہو اس مین جو مفاسد ہون انکو دفع کیا جاویگا مثلاً نا اہلون سے بیعت کرنے کی ممانعت کرین گے بیعت کے بھروسے اعمال مین تہاون کرنے سے روکین گے شریعت وحقیقت کو متغائر و متضاد سمجھنے سے منع کرین گے و مثل ذلک اور خود طریقہ مذکورہ کو محمود کرین گے بخلاف دیگر اعمال مذکورہ سوال کے کہ مقاصد شرعیہ سے نہین ہین اور مشتمل مفاسد پر ہین اسلیے قابل ترک ہونگے اور اعمال مذکورہ کو اصلاح باطن مین مطلق دخل نہین نہ شجرہ کو اس سے کوئی تعلق ہے نہ پیری مریدی مین شجرہ شرط ہے اگر شجرہ مین کوئی مفسدہ دیکھا جاویگا اوسکو بھی روک دین گے پس قیاس کرنا انکو پیری مریدی پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اس طریقہ کا اصلاح باطن کے لیے موقوف علیہ ہونا دلیل سے ثابت ہے بخلاف اِن افعال کے کہ کسی دلیل سے اسکا شرط اصلاح ہونا ثابت نہین بلکہ بوجہ مخالفت شریعت کے مضر ہونا ثابت ہے فافترقا واللہ اعلم ۱۸۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ زید کہتا ہے کہ بدعۃ کی دو قسمین ہین حسنہ وسیئہ۔ عمرو کہتا ہے بدعۃ ہمیشہ سیئہ ہی ہوتی ہے زید کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تراویح کو بدعۃ اور نعم البدعۃ کہا عمرو کی دلیل یہ ہے کُلُّ بدعۃ ضلالۃ بدعۃ کی تعریف حدیث مین تو کہین مذکور نہین مذکور ہو تو تحریر فرمائی جاوے بدعۃ کی جو کچھ تعریف ہو مگر اس مین شک نہین کہ اِسوقت یہ پہچاننا کہ یہ امر بدعۃ ہے یا نہین نہایت مشکل نظر آتا ہے صحابہ رضی

ف: تحقیق بدعت وغیرہ

کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان امور کو بھی بدعت کہتے تھے جو فی نفسہا مباح اور بظاہر موجب ثواب تھے مگر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ تھے مثلاً تشہد کے اوّل بسم اللہ پڑھنا قرآن مجید کا جمع کرنا چنانچہ اسباب مین حضرت ابوبکر و حضرت انس رضی اللہ عنہما کا جو کچھ قصہ ہے صحاح مین موجود ہے چھینکنا اور اس کے بعد السلام علیکم یا اسی کے مثل کچھ الفاظ کہنا اذان کے بعد نماز یون کو پکارنا چنانچہ اسباب مین حضرت ابن عمر کا غصہ فرمانا اور اوس مسجد مین نماز نہ پڑھنا صحاح مین موجود ہے غرض اسی قسم کے ہزارون امور ہین جو فی نفسہا مباح یا بظاہر موجب ثواب ہین مگر چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً فعلاً تقریراً ثابت نہین اسلیے صحابہ ان کو بدعۃ کہتے ہین اور نہایت ہی برا جانتے ہین اب اِس زمانہ مین مباح الاصل چیز تو کسی طرح بدعۃ ہو ہی نہین سکتی اور جس مباح الاصل چیز مین بظاہر کچھ ثواب کی جھلک ہے وہ تو سنّت اور عبادۃ مقصودہ ہی خیال کی جاتی ہے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اِس بلا مین آجکل سب ہی مبتلا ہین مگر حضرات صوفیہ سب سے زیادہ مبتلا نظر آتے ہین کتب احادیث مین لاکھون دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین مگر اس فرقہ مین شاید کوئی دعا بھی حدیث کی معمول بہ نہین اگر ہے تو ترمیم کے ساتھ حالانکہ خود حدیث سے ترمیم کی ممانعت نکلتی ہے ایک صحابی کو آپ نے تعلیم فرمایا اللھم اسلمت نفسی الیک و وجہت وجہی الیک رغبۃ و رہبۃ والجات ظہری الیک لاملجا ولامنجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت صحابی نے بنبیک کی جگہ رسولک کہدیا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا صحابی نے غالباً یہ ترمیم اس خیال سے کی تھی کہ نبی کے لفظ سے رسول کے لفظ مین زیادہ تعظیم ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعظیم ناپسند فرمائی اور اپنے الفاظ کے کہنے پر تاکید فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ خصوص حضرات صوفیہ جو ادعیہ مسنونہ مین ترمیم کردیتے ہین یہ ممنوع اور ناپسند ہے خیر ترمیم ہی سہی مگر دیکھا جاتا ہے تو موجودہ زمانہ کے صوفیہ ادعیہ مسنونہ ترمیم شدہ بھی نہین پڑھتے بلکہ اپنے بزرگون اور سلسلہ والون کی تصنیف کردہ شدہ دعائین وغیرہ پڑھتے ہین اور انکو زیادہ مفید اور مقبول خیال کرتے ہین یہ بدعۃ نہین تو اور کیا ہے مدارس اسلامیہ اور اُن کے جزئی انتظامات صوفیہ کے اذکار و اشغال وغیرہ سب بدعۃ نظر آتے ہین گو بعض ذہین لوگ ان مین یہ تاویل کرتے ہین کہ مقصود بالذات اصلاح قلب ہے جو فرض ہے اور یہ صورتین مقصود بالعرض ہین مقصود بالعرض مین تصرف کرنا جائز ہے مقصود بالذات مین تصرف نہ کرنا چاہیئے اور مثال

مین حج وجہاد اور توپ اور ریل وغیرہ کو پیش کرتے ہین مانا کہ یہ تاویل ٹھیک ہے مگر جو لوگ یہ تاویل کرتے ہین انھین کا یہ خیال بھی ہے کہ مقصود بالعرض اور سنت زائدہ کو اس طرح نہ ادا کرو کہ جس سے اوس کے علماً یا عملاً واجب ہونے کا شبہ ہو بلکہ جس وقت عوام کو یہ شبہ ہو تو خواص کو اُن کا ترک کرنا واجب ہے سنت زائدہ کے متعلق وہ کہتے ہین کہ کبھی کرو کبھی نہ کرو جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم نفل کبھی رکھتے تھے کبھی نہین رکھتے تھے بعد نماز کبھی داہنی طرف پھر جاتے تھے کبھی بائین طرف غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً یا فعلاً یا تقریراً بتادیتے تھے کہ یہ فعل کس درجہ کا ہے آجکل کے مدارس اسلامیہ اور صوفیہ کے اذکار و اشغال کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی ہر ہر بات کو عملاً ضروری جانتے ہین حالانکہ ان کو طرز عمل سے بتانا چاہیے کہ یہ مقصود بالعرض ہین ان کا یہ بھی خیال ہے کہ سنت مؤکدہ کو بھی ضرورت کے وقت ترک کرنا واجب ہے مثلاً عوام کسی سنت مؤکدہ کے ساتھ واجب کا معاملہ کرتے ہین تو خواص کو یہ سنت موکدہ ترک کرنا چاہیئے مگر بہت سی باتون مین ہم اسکے خلاف نظیر پاتے ہین مثلاً رکوع کرنا فرض ہے اور رکوع مین سبحان ربی العظیم کہنا سنت ہے اب تمام جہان کے لوگ عملاً دونون کو واجب و فرض بتاتے ہین بلکہ قول و فعل و تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو تو بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عملاً دونون ایک سی شان رکھتے ہین گو علماً ایسا نہ ہو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ضرورت کے وقت بھی فرض و سنت مین عملاً فرق کرنا ضروری نہین صرف علماً فرق کرنا کافی ہے اب یہ ارشاد ہونا چاہیئے کہ فرائض و واجبات و سنن و نوافل وغیرہ مین علماً اور عملاً دونون طرح فرق کرنے کی ضرورت ہے یا صرف علماً انکے لیے کوئی قاعدہ کلیہ حدیث و فقہ سے مستنبط کیا گیا ہے یا علماء کی رائے پر چھوڑا گیا ہے۔ فقط

الجواب۔ قاعدہ کلّیہ اس باب مین یہ ہے کہ جو امر کلیاً یا جزئیاً دین مین نہو اوسکو کسی شبہ سے جزو دین علماً و عملاً بنا لینا بوجہ مزاحمت احکام شرعیہ کے بدعۃ ہے دلیل اسکی خود حدیث صحیح ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد کلمہ فی اور من اس مدعا پر صاف صاف دلالت کر رہے ہین اور حقیقی بدعۃ ہمیشہ سیئہ ہی ہوگی اور بدعت حسنہ صوری بدعۃ ہے حقیقۃً بوجہ کسی کلّیہ مین داخل ہونے کے سنّت ہے پس تقسیم بدعۃ الی الحسنہ و السیئہ کا اثبات اور نفی محض نزاع لفظی ہے کہ اثبات بنا بر صورۃ کے ہے اور نفی بنا بر حقیقت کے و لا مشاحۃ فی الاصطلاح اس قاعدہ کلیہ کے اتقان اور امعان

کے بعد سب شبہات مذکورہ سوال دفع ہوگئے بدعۃ کی تعریف بھی حدیث سے معلوم ہوگئی اور حدیث تراویح و حدیث کل بدعۃ مین بھی تعارض نہ رہا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے محض اسوجہ سے کسی امر کو بدعۃ نہین کہا کہ عہد برکت مہد مین نہ تھا ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اول ایک امر کو بدعۃ سمجھین اور پھر بلا اس کے کہ اُس کا وجود بعینہ زمانہ مبارک مین نقل سے ثابت ہو اوسکے بدعت ہونے سے رجوع فرمالین جیسا مناظرہ متعلقہ جمع قرآن مین واقع ہوا اس سے صاف معلوم ہوا کہ بناء کلام تعریف مذکور پر ہے ظاہر نظر مین ایک امر جزو دین نہ معلوم ہوا انکار کرنے لگے بعد غور کے کسی کلیہ شرعیہ مین داخل نظر آیا انکار سے رجوع کر لیا اور اس سے باقی جزئیات مشتبہ کا حکم بھی معلوم ہوگیا جہان محذور مذکور کو لازم آویگا وہ بدعۃ ہوگا گو ظاہراً مستحسن ہو اور جہان وہ محذور لازم نہ آویگا وہ سنت ہوگا گو صورۃً بدعۃ ہو امید ہے کہ قدرے تامل سب شبہات کے حل ہونے کے لیے کافی ہوگا اسی لیے حاجت تفصیل جواب کی نہین سمجھی گئی اگر بعد تامل بھی کسی جزئی مین اشتباہ باقی رہے تو بالیقین ظاہر کرنا چاہیئے۔ ۱۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ چند سال سے ہندوستان کے کئی مقامات مین رجبی شروع ہونے لگی ہے یعنی ۲۷ و ۲۸ شب کو حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا حال پڑھا جاتا ہے اور بڑا مجمع ہوتا ہے اور کثرۃ سے روشنی کا سامان فراہم ہوتا ہے اور بعض جگہ اسی مجلس مین بعد بیان معراج شریف قوالی ہوتی ہے اور حال آتا ہے اور یوماً فیوماً اوس کی ترقی ہے تو براہ مہربانی شریعت کی رو سے اسکے مضار و منافع سے مطلع فرمائیے کہ اسکا کرنے والا اور شریک ہونے والا اور مدد دینے والا داخل حسنات ہوگا یا موجب سیئات۔

الجواب۔ جلسۂ رجبی بہیئت متعارفہ زمانہ ہذا مین جو منکرات مجتمع ہین وہ ظاہر ہین التزام مالایلزم جسکی کراہت فقہاء کے کلام مین منصوص ہے اور بہت فروع فقہیہ کو اوسپر متفرع کیا ہے کما لایخفی علی الماہر کثرت روشنی مین اسراف کا ہونا جسکی ممانعت منصوص قرآنی ہے۔ اوسمین تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لیے مکروہ ہے اسی بناء پر جماعۃ نافلہ کو مکروہ کہا ہے اور بھی جسقدر منکرات کو محققین نے مجالس متعارفہ میلاد مین ذکر کیا ہے اکثر بلکہ کل مع شیٔ زائد اوسمین مجتمع ہین بالخصوص اگر اوسکے ساتھ قوالی بھی ہو تو منکرات مضاعف ہو جاوینگے کیونکہ مجالس متعارفہ سماع مین شرائط اباحۃ محض مفقود ہین اور عوارض

مانعہ بکثرت موجود ہین چنانچہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کی تحقیق کو سماع متعارف پر منطبق کرنے سے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے بنابر وجوہ مذکورہ جلسہ مذکورہ کے داعی اور ساعی و بانی و معین و شریک سب کے سب شرعاً قابل ملامت و تشنیع ہونگے طالب حق کے لیے یہ مختصر کافی ہے اور مخاصم کے لیے دفتر کے دفتر غیر وافی ہین - ۲ - شعبان ۱۳۲۲ھ

ن: حکم تعزیہ و شرکت در بنائے تعزیہ و دیگر امور تعزیہ داری

سوال - مقام...... مین بیس پچیس گھر اہلسنت وجماعۃ حنفی کے ہین اور باقی آبادی شیعہ کی ہے وہ یہ کام کرتے ہین کہ محرم مین تعزیہ بناتے ہین اور مہندی چڑھاتے ہین اور علم نکالتے ہین اور تاشے ڈہول بجاتے ہین اب عرض ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہین اور اسمین باچھ دینی جائز ہے یا نہین اور اوس مین کوئی شئے مثل فرش وغیرہ سائبان و روشنی دینی جائز ہے یا نہین اور اگر اوسمین کوئی شخص باچھ دیوے تو اوسکے واسطے کیا حکم ہے اور تعزیہ کب سے بنایا جاتا ہے اور کس وجہ سے بنایا گیا اور یہ لوگ کہتے ہین کہ نقل روضۂ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے مکان کی نقل جائز ہے جاندار کی شبیہ بنانا منع ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہین۔

الجواب - غیر ذی روح یعنی بے جان کی شبیہ بنانا اسوقت جائز ہے جبکہ اوسپر کوئی مفسدہ یعنی خرابی مرتب نہ ہو ورنہ حرام ہے فی الدر المختار او لغیر ذی روح لایکرہ لانہا لاتعبد قلت علل عدم الکراہۃ بانہا لاتعبد فہذا نص علی انہ لو کان تعبد لایجوز اور تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کئے جاتے ہین اُنکا معصیت و بدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفر و شرک ہونا ظاہر ہے اسلیئے اسکا بنانا بلاشک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے اسلیے اوسمین باچھ یعنی چندہ دینا یا فرش و فروش و سامان روشنی سے اس مین شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونون گنہگار ہونگے اور تاریخ ایجاد و وجہ ایجاد تعزیہ کی مجکو تحقیق نہین نہ اسکی ضرورت فقط واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۳ - محرم ۱۳۲۱ھ

ن: مصافحہ و معانقہ بعد نماز عیدین

سوال - عیدین مین مصافحہ و معانقہ روا ہے یا نہین -

الجواب - قاعدہ کلیہ ہے کہ عبادات مین حضرت شارع علیہ السلام نے جو ہیئت و کیفیت معین فرمادی ہے اوس مین تغیر و تبدل جائز نہین اور مصافحہ چونکہ سنت ہے اسلیے عبادات مین سے ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ اوسمین ہیئت و کیفیت منقولہ سے تجاوز جائز نہ ہوگا اور شارع علیہ السلام سے صرف اول لقاء کے وقت بالاجماع یا وداع کے وقت بھی علی الاختلاف منقول ہے و بس اب اسکے لیے اِن دو

وقتون کے سوا اور کوئی محل و موقع تجویز کرنا تغییر عبادت کرنا ہے جو ممنوع ہے لہذا مصافحہ بعد عیدین یا بعد نماز پنجگانہ مکروہ و بدعۃ ہے شامی مین اسکی تصریح موجود ہے فقط واللہ اعلم - ۲ شعبان ۱۳۲۰ھ

سوال - تراویح رمضان المبارک باوجود الم ترکیف سے پڑھنے کے ستائیسوین شب کو مثل ختم قرآن کریم روشنی کرنا اور شیرینی پر نیاز دینا اور اجوائن پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب - الم ترکیف اور تمام قرآن کا حکم اِن اُمور مین یکسان ہے یعنی فضول روشنی کرنا اسراف ہے اور بدعۃ ہے اور شیرینی کو لازم سمجھکر بانٹنا یہ بھی بدعۃ ہے اور نیاز دینا اگر اللہ کے لیئے ہے تو اُسپر کچھ پڑھکر دعا مانگنے کے کوئی معنے نہین اور اگر کسی بزرگ کے لیئے ہے تو عوام کا عقیدہ اوسمین اچھا نہین اونکو نفع و ضرر کا مختار جانتے ہین اسلیئے یہ رسم بھی قابل ترک ہے - اجوائن دم کرانے کو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ضروری نہین سمجھتا صرف برکت کے لیے دم کراتے ہین اسلیے مضائقہ نہین البتہ اگر اسکو بھی ضروری سمجھین تو بدعۃ ہوگا - فقط واللہ اعلم -

سوال - سماع مع المزامیر شارع علیہ السلام و سلف صالحین نے سنا ہے یا نہین ؟

الجواب - روی الامام احمد قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی بمحق المعارف والمزامیر الحدیث باختصار کلام اس مسئلہ مین طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسوقت جو سماع متعارف ہے وہ کسیکے نزدیک جائز نہین - ۲ - شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال - چہ میفرمایند علماء دین رحمہم اللہ تعالی کہ روز عاشوراء یعنی دہم محرم آب پاشیدن بر قبور چنانچہ مروج خطۂ پشاور ست کہ ہر یک شخص بطریقۂ تسنن و تعبد قدرے آب گرفتہ بر قبور مردگان خود می پاشند و موجب بسیار ثواب میدانند این کدام اصلی میدارد یا نہ خاص در مذہب حنفی جائز است سنت ست یا بدعت شمردہ شود درین باب از جواہر نفیس کتابی است مذہب امام ابوحنیفہ نقل میکنند وحدیثے بروایت ابن عباسؓ دران درج کردہ اند این نقل و اندراج قابل اعتبار است یا نہ - درین روز جز صیام دیگر کدام عبادتے را از نوافل نماز و طعام خوردن وغیرہ کدام تخصیصے است یا نہ۔

الجواب - درین روز جز صیام از عبادات و توسیع علی العیال از عادات چیزے دیگر در شریعت وارد نشدہ لہذا زیادت برین ہرچہ باشد بدعت باشد کمافی الدر المختار وفی یوم عاشوراء ویکرہ کحلھم - ولاباس بالمعتاد خلطا و یوجر وقال الشامی عن ابن رجب کل ماروی فی فضل الاکتحال والاختضاب والاغتسال

ف۱ بعض رسوم لیلۃ ختم قرآن
ف۲ سماع مع مزامیر
ف۳ بعض بدعات محرم

فموضوع لا یصح وکتاب جواہر نفیس نہ از کتب فقہیہ معتمدہ شنیدہ شدہ و نہ از کتب حدیث فلا یصح الاعتماد علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۱۵۔ محرم ۱۳۲۳ھ

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ ذکر بآواز بلند محض لا الٰہ الا اللہ کردن اعنی خواندن جائز است یا نہ امیدوارم کہ بعد توجیہ بلیغ فتوی مدلل ومحقق بآیات کلام مجید یا حدیث شریف ارتسام کردہ ارسال فرمایند باعث اجر عظیم خواہد شد مکرر آنکہ اختصاص آواز بلند بالخصوص مقصود نیست محض استفسار ذکر جائز بودن وناجائز مطلوب است۔

الجواب۔ جائز است زیراکہ غایتش حذف مستثنیٰ منہ وعامل است وآن عند القرینہ در کلام افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم مثل حذف مستثنیٰ وارد ست اما حذف المستثنیٰ فما اخرج ابن ماجۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک لایجنبنی من قربہم الا قال محمد بن الصباح کانہ یعنی الخطایا کذا فی المشکوٰۃ وقع کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ذکر المستثنیٰ لکمال ظہورہ فالحقہ محمد کذا فی المرقاۃ اما حذف المستثنیٰ منہ فما اخرج الشیخان عن ابن عباس فقال العباس یا رسول اللہ الا الاذخر فانہ لقینہم ولبیوتہم فقال الا الاذخر الحدیث ودر مبحوث فیہ قرینہ ظاہر است گاہی قالا ہرگاہ قبل ازین ذکر لا الٰہ الا اللہ کردہ باشد گاہی حالاً الدلالۃ حالۃ المسلم علی اعتقاد نفی الوہیۃ الغیر واللہ تعالیٰ اعلم ۱۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ

سوال۔ مجوزین فاتحہ مروجہ منجملہ اپنے دلائل کے یہ حدیث بھی جواز پر بیان کرتے ہین ہلمی یا ام سلیم ماعندک فاتت بذلک الخبز فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکۃ فادمتہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ماشاء اللہ ان یقول متفق علیہ دیگر فرائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلک الحیسۃ وتکلم بما شاء ثم جعل یدعو عشرۃ عشرۃ الخ اس قسم کی احادیث کا مانعین کیا جواب دینگے اور اس سے اُن کا مدعا ثابت ہوتا ہے یا نہین۔

الجواب۔ محض لغو استدلال ہے ان حدیثون مین ماشاء کے تکلم وتلفظ سے مقصود ایصال برکت فی الطعام تھی جس کے لیے تلبس کی حاجت تھی اور فاتحہ مین تلاوت سے مقصود ایصال ثواب طعام الی المیت ہے جس کے لیے تلبس کی حاجت نہین اور ہیئت متعارفہ سے شبہہ حاجت تلبس کا عوام کو ہوتا ہے پس فساد اعتقاد سے ممنوع ہے اور یہ فرق نہایت واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲۷۔ شوال ۱۳۲۳ھ

سوال۔ ایک شخص بذریعہ حاضرات بھوت پلید اور جن چڑیل وغیرہ دور کرتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے

ف تحقیق ذکر لا الٰہ الا اللہ

ف یعنی صورۃ ورنہ باعتبار معنی محذوف و مقدر است ۱۲

ف جواب استدلال مجوزین فاتحہ مرسومہ

ف حاضرات

کہ دو چراغ گھی کے جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغون کے سامنے قریب ہی آگ کے دو انگارے رکھکر
اسپر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچہ کو پاس بٹھا کر اُن چراغون کی لَو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے
اور وہ بچہ اس مین دیکھتا ہے اور عجائب وغرائب مشاہدہ کرتا ہے اور سوال وجواب ہو کر بھوت وغیرہ
اُتر جاتا ہے اور عمر کی شیرینی اور ایک مرغ بھی اور اگر مرغ دستیاب نہو تو بکری کی کلیجی پر پکوا کر فاتحہ
دیتا ہے اور فاتحہ کا ثواب واسطے اللہ کے سلیمان پیغمبر علیہ السلام اور بالا شہید اور سلطان شہید اور
برہان شہید کی روح کو پہونچاتا ہے اور شیرینی غریبون کو تقسیم کر دیتا ہے اور مرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے
باقی بچے تو زمین مین دفن کر دیتا ہے اور کسی مہا دیو یا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہین آتا اور نہ کسیوقت
کسی قسم کا پوجا پاٹ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ منتر مین بھی کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہین ہین تو
کیا صورت مرقومہ مین اُسکا یہ فعل خلاف شرع شریف ہے یا نہین اور اس سے ہزارون مخلوق خدا کو فائدہ
پہونچتا ہے اور کسی قسم کا اُس شخص کو لالچ اور طمع نہین ہے اور نہ کچھ لیتا ہے محض انسانی ہمدردی کیوجہ سے
کرتا ہے اب ایک شخص نے اُسکو اس فعل سے روکا ہے اور کہتا ہے کہ یہ فعل نہ کیا کرو تو کیا وہ شخص یہ
کام چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔

الجواب۔ مین نے جہانتک تحقیق کیا اس عمل چند اُمور تحقیق ہوئے اوّل جو کچھ اُس بچہ کو مشاہدہ
ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شئے نہین ہوتی محض خیالی اور وہمی اشیاء ہوتی ہین جو عامل کی قوت خیالیہ
کی وجہ سے اُس بچہ معمول کے خیال مین بشکل صور خارجیہ متمثل ہو جاتی ہین گو عامل خود بھی اس راز کو
نہ جانتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ بچون ہی پر یہ عمل ہو سکتا ہے یا کسی بیوقوف بڑی عمر کے آدمی پر بھی ہو جاتا
ہے اور عاقل پر خصوصاً جو اس کا قائل نہو ہرگز نہین ہوتا پس اس تقدیر پر یہ ایک قسم کا خداع اور فریب
اور کذب وزور ہے دوسرے فاتحہ کا ثواب جو ان بزرگون کو پہونچایا جاتا ہے بعضے تو فرضی نام معلوم
ہوتے ہین اور جو واقعی ہین یا کل کے کل واقعی ہون تب بھی وجہ تخصیص کی سمجھنا چاہیئے سو عاملین وعوام
کی حالت سے تفتیش کرنے سے یہ متعین ہوا کہ وہ دفع آسیب مین ان بزرگون کو دخیل اور فاعل سمجھتے
ہین پس لامحالہ اُن کو اِن واقعات پر اطلاع پانیوالے پھر اُن کو دفع کر دینے والے یعنی صاحب علم
غیب وصاحب قدرت مستقلہ سمجھتے ہین اور یہ خود شرک ہے اور اگر علم وقدرت مین غیر مستقل سمجھا
جاوے لیکن عدم استقلال کی صورت مین احیاناً تخلف بھی ہو سکتا ہے مگر تخلف کا خیال واحتمال

بھی نہین ہوتا یہی اعتقاد شعبہ شرک کا ہے تیسرے اکثر ایسے عملیات مین کلمات شرکیہ مثل نداء غیر اللہ و استغاثہ و استعانت بغیر اللہ ضرور ہوتا ہے اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر مین کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہین ہین آہ تاوقتیکہ وہ الفاظ معلوم نہون اسلیے قابل اعتماد نہین کہ اکثر عامل بوجہ کم علمی کے شرک کی حقیقت ہی نہین جانتے چوتھے مرغ وغیرہ کے ذبح مین زیادہ نیت وہی ہوتی ہے جو کہ شیخ سدو کے بکرے مین عوام کی ہوتی ہے رہا فائدہ ہوجانا اول تو اکثر وہ عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے عمل کا اُس مین دخل نہین ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی ثابت ہوجاوے تو کسی شئے پر کسی اثر کا مرتب ہوجانا دلیل اُسکے جواز کی نہین بہرحال جس عمل مین یہ مفاسد مذکورہ ہون وہ بلاشبہ ناجائز ہے البتہ جو اس سے یقیناً منزہ ہو وہ جائز ہے اور شاید بہت ہی نادر ہو واللہ تعالےٰ اعلم ۳- ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

سوال - اذان کے وقت محمد رسول اللہ کہنے پر ہاتھ چومنا کیسا ہے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ آنکھون مین لگانے سے دکھتی نہین -

تقبیل ابہامین بنام مبارک

جواب - اذان کے وقت جو عادت ہے انگوٹھون کے چومنے کی یہ فی نفسہ آشوب چشم کا عمل تھا لیکن لوگ اسکو ثواب اور تعظیم اسم مبارک نبوی سمجھکر کرتے ہین اسلیے بدعت ہے اور اگر اعتقاد نہو تو دوسرے کو شبہہ پڑیگا اسلیے درست نہین - واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۴- ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

سوال - حضرات علماء اہل سنت سے باستدعا اس امر کے کہ جواب امور مسئولہ محض بحوالہ آیات ... واحادیث محتجہ بہا و متفقہ تحریر فرمایا جاوے بکمال ادب استفسار کیا جاتا ہے کہ حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اگر عند المحدثین قابل احتجاج ہو تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ خود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف اُس بدعت کی جسکا مرتکب علی سبیل القطع استحقاق شمول اس وعید کا حاصل کرے کیا ارشاد فرمائی ہے - ۲؎ نیز حضرت حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بدعت کو اس کلیہ سے مستثنیٰ بھی فرمادیا ہے یا یہ وعید بلا استثناء وارد فرمائی ہے - ۳؎ نیز کسی صحابی رضجلیل القدر سے حسب تعریف حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارتکاب بدعت پایا گیا ہے یا نہین درصورت اولی وہ صحابی فی حیاتہٖ اُس بدعت پر مصر رہا ہے یا تائب ہوکر دنیا سے گیا - ۴؎ نیز برطبق تعریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فی زماننا و فی دیارنا وہ کون کون افعال ہین جو مصداق صحیح مفہوم بدعت ہوکر اپنے مرتکبین کو مستحق وعید موردہ کرسکتے ہین اجرکم علی اللہ سبحانہٗ -

حقیقت بدعت

الجواب - فی الدر المختار (ہی (ای البدعۃ) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ اھ قلت وماخذہ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد الحدیث کما یظہر بالتامل فیہ - اس سے تو اس کی تعریف مع الدلیل معلوم ہوگئی پھر اُس کی حقیقت سے ایک صورۃ اگر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ الخ مین بدعت حقیقیہ مراد لی جاوے تو اس کلیہ سے کوئی مستثنےٰ نہین اور اگر عام لیا جاوے حقیقیہ وصوریہ کو تو بدعت صوریہ غیر حقیقیہ اس عام سے مخصوص ہے اور صحابہ رض سے فروع مجتہد فیہا مین ایک کا دوسرے کو منسوب الی الاحداث کرنا منقول ہے سو یہ اختلاف خود شرعاً غیر مذموم ہے بخلاف غیر مجتہدین کے جو امر جدید اختراع کرین وہ رائے بوجہ رائے غیر مجتہد ہونے کے غیر مقبول اور مصداق مفہوم بدعت کا ہے اور بعد تقریر مذکور کے احصار جزئیات کی گو حاجت نہین مگر رسالہ اصلاح الرسوم مین بقدر ضرورت مذکور بھی ہین فقط واللہ اعلم - ۱۰ شوال ۱۳۲۴ھ

سوال متعلق جواب بالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - والانامہ عالی متضمن جواب استفتائے مرسلہ صادر ہوا ممنون ومشکور فرمایا یہ تو آپ کے والانامہ سے معلوم ہوا کہ بوجوہات مرقومہ زیادہ تحقیق وتفصیل مسئلہ معلومہ کی آپ تحریر فرمانے سے معذور ہین لیکن جسقدر جواب تحریر فرمایا گیا ہے اُس کی توضیح مطلب کے استفسار کی ممانعت آپ نے تحریر نہین فرمائی اسوجہ سے اس امر کی جرأت ہنوز حاصل ہے بناءً علی ہذا عرض خدمت عالی ہے کہ در مختار سے جو تعریف بدعۃ بالفاظ (ہی اعتقاد خلاف المعروف الخ) نقل فرمائی گئی ہے تو لفظ اعتقاد اس عبارت مین علی الطلاق ہے اعم ازین کہ کسی مجتہد کا اعتقاد ہو یا غیر مجتہد کا پھر اُسکا ماخذ صاحب درمختار نے اس حدیث کو بتلایا ہے کہ (من احدث فی امرنا ہذا) اس مین بھی لفظ من اعم ہے یعنی مجتہد یا غیر مجتہد کی کچھ تخصیص نہین ہے پس آپنے آگے چلکر رائے غیر مجتہدین کو جو مصداق مفہوم بدعت قرار دیا ہے اور رائے مجتہدین کو شرعاً غیر مذموم بتلایا ہے اور مصداق مفہوم بدعت سے خارج کیا ہے یہ امر عبارۃ درمختار سے یا عبارت حدیث مذکور سے کس طور سے اخذ فرمایا ہے پھر بدعت کی دو قسمین حقیقیہ وصوریہ تحریر فرماکر قسم ثانی کو حکم کلی (کل بدعۃ ضلالۃ) سے مستثنیٰ فرمادیا ہے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ بدعت صوریہ کی تعریف کیا ہے پھر ایک ایک مثال اقسام بدعت کی معلوم ہونا چاہیئے کہ سیئہ وحسنہ یہ دو اقسام بدعت کے جو مشہور ہو رہے ہین آیا یہ اقسام

ع خط مین اس قسم کا مضمون تھا ۱۲ منہ

اُسی صوریہ وحقیقیہ کے تحت مین داخل ہین یا علیحدہ علیحدہ ہین تو اُنکی تعریف ومثال کیا ہے یہ امر بھی ضروری
الاستفسار ہے کہ (من احدث فی امرنا ہذا الخ) مین مشار الیہ کون ہے باقی یہ یقینی ہے کہ جو اس کا مشار الیہ
ہوگا وہ دین صواب ضرور ہوگا اور رائے مجتہدین خطا پر بھی ہوا کرتی ہے پس وہ اسکے مشار الیہ کو کس طرح
شامل ہوگا اور ہرگاہ شامل نہوگی تو مصداق مفہوم بدعت سے کس طرح خارج ہوگی پھر شرعاً تعریف
مجتہد بھی معلوم ہونا چاہیئے جس کی رائے کو آپ نے غیر مذموم بتلایا ہے فقط

الجواب۔ قولہ کس طور سے اخذ فرمایا ہے۔ اقول جن احادیث سے اجتہاد کی اجازت اور اُس مین
خطا سے معذور ہونا ثابت ہے وہ اس تخصیص وتقیید کی دلیل ہے البتہ جس شخص کے نزدیک اسکی
خطا ثابت ہوجاویگی وہ اتباع نکریگا اور جس کے نزدیک خطا ثابت نہین ہوئی وہ اتباع کریگا۔ قولہ تعریف
کیا ہے۔ اقول جو بعینہ سنت مین وارد نہو لیکن کسی کلیہ سے مستنبط ہوتی ہو۔ قولہ۔ معلوم ہونا چاہیئے
اقول بعد تعیین حقیقۃ کلیہ کے جزئیات پر اُس کو منطبق کرلیا جاوے۔ قولہ یا علیحدہ اقول سیئہ اور
حقیقیہ ایک ہے اور حسنہ اور صوریہ ایک۔ قولہ کون ہے۔ اقول دین ہے۔ قولہ ثواب ضرور ہوگا۔ اقول
ہان لیکن جو یقینی دین ہے وہ یقینی ثواب ہے اور جو ظنی دین ہے وہ ظنی ثواب ہے۔ قولہ معلوم ہونا چاہیئے
اقول کتب اصول اور رسالہ اقتصاد مؤلفہ احقر مین دیکھ لیا جاوے فقط شوال ۱۳۲۴ھ

سوال۔ تعزیہ داری ومرثیہ خوانی کس کی رسم ہے اوسکے عامل ناری ہونگے یا جنتی بوجہ کلمہ کے کبھی
نار جہنم سے خارج ہونگے یا نہین اور محروم الشفاعت ہونگے یا نہین کوئی احادیث وآیات سے ممانعت ہے یا نہین۔

الجواب۔ تعزیہ داری ومرثیہ خوانی یہ تو تحقیق نہین کہ ایجاد کسکی ہے اگرچہ تیمور کی طرف نسبت کرتے
ہین مگر رسم شیعہ کی ہے اور بدعات قبیحہ سے ہے اور امثال ان بدعات مین وارد ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل
ضلالۃ فی النار اور خلود سوائے کفار کے کسی کیلیئے نہین لقولہ علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ سو بعد سزا
یابی خارج ہونگے اور محروم الشفاعۃ بھی کفار ہونگے سب اہل اسلام کے لیے خواہ سنی ہون یا بدعتی[1] شفاعت ہوگی
لقولہ علیہ السلام فہی نائلۃ انشاء اللہ تعالی من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا رواہ مسلم ممانعت تعزیہ داری
اور تعظیم اوسکی کی اس آیت سے مستنبط ہوسکتی ہے اتعبدون ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون اور حدیث
مشہور ہے من زار قبرا بلا مقبور فہو ملعون اور نہی مرثیہ سے اس حدیث مین مصرح ہے نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی

[1] جبکہ وہ بدعۃ حد کفر تک نہ پہونچے۔ ۱۲

رواہ ابن ماجہ واللہ اعلم۔

سوال۔ اولیاء اللہ کا نذر کیا گیا بکرا مرغا گائے وغیرہ ماکول اللحم ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کے ذبح کرنے سے حلال ہے یا نہین۔

الجواب۔ بزرگون کی نذر ونیاز کا جانور اگر اسواسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہون اور ہمارا کام کردین اور اونکو متصرف فی التکوین سمجھے اور اُن سے تقرب کے لیے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہون چنانچہ اس زمانہ مین اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ وقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے وما اہل بہ لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا اور اللہ کے واسطے دیکر اوسکا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخشدیا یہ جائز وحلال ہے فقط۔ ۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ہجری۔

سوال۔ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہین مسلمان ہونے کے لیے ایک مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ ہونا ضرور ہے یا نہین اگر ہے توکس وجہ سے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کیوقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین۔ جو شخص بموجب قرآن وحدیث کے نماز ادا کرتا ہے اور ہر مسئلہ مین مقلد ایک امام خاص کا نہوا اور سب امامون کے برابر حق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہے یا نہین اقتدا اوسکی جائز ہے یا نہین حنفی مقتدی شافعی وغیرہ امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہین۔

الجواب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان فیض اقتران مین طرز عمل لوگون کا یہ تھا کہ آپ کے قول وفعل کا سنتے دیکھتے اتباع کرتے جو ضرورت ہوتی دریافت کرلیتے اصول واسباب وعلل احکام کے نہ کسی نے دریافت کیے نہ پورے طور سے بیان کیے گئے اسلیے نہ باہم اختلاف تھا نہ تدوین فقہ کی حاجت تھی نہ جمع احادیث کی ضرورت تھی بعد وفات شریف آپکے وقائع قدیمہ مین چونکہ ایک صحابی کو کوئی حدیث نہ پہونچی یا پہونچی لیکن یاد نرہی یا یاد رہی مگر فہم معنے مین غلطی ہوئی یا کسی قرینہ سے تاویل کی یا طریق روایت کو مقدوح سمجھا اور دوسرے صحابی کا حال اُس کے خلاف ہوا اور وقائع حادثہ مین قیاس دونون کے مختلف ہوئے اور صاحب وحی سے پوچھنا ممکن نہ تھا ان وجوہ سے اون مین بعض فروع مین اختلاف پیدا ہوا پھر وہ صحابہ اقطار وامصار مختلفہ مین منتشر ہو کر مقتدا وپیشوا ہوے اور تابعین نے ہر نواح مین خاص

خاص صحابہ کا اتباع کیا اور اُنکے اقوال و افعال کو محفوظ رکھکر مستند ٹھیرایا اور طرز عمل ہر شہر کا ایک جدا گانہ طریق پر ہو گیا جب صحابہ کا زمانہ منقرض ہو گیا تابعین مقتدا ہوئے اور اپنے ہمعصرون کو جو امور صحابہ سے یاد تھے اونکے موافق فتوی دیتے ورنہ تخریج کرتے اون سے تبع تابعین نے اسیطرح اخذ کیا اس زمانہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کوفہ مین اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور اپنے عصر کے تابعین سے آثار و تخریجات محفوظ کر کے اپنے زمانہ مین کچھ اون آثار و تخریجات کے موافق کچھ خود استنباط فرما کر فتوی دیئے اور بہت لوگون نے انکا اتباع کیا اور تلمذ حاصل کر کے انکے اقوال و فتاوی کو جمع کر کے بعض بعض نواح مین شائع کیا یہانتک کہ ان اطراف مین وہ دستور العمل ٹھیر گیا اسکا نام مذہب امام ابو حنیفہ رح و مذہب امام مالک رح ہوا اس زمانہ کے اخیر مین امام شافعیؒ پیدا ہوئے اونہون نے بعض وجوہ تخریج کو مختل سمجھکر بعض اصول و فروع مین ترمیم کی اور از سر نو بناء فقہ کی ڈالی بہت لوگون نے اسکو نقل کر کے مشہور کیا اور اسکا نام مذہب امام شافعی ہوا یہ لوگ ارباب تخریج کہلاتے ہین اور بوجہ تورع و اتہام نفس اپنے کے جمع احادیث پر جرأت نہین کرتے ہین نہ اوسکا چندان اہتمام تھا بلکہ جو احادیث و آثار جن اطراف مین پہونچے اُنکو کافی سمجھتے تھے اور چونکہ خدائے تعالے نے تیزی و ذہانت و فطانت عنایت کی تھی اسلیے فتوی پر جری تھے اون احادیث سے استخراج کرتے اور فقہ کو بناء دین جانتے اور بوجہ میلان کے اپنے ائمہ و اصحاب و اہل بلد کی طرف اور اعتقاد عظمت شان اونکی کے اور اطمینان کے اوپر استخراج مین اُنکی مخالفت نہ کرتے اور در صورت حدیث نہ ہونے کے اونکی تصریحات کو یا اصول کو جو اونکے کلام سے ماخوذ ہین مدار اپنے فتوے کا ٹھہراتے لیکن اگر کوئی قول اپنا یا امام کا مخالف کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ دیکھتے اوسکو ترک کرتے اور یہی وصیت ائمہ اور اون کے اصحاب کی ہے پس لوگون کا یہی طور تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پیدا ہوئے اور اُنہون نے اور جو مثل اونکے تھے اونہون نے اس طرز عمل کو ناکافی اور خوض بالرائے کو مذموم اور سابقین کی رائے کو بخیال نہ پہونچنے بعض احادیث کے بعض اطراف مین نامعتمد سمجھا اور فتوے و تفقہ سے احتیاط کی اور احادیث کی جمع و تدوین پر متوجہ ہوئے اور مختلف اقطار سے احادیث کو خواہ اوپر کسی نے عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ وہ مدینہ کی ہون یا مکہ کی جمع کرنا شروع کیا یہانتک کہ ایک ذخیرہ وافی مجتمع ہوا پس اُن لوگون کا طرز عمل یہ ہوا کہ اول کتاب اللہ دیکھتے اگر اوسمین حکم نہ ملتا یا ذات وجوہ ہوتا تو حدیث دیکھتے اگر اُس سے بھی اطمینان نہوتا تو فتوے

صحابہ وتابعین کا دیکھتے اگر کہین سے حکم نہ ملتا تو بناچاری قیاس کرتے اور قیاس کسی اصل پر مبنی نہ تھا بلکہ اطمینان نفس وشرح صدر پر یہ ابتدا ہے اہل حدیث کی چونکہ یہ صورت فقہ کی بہت مشکل ہے اسلیے جب امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ جسکو ایک لاکھ حدیثین یاد ہون وہ فقیہ ہو سکتا ہے یا نہین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اگر پانچ لاکھ حدیثین یاد ہون فرمایا اوسوقت امید کرتا ہون چونکہ امام احمدؒ تخریج بھی کرتے تھے اون کی تخریجات مشہور ہو کر مذہب احمد بن حنبل نام ٹھہرا ہر چند کہ اوسوقت دو فریق ہو گئے تھے اہل تخریج واہل حدیث لیکن اون مین کوئی معاندت یا مخاصمت نہ تھی بلکہ اکثر اہل حدیث سے اہل تخریج کو کوئی حدیث اپنے مذہب کے مخالف پہونچتی اپنا مذہب ترک کرتے ایسے ہی اہلحدیث کو اگر اپنی رائے کا مخالف ہونا صحابہ یا تابعین کے ساتھ معلوم ہوتا وہ اسکو ترک کرتے اور ایک دوسرے کے پیچھے اقتدا کرتا اور اپنے اپنے کام کو خدمت دین سمجھکر انجام دیتے اور بزبان حال یہ کہتے ؎ ومن ویدنی حب الدیار لاہلہا + وللناس فیما یعشقون مذاہب ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند میل او اندر دلش انداختند + ؎ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را با کسے کارے نباشد جب انکا زمانہ گذر گیا دونون فریق کے پچھلے لوگون نے تہذیب وترتیب دونون علمون یعنی فقہ وحدیث کی بوجہ احسن کی اہل تخریج نے مسائل مین توضیح وتنقیح وتصحیح وترجیح وتالیف وتصنیف کی اور جتنے آثار ملتے گئے اور کلام ائمہ سے اصول ماخوذ ہوتے گئے اونپر استنباط واستخراج کرتے رہے اور اقوال ضعیفہ یا مخالفہ نصوص کی تضعیف وتردید کرتے رہے یہ لوگ مجتہد فی المذاہب کہلاتے ہین۔ اور اہلحدیث نے احادیث صحیحہ وضعیفہ ومرسلہ ومنقطعہ کو جدا جدا ملخص کیا اور فن اسماء الرجال وتوثیق و تعدیل وجرح رواۃ کو تدوین کیا اس زمانہ مین صحاح ستہ وغیرہ مدون ہوئین پس روز بروز رونق و گرم بازاری ان دونون پاک علمونکی ہوتی رہی اور علماء مین یہ دونون فریق رہے اور عوام جس سے چاہتے بلا تقیید و تعیین کسی امام یا مفتی کے فتوی پوچھکر عمل کرتے اور جس فتوی مین تعارض ہوتا اوسمین اعدل واوثق واحوط اقوال کو اختیار کرتے مائۃ رابعہ تک یہی حال رہا بعد مائۃ رابعہ کے قضائے الٰہی سے بہت سے اُمور پُر آشوب پیدا ہوئے تقاصر ہمم یعنی ہمتین ہر علم مین پست ہونا شروع ہوئین جدال بین العلماء کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کرنے لگا۔ تراجم بین الفقہاء کہ ہر فقیہ دوسرے کے قول وفتوی کو رد کرنے لگا۔ اعجاب کل ذی برائہ یعنی ہر شخص حتی کہ قلیل العلم بھی اپنی رائے پر اعتماد کرنے لگا۔ تعمق فی

الفقہ والحدیث یعنی دونون علمون مین افراط ہونے لگا یعنی بعض فقہاء اپنے اصول ممہدہ سے حدیث صحیح کو رد کرنے لگے اور بعض اہل حدیث ادنی علۃ ارسال وانقطاع یا ادنی ضعف راوی سے مجتہد کی دلیل کو باطل ٹھیرانے لگے۔ جور قضاۃ یعنی قاضی اپنی رائے سے جسپر چاہتے تعدی کرتے۔ تعصب یعنی اپنی جماعت کو امور محتملہ مین یقیناً حق پر سمجھنا دوسرے کو قطعاً باطل جاننا جب یہ آفتین پیدا ہوئین جو لوگ اوس زمانہ مین معتدبہ تھے اونہون نے اتفاق کیا کہ ہر شخص کو قیاس کرنیکا اختیار نہونا چاہیئے اور کسی مفتی کا فتوی اور قاضی کی قضا معتبر نہ ہونا چاہیئے جب تک کہ متقدمین مجتہدین مین سے کسی کی تصریح نہو چونکہ ائمہ اربع کے سوا کسی کا ائمہ سابقین سے مذہب مشہور نہ تھا لہذا اونکی تقلید پر اجتماع کیا گیا اور ترک التزام مذہب واحد مین ظن غالب تلاعب فی الدین وابتغاء رخص واتباع ہوے کا تھا لہذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اوس سے انتقال وارتحال کو منع کیا گیا اوس وقت سے لوگون نے تقلید پر اطمینان کر کے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی کچھ توجہ نہ کی قیاس منقطع ہو گیا بہت لوگ اہلحدیث مین سے اس ۔۔ مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے مگر کسی پر لعن وطعن نہین کرتے تھے نہ اہل تخریج ان سے کچھ تعرض کرتے تھے یہانتک کہ اس سے زیادہ فتنہ انگیز وقت آیا اور دونون فریقون مین تشدد بڑھا بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوباً ومفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہو پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث مین پیدا کر کے یا اوس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کرینگے اور قول امام کو نچھوڑینگے ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا الآیہ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے۔ اور بعض اہلحدیث نے قیاس وتقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ وتابعین کو غیر مستند ٹھیرایا اور ائمہ مجتہدین کو یقیناً خاطی وغاوی اور کل مقلدین کو مشرکین ومبتدعین کے ساتھ ملقب کیا اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور اونکی تجہیل وتضلیل وتحمیق وتفسیق کرنا شروع کیا حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا اور داخل عموم آیۂ واتبع سبیل من اناب الیّ وآیۂ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وآیۂ وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا وآیہ اولئک الذین ہدی اللہ فبہدیہم اقتدہ کے ہے اور ہر زمانہ مین استفتاء وفتوی چلا آتا ہے اگر ہر مسئلہ مین نص شارع ضرور ہو تو استفتاء وفتوی سب گناہ ٹھیرے ان دونون تشددین

کے درمیان ایک فرقہ متوسط محقق پیدا ہوا کہ نہ مجتہدین کو یقیناً مصیب سمجھا نہ قطعاً خاطی جانا بلکہ حسب عقیدہ شرعیہ المجتہد یخطی ویصیب دونون امرون کا محل خیال کیا اور نہ اونکے محلل کو حلال نہ اونکے محرم کو حرام جانا بلکہ حرام وحلال اوسیکو اعتقاد کیا جسکو خدا اور رسول نے حرام وحلال کیا ہے لیکن چونکہ اپنے کو اسقدر علم نہین کہ نصوص بقدر حاجت یاد ہون اور جو یاد ہین اونمین متعارضات مین تقدیم وتاخیر معلوم نہین اور نہ قوت اجتہادیہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیسکین اور احکام غیر منصوصہ مین استنباط و استخراج کرسکین اسلیے کسی عالم راشد تابع حق مجتہد مصیب فی غالب الظن کا اتباع اختیار کیا نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شارع ہے بلکہ اسوجہ سے کہ ناقل عن الشارع ہے اور باوجود اتباع کے اس بات کا قصد مصمم رکھا کہ اگر نص مخالف قول امام وضعف مسلک اوسکے علم کا ہوگیا تو حدیث کے مقابلہ مین قول امام کا ترک کرونگا اور اس مین بھی مخالفت امام کی نہین بلکہ عین اونکے امر کی موافقت ہے چنانچہ ہر زمانہ مین تصنیف واختیار وترجیح وترک وفتوی چلا آیا ہے یہ متوسط تقلید ہزارون علماء ومشائخ و اولیاء نے اختیار کی ہے اسکے ابطال کے درپے ہونا تضیع اوقات ہے ؎ ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چہ سان بگسلد این سلسلہ را + پس نفس اتباع مجتہد کا تو عموم نص سے ثابت ہو رہی ہے یہ بات کہ ان چارون ہی کا اتباع ہو اور چارون مین سے ایک ہی کا اور ایک کا کرکے دوسرے کا نہو یہ بات اگرچہ بتکلف تحت مفہوم نص کے داخل ہوسکتی ہے چنانچہ مین نے اس بارہ مین ایک تحریر لکھی ہے[ف] مگر صراحۃً منصوص نہین لیکن ادنی تامل سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ اتباع مجتہد کے لیے اوسکے اجتہاد کا علم ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ بجز آئمہ اربع کے تفاصیل جزئیات کے ساتھ کسی کا اجتہاد محفوظ نہین پھر مسائل متفق علیہا مین تو سبکا اتباع ہوجاویگا مسائل مختلف فیہا مین سب کا اتباع تو ممکن نہین ضرور ایک کا ہوگا پھر اوسکے لیے وجہ ترجیح چاہیئے وجہ ترجیح بجز ظن اصابت حق کے کیا ہوسکتی ہے پھر یہ ظن یا تفصیلا ہوگا یا اجمالاً تفصیلا تو یہ کہ ہر جزئی مین سب کے اقوال ودلائل کو دیکھکر جو راجح ہو اوسپر عمل کرے اسمین علاوہ حرج کے اتباع مجتہد کا نہوگا بلکہ اپنی تحقیق کا ہوگا وہو خلاف المفروض پس ضرور ہے کہ اجمالاً ہوگا یعنی ہر امام کے مجموعہ حالات پر نظر کرکے دیکھا کہ کس مین آثار اصابت کے ہین پس کسیکو امام اعظم صاحب رح کی مجمل کیفیت سے اوپر ظن اصابت ورشد کا ہوا کیونکہ بقول

[ف] یہ تحریر جلد سوم مسائل شتی کے ختم کے قریب گذر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

محققین بسبب تابعی ہونے کے تحت آیہ والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے داخل اور بتاویل اکثر شراح حدیث قول رسول اللہ صلعم لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من فارس الحدیث اوکما قال کے مصداق اور بقول ابن حجر حدیث ترفع زینۃ الدنیا سنۃ مائۃ وخمسین کے مشار الیہ ورائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے مثنی علیہ اور عبد اللہ ابن مبارک کی ان ابیات کے ممدوح ہین ؎ لقد زان البلاد ومن علیہا + امام المسلمین ابوحنیفہ + باحکام وآثار وفقہ + کآیات الزبور علی الصحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا بکوفہ + یبیت مشمرا سہر اللیالی + وصام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابحنیفۃ فی علاہ + امام للخلیقۃ والخلیفہ + رأیت العائبین لہ سفاہا + خلاف الحق مع حجج ضعیفہ + وصان لسانہ من کل افک + ومازالت جوارحہ عفیفہ + یعف من المحارم والملاہی + ومرضاۃ الالٰہ لہ وظیفہ + وکیف یحل ان یوذی فقیہ لہ فی الارض آثار شریفہ + وقد قال ابن ادریس مقالا + صحیح النقل فی حکم لطیفہ + بان الناس فی فقہ عیال علی فقہ الامام ابی حنیفہ + فلعنۃ ربنا اعداد رمل + علی من رد قول ابی حنیفۃ + ای من رد محقر الماقال من الاحکام الشرعیۃ کسیکو امام شافعیؒ پر یہ ظن ہوا کسیکو امام مالکؒ پر کسیکو امام احمدؒ پر پس ہر ایک نے ایک کا اتباع اختیار کیا جب ایک کا اتباع اختیار کر لیا اب بلا ضرورت شدیدیا وجہ قوی یا وضوح حدیث مخالف مذہب دوسرے کی اتباع مین شق اول یعنی ظن تفصیلاً عود کرے گی وقد ثبت بطلانہ پس ثابت ہوا کہ انہین چارونمین سے ایک ہی کی تقلید کرے۔ علی ہذا اتفق اکثر علماء الاقطار والامصار سیما خیر البقاع مکۃ والمدینۃ حرسہما اللہ تعالیٰ وہو الاحق بالاتباع وفیما دونہ خطر دار تیاع اللہم ثبتنا علی سنۃ رسولک الامین ثم علی حب الائمۃ المجتہدین لاسیما امام الائمۃ کاشف الغمۃ سراج الامۃ ابی حنیفۃ النعمان الساعی فی الدین واحفظنا عن الافراط والتفریط اجمعین۔ آمین یا رب العالمین۔ تقریر بالاسے جواب چارون سوالون کا واضح ہو گیا کہ غیر مقلد کے پیچھے بشرطیکہ عقائد مین موافق ہو اگرچہ بعض فروع مین مخالف ہو اقتداء جائز ہے اگرچہ خلاف اولےٰ ہے یہ جواب ہوا پہلے سوال کا۔ اور حنفی شافعی ہونا جزو ایمان نہین ورنہ صحابہ وتابعین کا غیر مومن ہونا لازم آتا ہے لیکن جن وجوہ سبعہ مذکورہ بالاسے متقدمین نے ضروری سمجھا ہے اون وجوہ ومصالح سے حنفی وشافعی ہونا ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین چونکہ یہ مذاہب ہی نہ تھے اسلیے حنفی شافعی کون کہلاتا البتہ ائمہ کے زمانہ مین یہ لقب مشہور ہو گیا تھا کما مر۔ یہ جواب ہوا دوسرے سوال کا۔ اور جو مقلد مذہب معین کا نہ ہو لیکن عقائد درست ہونا

تومسلمان بھی ہے سنی بھی ہے مگر بوجہ مخالفت سواد اعظم کے کہ اونہون نے تقلید شخصی کو ضروری سمجھا ہے
چنانچہ ہمنے آخر تقریر مین اوسکی دلیل بھی ذکر کی ہے خاطی ہے اور غالب ہے کہ وقت وقوع حوادث
نادرہ کے عمل مین متحیر ہوگا کیونکہ بدون اخذ اقوال علماء کے بقول امام احمدؒ پانچ لاکھ حدیثین یاد
ہونی چاہیئے نہ یہ کہ صحاح ستہ مین منحصر سمجھکر چو آن کرمے کہ در سنگے نہان است + زمین و آسمانِ
وے ہمان است + بیباکی سے مخالفت مجتہدین پر کمر باندھ لی مگر اقتدا اوسکی جائز ہے اگرچہ اولے نہین
یہ جواب ہوا تیسرے سوال کا۔ اور جب مقلد کو غیر مقلد کی اقتدا جائز ہے تو ایک مقلد کو اگرچہ حنفی ہو
دوسرے مقلد کی اگرچہ شافعی ہو اقتدا کیون نہ جائز ہوگی مگر اقتدائے شافعی یا غیر مقلد مین ایک امر کا
لحاظ رکھنا چاہیئے کہ اگر ایسے امام سے کوئی عمل مناقض وضو یا نماز کا بنا بر مذہب مقتدی پایا جاوے
تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہین سو بعض متقدمین کی رائے تو جواز کی طرف ہے مگر اکثر علماء نے احتیاطا
حکم فساد صلوٰۃ کا کیا ہے وعلیہ الفتوی پس انکی اقتداء مین یہ دیکھ لے کہ اوسکا وضو نماز بھی اپنے مذہب
پر درست ہوگیا۔ یہ جواب ہوا چوتھے سوال کا۔ ہذا ما اخذتہ من کلام بعض الافاضل مع اضفت الیہ من
بعض الدلائل والمسائل فلیکن ہذا آخر ما اردناہ فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب اللہم ارنا الحق حقًا وارزقنا
اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بحرمۃ من سکن طابہ وزار المشتاقون بابہ فقط ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ

کتاب العقائد والکلام ؎

ف تحقیق یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ

سوال۔ کلمہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے رد کے متعلق جناب کی رائے مبارک کیا ہے
قرآن کریم کی صدہا آیات ظاہری طور پر تو اسکے مخالف نظر آتی ہین اور نیز حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب
جیسے متبحر عالم اور صوفی بھی اس سے منع کرتے ہین گو دوسری طرف شاہ غلام علی شاہ صاحب اور
حضرت مرزا جان جانان صاحب جیسے اعلی درجہ کے صوفی اسکے عامل نظر آتے ہین۔ خود اعلی درجہ
کے علماء اور فضلاء اور صوفیاء مین ایسے اہم مسائل کے متعلق اختلاف دیکھکر ہمارے جیسے کم علم
جنکو دینی بصیرت کماحقہ حاصل نہین ہے حیران اور سرگردان رہجاتے ہین اور یہ اختلاف حنفی شافعی
مالکی حنبلی یا مقلدین اور غیر مقلدین کے خفیف اختلافات سے کوئی تشابہ نہین رکھتا اسکا ایک فریق
تو زبردست دلائل سے اسکو شرک ٹھہراتا ہے اور دوسرا فریق ایک لائق پلیڈر کا پارٹ لیکر اوسکی

؎ بعض سوال وجواب اسکے کتاب البدعات کے مناسب تھے ۱۲ منہ

حمایت کے واسطے ویسے ہی زبردست دلائل پیش کرتا ہے امید ہے کہ جناب بندہ نوازی فرماکر اس کے متعلق رائے مبارک کا اظہار فرماوینگے۔

الجواب۔ ایسے امور و معاملات مین تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجایش ہوسکتی ہے تاویل مناسب کرکے اور سقیم الفہم کے لیے بوجہ مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہین دیجاتی چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہین اونکو علی الاطلاق منع کیاجاتا ہے اور منع کرنے کیوقت اسکی علۃ اور مدار نہی کو اسلیے بیان نہین کیاجاتا ہے کہ قیاس فاسد کرکے ناجائز امور کو جائز قرار دے لین گے جیسے عوام کی عادت ہے کہ دو امرون کو جن مین واقع مین تفاوت ہے مساوی سمجھکر ایک کے جواز سے دوسرے پر بھی جواز کا حکم لگالیتے ہین اسلیے ان کو مطلقاً منع کیاجاتا ہے۔ اس قاعدے کے دریافت کرلینے کے بعد ہزارہا اختلاف جوان اُمور مین واقع ہین انکی حقیقت منکشف ہوجاویگی اسکی ایسی مثال ہے کہ بوجہ رداءت اکثر مزاجون کے کوئی ڈاکٹر کسی فصلی چیز کے کھانے سے عام طور پر منع کردے مگر خلوۃ مین کسی خاص صحیح المزاج آدمی کو بعض طرق وشرائط کے ساتھ اُسی چیز کی اجازت دیدین اس تقریر سے مانعین ومجوزین کے اقوال مین تعارض نہ رہا مگر یہ اجازت عوام کے حق مین سم قاتل ہے۔

سوال۔ بعد آداب بصد نیاز گذارش ہے کہ کل بتاریخ ۲۶۔ اپریل وقت بارہ بجے دنکے دو لڑکے توام پیدا ہوئے انمین سے ایک مرگیا دوسرا زندہ ہے اس موقع پر جو خیال میرے دلمین پیدا ہوگیا ہی اسکو عقیدۃً آپکے سامنے عرض کرنا چاہتا ہون یہ امر مسلم ہے کہ جو عورتین ہمیشہ دائی کا کام کرتی ہین وہ اس علم سے بالکل ناواقف ہین اسلیے مین نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس علم کی جاننے والی عورت یعنی میم دایہ اس کام کے واسطے بلائی جاوے لیکن گھر مین اسکو پسند نہین کیا مینے اُنکے اصرار پر یہ خیال کیا کہ آخر اس سے پہلے بھی آٹھ بچے ہوچکے ہین اور اُن مین سے کسی مین بھی میم نہ تھی تو اب بھی کیا ضرورت ہے کہ اُن کے خلاف کوشش کی جاوے مین بھی خاموش ہورہا چنانچہ ایک معمولی دایہ اس کام پر تعینات کی گئی جب درد زہ شروع ہوا اُس کے اڑھائی یا تین گھنٹہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا دوسرے کے آثار معلوم ہوے اور دوبارہ شدت درد کی معلوم ہوئی اس ناواقف نے پیٹ کو دباکر بچہ جنانا چاہا کہین بے جگہ ہاتھ پڑگیا بچہ سِسکتا ہوا پیدا ہوا اُسے اُٹھاکر ڈالدیا وہ مرگیا اور ہم کو کسی کو خبر نہ کی اس کے پانچ منٹ

ف: تحقیق مسئلہ ارادہ ورضا

کے بعد مجھ کو خبر کی مین سنے اپنے پاس باہر ڈاکٹر کو بٹھلا رکھا تھا اس نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ فوراً مجھکو
کیون نہ خبر کی اب فوراً اسکو یہان لاؤ چنانچہ لایا گیا اور اُسنے اُسپر عمل کیا تو اس مین حرکت پیدا ہوئی
لیکن سانس نہ آیا یعنی زندہ نہ ہوا ڈاکٹر نے کہا کہ اگر میم دایہ یا واقف کار اس فن کی ہوتی تو بچہ کو فوراً
گرمی دیجاتی وہ ہرگز نہ مرتا مجھ کو اپنی نادانی پر کہ کیون مین نے عورتون کا کہنا مان لیا سخت ندامت ہوئی
اور یہ ندامت مجھ کو تمام عمر رہیگی کہ میری غفلت سے ایک جان تلف ہوگئی اب مجھ سے سب کہتی ہین کہ
مرضی خدا یونہی تھی لیکن مین ایسا نہین کہتا بچہ نہایت تندرست لحیم موٹا تازہ نو مہینے تک اللہ تعالی
نے اپنی قدرت کاملہ سے رحم مادر مین پرورش فرمایا تو کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی کہ اُن کی مرضی یہ تھی کہ وہ
زندہ نہ رہے اب کہ مسئلہ علم الہی کو مین تسلیم کرتا ہون کہ عورتون کا اصرار میری غفلت اور اس سبب سے بچے
کا ضائع ہونا ضرور علم الہی مین تھا اور یہ غلط نہین ہوسکتا تھا پس مین اس بچہ کا ضائع ہونا محض اپنی
غفلت پر محمول کرتا ہون اور یہ میرا عقیدہ اُسکے متعلق ہے اگر اسمین غلطی ہے تو برائے خدا اسکی اصلاح
فرمادیجیے دوسرا بچہ بفضلہ اسوقت تک تندرست ہے۔ گھر مین سوائے معمولی تکلیف کے کچھ شکایت
خاص نہین ہے۔ فقط۔

الجواب۔ از اشرف علی عفی عنہ۔ السلام ورحمہ اللہ۔ مین ابتک تھانہ بھون نہین جا سکا نہ معالجہ
ابھی ختم ہوا اسی وجہ سے آنعزیز کا خط مجھکو دیر مین ملا جس سے خوشی اور رنج دونون قلب مین مجتمع
ہوگئے اللہ تعالی زندہ بچہ کی عمر کرین اور اسکو صاحب نصیب وعلم فرماوین۔ اس مین کوئی شبہ نہین کہ
تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مین زمین وآسمان کا فرق ہے ماہر فن سے اگر غلطی ہوجاوے تو تاسف کم
ہوتا ہے بخلاف غیر ماہر کے حسرت زیادہ ہوتی ہے۔ جس خیال کو آنعزیز نے حل کرنا چاہا ہے اُسکے متعلق
اختصار کے ساتھ لکھتا ہون تین چیزین الگ الگ ہین۔ علم۔ ارادہ۔ مرضی۔ علم الہی کا تعلق سب سے
وسیع تر ہے یعنی موجودات ومعدومات سب احاطۂ علمی کے اندر داخل ہین خواہ حسن ہو یا قبیح اور اس
سے ذات پاک مین کوئی الزام نہین آسکتا اور سب سے کم وسعت مرضی یعنی رضا اور خوشنودی کو ہے
کہ صرف اُمور حسنہ سے متعلق ہے شر اور قبیح سے اُس کا کوئی تعلق نہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالے
اُمور حسنہ سے راضی اور خوش ہین اور امور قبیحہ سے راضی نہین بلکہ ناخوش ہین کیونکہ اگر ایسا نہو تو ذات
پاک مین نعوذ باللہ دھبہ لگتا ہے کہ معاذ اللہ بُری باتون کو پسند فرماتے ہین اور تعلق رضا کا صرف ان

امور حسنہ سے ہے جو باختیار عبد ہون جیسے نماز و روزہ و طاعات و اخلاق حمیدہ و عقائد صحیحہ ان کو اُمور شرعیہ بھی کہتے ہین اور انبیا علیہم السّلام اسی مسئلہ کی تعلیم کے لیے تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ کن امور سے خوش ہین اور کن امور سے ناخوش - اب رہگیا ارادہ جس کی حقیقت یہ ہے ترجیح احد المقدورین یعنی دو چیزین جو قدرت کے اعتبار سے یکسان تھین ان مین سے ایک کو پیدا اور واقع کر دینا سو یہ باعتبار وسعت و عدم وسعت کے بین بین ہے یعنی اس مین نہ علم کی سی وسعت اور نہ رضا کی سی تنگی بلکہ وسعت مین علم سے کم ہے اور رضا سے زیادہ یعنی علم عام تھا موجودات و معدومات کو اور یہ خاص ہے موجودات کے ساتھ اور موجودات مین سے بھی وہ امر جو ممکن ہو کیونکہ جو ممکن نہ ہوگا اسکے ساتھ قدرت کا تعلق نہ ہوگا اور جو ممکن ہو مگر موجود نہ ہو تو اس کے ساتھ ترجیح کا تعلق نہ ہوگا اور ارادہ کی ماہیت تھی تو ترجیح احد المقدورین اس لیے اُس مین امکان اور وجود دونون کی ضرورت ہوئی تو یہ علم سے تو تنگ ہوا اور رضا سے اسکی وسعت اس لیے زیادہ ہے کہ رضا صرف اُمور حسنہ اختیاریہ عبد کے ساتھ متعلق تھی اور ارادہ اُمور اختیاریہ عبد و غیر اختیاریہ و اُمور حسنہ و امور قبیحہ سب کو شامل ہے کیونکہ اوپر جو ماہیت اس کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل صرف اسقدر ہے کہ ارادہ کیا چیز ہے دو چیزین جو خدا کی قدرت مین برابر تھین مثلاً زید کا زندہ رکھنا زید کا مارنا ان مین سے ایک کو اپنی قدرت سے واقع کر دیا یعنی یا حیات زید کو پیدا کر دیا یا موت زید کو پیدا کر دیا - سو چونکہ عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ خالق ہر شئے کا اللہ تعالیٰ ہے اسلیئے یہ ماننا پڑیگا کہ تمام اُمور اُن کے ارادہ سے پیدا ہوتے ہین جیسا تفسیر مذکور ارادہ کی اسپر دلالت کر رہی ہے - پس خلاصہ یہ ٹھہرا کہ علم تو اللہ تعالیٰ کو سب چیزون کا ہے خواہ موجود ہون یا معدوم پھر جن چیزون کی ایجاد و اعدام پر برابر قدرت ہے اُن مین سے ایک کو خواہ ایجاد کو یا اعدام کو اپنے ارادہ سے ترجیح دیدیتے ہین اُسی کے موافق وہ واقع ہو جاتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا کیونکہ یہ اچھا بُرا ہمارے اعتبار سے ہے اور چونکہ اُس مین بہت سی پوشیدہ مصلحتین اور حکمتین ہوتی ہین جن تک ہماری رسائی نہین ہو سکتی اس اعتبار سے بالکل بُری کوئی چیز نہین پھر اُن ممکنات مین سے جو اُمور باختیار عبد ہین اور پھر اُن مین سے جو اُمور حسن ہین انکے ساتھ اپنی رضا کو متعلق فرما دیتے ہین - پس یہی قصہ جو واقع ہوا یہ یقینی بات ہے کہ علم خداوندی اسکے ساتھ متعلق تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ امر واقع ہوا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی اختیاری بے احتیاطی کو پسند

نہین فرماتے پس یہ کہنا کہ مرضی الٰہی یون ہی تھی اگر مرضی بمعنے ارادہ ہے جیساکہ کم علمون کا محاورہ ہے تو گو یہ لفظ بے موقع ہے مگر مراد صحیح ہے کیونکہ بدون ارادہ خداوندی کوئی چیز عالم مین واقع نہین ہو سکتی ورنہ اُس کے معنے یہ ٹھہرینگے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جیسا اس تفسیر مذکور سے واضح ہو چکا ہے۔ اور اگر مرضی بمعنے رضا و خوشنودی ہے تو سراسر غلط اور باطل ہے۔ امید ہے کہ آنعزیز اس تقریر کو ذرا خوض سے پڑہینگے اور بہتر ہو کہ دو تین بار پڑہین تو شبہ حل ہو جاویگا اور اپنے خیال اور تسلی دینے والون کے خیال کا اختلاف بخوبی فیصل ہو جاویگا۔ مین نے بفضلہ تعالےٰ اس نازک مسئلہ کو بہت سہولیت سے تحریر کر دیا ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فقط۔

سوال۔ اندنون ایک فتویٰ دیکھنے مین آیا۔ خلاصہ فتوی کا یہ ہے سانڈ جو ہنود چھوڑتے ہین اگر مالک اوسکا معلوم ہو اور وہ جانور جو گنگا کو چڑھاتے ہین یا وہ غلّہ جو بتون اور قبرون پر چڑھاتے ہین سب حلال اور درست ہین البتہ یہ فعل ناجائز ہے دلیل اُسکی یہ ہے کہ ما اهل به لغیر اللہ سے مراد ماذبح لغیر اللہ ہے جیساکہ تفسیر جلالین وجمل و بیضاوی وجامع البیان ومدارک و تفسیر کبیر و فتح الرحمٰن وغیرہا مین مذکور ہے پس جو شئے قابل ذبح نہو جیسے شیرینی و غلہ وغیرہ وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے فرد مین داخل نہین اور جو جانور ابتک ذبح نہین کیا گیا اور فقط کسی بُت یا قبر پر چڑھادیا گیا وہ بھی اُسکے فرد مین نہین ہو سکتا فقط چڑھادینے سے کسی شئے مین ہرگز حرمت نہین پیدا ہو سکتی یہ خلاف نص قرآن ہے خدا تعالےٰ نے سائبہ بحیرہ کے باب مین بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرھم لایعقلون۔ پس سانڈ وغیرہ کو حرام کہنا افتراء علی اللہ ہے چونکہ سائبہ کی حلت نص قرآنی سے ثابت ہے لہذا سانڈ اور قبرون اور بتون پر چڑھائی شیرینی وغیرہ بلاشبہ حلال و درست ہے انتہے ملخصاً۔ مین امور ذیل کا جواب چاہتا ہون (۱) اکثر مفسرین ما اهل کے معنے ماذبح کے لکھتے ہین حالانکہ لغت اور عرف عرب مین اہلال کے معنے شہرت دینے اور آواز دینے کے ہین۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی مین اسکو لکھا ہے مفسرین کے کلام کی عمدہ توجیہ کیا ہوگی۔ (۲) اگر اہلال کے معنے ماذبح کے درست ہون تو غلّہ اور شیرینی قبرون اور بتون پر چڑھائی ہوئی کس دلیل سے حرام ہوگی اور اگر اہلال کے معنے محض شہرہ دینا ہو تو غلہ اور شیرینی اور جانور قبل ذبح سب حرام ثابت ہونگے حالانکہ فقہاء جانور کو قبل ذبح حرام نہین کہتے بلکہ فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیت بد سے

جانور مین حرمتہ ساری نہین ہوتی بلکہ بعد ذبح کے اُس نیت کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہے مثلاً شیخ سدو کا بکرا۔ دوسرا شخص ناذر سے خرید کر ذبح کرے تو شرعًا درست ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیت بد سے جانور مین حرمت سرایت نہین کرتی۔

(۳) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیت بد سے شیرینی اور جانور مین حرمت سرایت کر جاتی ہے اگر بعد تبدیل نیت کے اوس جانور کو ذبح کرے تو درست ہوجاتا ہے اگر واقعی یہ بات صحیح ہے تو کیا وجہ شیرینی بت اور قبر پر چڑھائی ہوئی تبدیل نیت سے پاک نہین ہوتی

(۴) اگر کسی شخص نے قبر یا بت پر شیرینی اور مرغ چڑھا کر مجاور کو ہبہ کردیا اور دوسرے شخص نے مجاور سے اوس شیرینی اور مرغ کو خرید لیا تو مشتری کے لیے درست ہے یا نہین۔

الجواب۔ جب اہلال کے معنی لغۃً رفع صوت کے ہین تو ما اہل بہ لغیر اللہ عام ہوا حیوان مذبوح علی اسم غیر اللہ اور حیوان متقرب بہ لغیر اللہ مذبوح علی اسم اللہ اور غیر حیوان مثل غلہ وشیرینی وغیرہ سب اشیاء کو کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے نہ خصوص مورد کا اور فقہاء کا اس عموم کو معتبر سمجھنا اور خود بعض مفسرین کا اس عموم کے ساتھ تصریح کردینا موید ہے معنے عموم مذکور کا رہا بعض مفسرین کا ما ذبح علی اسم غیر اللہ کے ساتھ تفسیر کرنا عموم مذکور کو مضر نہین کیونکہ ممکن ہے کہ یہ تخصیص محض جریًا علی العادۃ ہوا اور اہل جاہلیت مین تحقق ما اہل لغیر اللہ کا ضمن مین مذبوح علی اسم اللہ متقرب بہ الی غیر اللہ سے ساکت ہے اور دوسرون کی تصریح عموم کے ساتھ ناطق والناطق مقدم علی الساکت یا مقصود ان مفسرین کا اس تفسیر سے یہ ہوا کہ اگر ذبح کے قبل نیت درست کرکے ذبح کرے تو جائز ہے حرام اوسوقت ہے جب ذبح کیوقت تک بھی وہی نیت فاسد ہو پس معنے ذبح علی اسم غیر اللہ کے یہ ہونگے ذبح باقیا الی وقت الذبح علی اسم غیر اللہ باعتبار النیۃ وان ذبح علی اسم اللہ کذا سمعت بعض الاذکیاء اور چونکہ علت حرمت کی اہلال لغیر اللہ ہے تو جب یہ عارض مرتفع ہوجاویگا حرمتہ بھی مرتفع ہوجاوے گی اور حیوان مین قبل ذبح اور غیر حیوان مین ابدًا اس عارض کا مرتفع ہونا ممکن ہے اور حیوان مین ذبح کے بعد اس عارض کا ارتفاع ممکن نہین لتقررہ وانتہائہ بالذبح اسلیے توبہ کرنے سے غیر حیوان اور اسیطرح حیوان قبل الذبح محتمل حلت کو ہے اور بعد الذبح نہین البتہ غیر حیوان مین بھی اگر وہ عارض متقرر ہوجاوے تو حرمتہ متقرر ہوجاویگی مثلاً نیت فاسدہ پر اُس مین کوئی تصرف کیا گیا جس سے وہ نیت نافذ اور متقرر

ہو جیسے کسیکو ہبہ کر دیا مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ ممکن ہے بعود ہ فی الھبۃ مثلاً جب فسخ کر دیگا۔ وہ عارض مرتفع ہو جاویگا پھر حلت عود کر آوے گی بخلاف ذبح کے کہ اوس مین فسخ نہین کما لایخفے اس تقریر مختصر سے سب سوالات کا جواب نکل آیا چنانچہ مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱) توجیہہ کلام مفسرین کی گذر گئی فی قولہ ممکن ہے کہ یہ تخصیص الی قولہ بعض الاذکیاء۔

(۲) اہلال کے معنے محض شہرت دینے اور نامزد کرنے کے ہین اور حرمۃ عام ہے مگر چونکہ حیوان مین قبل ذبح وہ عارض مرتفع ہو سکتا ہے لہذا اوسکے ارتفاع سے حرمۃ مرتفع ہو جاویگی کما مر فی قولہ اور چونکہ علت حرمۃ کی الے قولہ اور بعد الذبح نہین۔

(۳) چونکہ اس مین تقرر اوس علۃ حرمۃ کا ہو گیا ہے اس لیے پاک نہین ہوتی کما مر فی قولہ۔ البتہ غیر حیوان مین بھی الے قولہ ہبہ کر دیا۔

(۴) درست نہین لتقرر علۃ الحرمۃ کما ذکرت آنفا۔ البتہ اگر یہ چیزین پھر اصل مالک کو واپس کر دی جاوینگی اور وہ توبہ کرلے اب حلال ہے کما مر فی قولہ مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ الے قولہ کما لایخفی واللہ اعلم۔

ف۔ بعض آیات مین جو تحریم سائبہ پر رد کیا گیا ہے اس سے مراد وہ تحریم ہے جسکو اہل جاہلیت عبادت سمجھتے تھے یا مراد تحریم سے فعل ما یوجب الحرمۃ من الاہلال لغیر اللہ ہے کما فی قولہ تعالیٰ لم تحرم ما احل اللہ لک فافہم۔

ف۔ ویدل قولہ تعالیٰ وما ذبح علی النصب بعد قولہ تعالیٰ وما اہل لغیر اللہ بہ فی سورۃ المائدۃ علی کون محض النیۃ الشرکیۃ مؤثرۃ فی الحرمۃ وان لم یتحقق الاہلال باللسان کما ہو ظاہر فکیف اذا اجتمعا فتدبر ۲۸ صفر سنہ ۱۳۲۱ ہجری یوم الاربعاء۔

سوال۔ طریق اربعین یعنی چلہ مین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القلوب صفحہ ۵۵ مین تحریر فرماتے ہین استعانت واستمداد از ارواح مشایخ طریقت بواسطۂ مرشد خود کردہ الخ استعانت و استمداد کے الفاظ ذرا کھٹکتے ہین غیر اللہ سے استعانت واستمداد بطریق جائز کس طرح کرتے ہین خالی الذہن ہونے کی تاویل و توجیہ بالکل جی کو نہین لگتی ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نہ رہے

الجواب۔ جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرۃ غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرۃ کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو معصیت ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت

استعانت از ارواح مشایخ

غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرۃ کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت - اور جو استمداد بلا اعتقاد علم وقدرۃ ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ ورنہ لغو ہے یہ کل پانچ قسمین ہین پس استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لیئے قسم ثالث ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے محض ان حضرات کے تصور اور تذکر سے قسم رابع ہے کیونکہ اچھے لوگون کے خیال کرنے سے اونکو اتباع کی ہمت ہوتی ہے اور طریق مفید بھی ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے قسم خامس ہے - ۱۸- ذلیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال - چونکہ بودن امر خارق معجزہ یا کرامت موقوف بصلاح شدہ وصلاح عبارتست از متابعت شریعت ومتابعت حکم الہی پس معلوم کردن صلاح ولے گو آسانست اگر متابعت کتاب الہی وفرمودہ رسول میکند خوب ورنہ صالح نخواہد شد اما معلوم کردن صلاح رسول مشکل ست چراکہ آن معلوم میشود بمتابعت شریعت وکتاب الہی وحضرت ما سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً دین وکتاب سابق رامنسوخ میگویند وآنکہ خود او صلی اللہ علیہ وسلم بیان میفرمایند موقوفست بر رسول بودن او وآن بصلاح پس دور خواہد آمد پس بنا برین ہر پیغمبر را ضرور شد کہ متابعت شریعت سابق کردہ باشد خلاف آن لوز زدیگر آنکہ برین تقدیر اثبات رسالت سرور عالم سردار قافلہ انبیاء لابدی شد از تصدیق کامل علماء دین سابق واہل کتاب آن باینطور کہ بگویند کہ بیشک عمل او خوب موافق شریعت ست خلاف حکم اللہ ورسول نمی درزد تا کہ خرق عادات از کرامت شمردہ شود بعد از صلاح دعوی پیغمبری کند ومعجزہ بنماید قابل تسلیم خواہد بود درین صورۃ دو خرابی می آید یک آنکہ حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم در اثبات رسالت خود محتاج ایشان میشود پس لازم می شود فضیلت ایشان بر حضرت واین باطل است دیگر آنکہ این یافتہ ہم نشدہ اگرچہ بعض اہل کتاب مثلاً عبد اللہ بن سلام تسلیم کردہ اند لیکن بعض کبار ایشان انکار ہم کردہ اند چنانچہ در بخاری شریف کتاب المغازی حدیث ست کہ اگر ایمان بیاوردی بر ما ہفت کس یہود پس ایمان بیاوردندی ہمہ یہود شارحین میگویند کہ این ہفت کس علماء ایشان بودند دیگر ہمہ یہود اتباع ومقلدین ایشان را بودند پس اگر ایشان قبول ایمان میکردندے پس ضرور ایشان ہم منور بایمان میشدندے چونکہ اینچنین علمائے انکار کردند ہمچنین علماء نصارے انکار کردہ باشند پس چہ طور منکر آن زمانہ را الزام دادہ شود وچونکہ ذا بت آنکہ اختلافے طور ثابت خواہد شد پس ایمان آوردن بر وچہ طور واجب خواہد شد واینکہ فرقہ

شبہ در نفع اتصال کرامت بنبوت

منکرین در کتاب تحریف وتبدیلی میکردند در صفت حضرت وعلامات وی صلی اللہ علیہ وسلم در توراۃ وانجیل مسطور بود اینہم مجزوم وقطعی میشود گاہیکہ ثابت بودن او فرمودۂ الہی وآن گاہے ثابت میشود کہ رسول خبر دہد چونکہ رسول را رسول بودن ہنوز موقوف ست پس خبر او چہ طور مثبت علم یقینی میشود حاصل آنکہ حضرت دعوی پیغمبری کردہ چونکہ رجوع بعلمائے زمانہ کردند دو فرقہ یافتند بعضے تسلیم کردہ مشرف بہ ایمان شدند دیگرے انکار کردہ بچاہ ضلالت درافتادند اما یکے را حق شمردن دیگرے را ضلالت شمردن تحکم معلوم می شود چراکہ محض فرمودہ حضرت ما صلی اللہ علیہ وسلم در ینجا در بابت اثبات رسالت کار نمید ہد و معجزہ بغیر صلاح معجزہ نمیشود۔ فقط

الجواب۔ نبوۃ حضرات انبیاء علیہم السلام امر عقلیست محتاج دلیل نقلی نیست وبرین امر عقلی دلیل انی صدور معجزات ست کہ مقترن باشد بدعوی نبوت وغرض خاص از اظہارش اثبات نبوۃ باشد وبدان معجزہ تحدی نماید واز اہل باطل گاہی باینطور صدور خوارق بظہور نیامدہ کہ در سنت اللہ ممتنع عادیست واز لوازم عادیہ صدور معجزات پیدا شدن علم ضروریست بہ صدق مصدر آن در ذہن ناظر وبہذا انحل جمیع الاشکالات فتدبر واللہ اعلم ۲۲۔ جمادی الاخری ۱۳۲۱ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال۔ تذکرۃ الشہادتین مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مین عبارۃ مندرجہ ذیل لکھی ہے اسکا جواب ارقام فرماوین صفحہ نمبر ۲۱ "مگر اس مین شک نہین کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اسبات پر متفق ہوگئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہین" ؟

الجواب۔ اس اجماع کا کہین پتہ نہین محض دعوے بلا دلیل ہے مقصود وعظ صدیقیکا یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی امر عجیب نہین کیونکہ آپ سے پہلے سب انبیاء ورسل دنیا سے جا چکے خواہ وفات سے خواہ دوسرے طریق سے بہرحال دنیا مین کوئی نہین رہا پھر اگر آپ بھی نرہین تو کیا تعجب ہے رہا یہ کہ آپ کا نرہنا کسطریق سے ہے سو چونکہ موت ایک امر محسوس ہے اور آپ مین اوسکے سب آثار مشاہدہ کیے گئے لامحالہ اوس طریق کی تعیین ہوگئی کہ وفات ہے بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اونمین یہ آثار مشاہدہ نہین کیے گئے بلکہ برخلاف اسکے اونکا رفع الی السماء ہونا منصوص قرآنی ہے اونمین یہ طریقہ ذہاب من الدنیا کا متعین ہوگیا پس دنیا سے جانا امر مشترک تھا اور طریق مختلف اور اجماع اسی امر مشترک پر تھا جو اوسوقت مقصود تھا نہ کہ وفات عیسیٰؑ پر امدیہ بالکل ظاہر ہے۔ ۲۶۔ شوال ۱۳۲۱ھ

فارغ شد از تحقیق در باب تحقیق وفات مسیح

سوال۔ عبارت تذکرۃ الشہادتین، صفحہ ۲۲ قرآن شریف اور احادیث مین لکھا ہے کہ اوسکے زمانہ، مین ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلیگی اور اونٹ بیکار ہو جائین گے،، ؟

الجواب۔ اس مضمون کی تصریح کہان ہے جس سے اونٹون کے بیکار ہونے کو مستنبط کیا گیا ہے اس کی کوئی دلیل نہین ہے نہ اونٹون کے بیکار ہونے کے معنے اس مین منحصر ہین۔ ۲۶۔ شوال ۱۳۲۱ھ

سوال۔ عبارۃ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۴ و ۲۵ ،، یہ سولہ مشابہتین ہین جو مجھ مین اور مسیح مین ہین،، دس ہزار برس کے قریب یا اس سے زیادہ لوگون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب،، مین دیکھا اور آپنے میری تصدیق کی اور اس ملک مین جو بعض نامی اہل کشف تھے جنکا تین یتن چار،، چار لاکھ مرید .... تھا ان کو خواب مین دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے انتہیٰ،، یہ مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک کوئی نہین بن سکتا خواب مین بھی اسلیے اسکا جواب بعد غور عنایت فرمادین

الجواب۔ ایسی مشابہتین کھینچ تانکر ہر شخص اپنے اندر بتلا سکتا ہے علاوہ اسکے اس پر کوئی دلیل عقلی نقلی قائم نہین ہے کہ دو چیزین اگر بعض صفات مین ایک دوسرے کی مشابہ ہون تو بقیہ صفات مین بھی اونکا اشتراک ضروری ہو یہ محض مغالطہ ہے جسکی مثال منطقیون نے یہ لکھی ہے کمایقال لصورۃ الفرس علی الجدار ہذا فرس وکل فرس صہال فہذا صہال ! اسپر تمام ادلہ قطعیہ و اجماع متفق ہین کہ کشف ومنام گو لاکھون آدمیون کا ہو دلائل شرعیہ کتاب وسنت واجماع وقیاس پر تعارض کیوقت راجح نہین اگر ان مین تعارض ہوگا تو اگر مدعی غیر ثقہ ہے تو اوسکو کاذب ومفتری کہین گے اور اگر صالح ہے تو اشتباہ والتباس کے قائل ہونگے جیسا کسی نے خواب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اشرب الخمر علماء مصر نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ اس کو شبہ ہو گیا ہے آپ نے کچھ اور فرمایا ہوگا اور اسکا تعجب کیا ہے جب بیداری مین ایسے اشتباہات احیاناً واقع ہو جاتے ہین تو خواب کا کیا تعجب بالخصوص جبکہ خواب دیکھنے والا متہم ہو کسی عقیدہ فاسدہ کے ساتھ تو اوسکا کذب یا اشتباہ دونون غیر بعید ہین اس تقریر سے سب منامات ومکاشفات کا جواب ہو گیا اور بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا حق اوسوقت ہوتا ہے جب آپکو اصلی حلیہ مین دیکھے تو اس شرط پر دائرہ جواب کا اور وسیع ہوگا علاوہ اسکے علماء باطن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک برزخ مین مثل آئینہ کے ہے کہ بعض اوقات دیکھنے والے خود اپنے حالات وخیالات کا آپکے

اندر مشاہدہ کر لیتے ہین بہر حال اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے دلائل شرعیہ صحیحہ کو چھوڑنا کیسے ممکن ہے

۲۶- شوال ۱۳۲۱ھ

سوال- اس مسئلہ کی تحقیق تحریر فرماوین وہ یہ کہ بعض کتب مین نداء غیر اللہ کے متعلق یہ تحریر موجود ہے کہ اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد تصفیہ باطن اولیاء اللہ کو پکار سکتا ہے جو لوگ اولیاء اللہ سے غائبانہ مدد طلب کرتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ مثنوی شریف مین مولنا علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ بانگ مظلومان زہر جا بشنوند + سوئے او چون رحمت حق میدوند + مصائب کیوقت اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور پھر اُس کی طرف اُن حضرات کا توجہ فرمانا اس سے ثابت ہے اور یہ دلیل کافی ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مین سے دو بزرگ صاحب تصرف ہین کارخانہ اس عالم کا حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کے متعلق کیا ہے وہ مدد کیا کرتے ہین اور انتظام فرمایا کرتے ہین اس خادم کو نام مبارک یاد نہین رہا مگر غالبًا ایک بزرگ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہین دوسرے بزرگ کا نام یاد نہین ہے اسکے متعلق جو تحقیق ہو آنحضور اس سے مطلع فرماوین بسا اوقات خلجان رہا کرتا ہے کہ آیا دور سے سنتے ہین یا نہین اور مدد فرماتے ہین یا نہین اہل تحقیق صوفیہ کرام کا کیا مذہب ہے اور حقیقت مین یہ معاملہ کیا ہے۔

الجواب- صرف تصفیہ کو تو کافی نہین لکھا بلکہ تصفیہ باطن کے بعد مشاہدہ منادی کو شرط کہا ہے سو مشاہدہ کے بعد جواز ہوا لیکن اس سے نداء متعارف مین کوئی گنجایش نہ نکلی رہا مولنا کا شعر یہ قضیہ بوجہ موجود نہونے کسی حرف استغراق وکلیت کے اور کافی نہونے صیغہ جمع کے مہملہ ہے جو قوت مین جزئیہ کے ہے جس کا تحقق بدلالت دوسرے ادلہ کے باعتبار بعض ازمنہ غیر معینہ کے ہوتا ہے یعنی کبھی بطور خرق عادت کے ایسا بھی ہوجاتا ہے اور خرق عادت مین دوام اور اختیار ضروری نہین بلکہ نفی ان کی اکثری ہے پھر نداء متنازع فیہ سے اس کو کیا مس ہوا اور جن بزرگون کی نسبت سنا ہے اگر بطور دوام کے مراد ہے تو یہ سنا ہوا محض غلط ہے اس پر کوئی دلیل قائم نہین اور اگر احیانًا ہے تو مستدلین حال کو مفید نہین صوفیہ کرام کا وہی مذہب ہے جو شریعت سے ثابت ہے۔ فقط- ۸- جمادی الاول ۱۳۲۲ھ

سوال- زید اس آیت قرآنی سے ثبوت وفات حضرت مسیح کا دیتا ہے اسکا کیا جواب ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئًا وہم یخلقون- اموات غیر احیاء ومایشعرون- ایان یبعثون- اجکل

روئے زمین پر سب سے بڑھکر مسیح کی پرستش ہورہی ہے اور معبود قرار دیا گیا ہے خود لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم سے بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی نسبت فرماتا ہے مردے ہین زندہ نہین اموات پھر غیر احیاء ڈبل تاکید یہ آیت صرف بتون کے حق مین نہین ہوسکتی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام تھی کوئی قرینہ اسپر دال نہین ہم مخلوقون سے بھی یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کیونکہ مسیح علیہ السلام پیدا کئے گئے ہین ایان یبعثون پر غور ہو بقول شخصے کہ یہ ایسے معبودون کے متعلق ہے جو قبر مین مدفون ہین چونکہ یہ آیت ہے اسکا جواب آیات قرآنی سے دیا جاتا ہے تبیانا لکل شئی پر بھی نظر کرتے ہوئے کسی تفسیر کا حوالہ دینے کے بجائے قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنا بہتر ہے جواب مین کسی فرقہ کے بزرگ کو بُرا نہ کہا جاوے جو کچھ لکھین انصاف سے تعصب کا مطلقاً دخل نہو رائے آزاد ہو تقلید کی زنجیرون مین جکڑی ہوئی نہو ہر لفظ پر محققانہ بحث ہو تمام ممکن الوقوع سوالون کو پیش نظر رکھا جاوے۔

الجواب۔ اگر اس مین بت مراد ہون اور الوہیت مسیح کی دوسری آیت سے باطل ہو تو عموم رسالت کے کیا خلاف ہوا۔ ۴ ۲۔ رجب ۱۳۳۲ھ

سوال خادم کا عقیدہ یہ ہے کہ درود شریف کو فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچاتے ہین اس بناپر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اگر پڑھا جاوے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فرشتے پہونچادینگے خود سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ نہین ہوتا مگر استادی مولانا مولوی صاحب مدظلہ چند روز ہوئے آرہ تشریف لے گئے تھے ایک بزرگ نے ایک کتاب ابن قیم جوزی کی جسکا نام جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ہے دیکھنے کو دی اُس مین یہ حدیث موجود ہے جس کو مولٰنا نے نقل فرمایا ہے۔ حدثنا یحیی بن ایوب العلاف حدثنا سعید بن ابی مریم حدثنا یحیی بن ایوب عن خالد بن زید عن سعید بن ہلال عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملئکۃ لیس من عبد یصلی علی الابلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک

ف جواب استدلال بروایتی در باب سماع نبوی درود را بلا واسطہ

سلہ شاید یہ معنے کہدیجیگا کہ بت نہین جانتے کہ مردے کب اُٹھائے جاوینگے پھر بھی اعتراض باقی ہے نیز یہ کہ مسیح چونکہ بعد نزول کے فوت ہوجاوینگے اسلئے اموات کہدیا صفت مشبہ مین استقبال کہان اور دلیل پہلے اور مدلول کا وقوع بعد مین کیا معنے ۱۲ سائل

قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اس حدیث مین کوئی کلام بھی نہین کیا کہ ضعیف ہے یا موضوع اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی آواز کو سماع فرماتے ہین بلا واسطہ ملائکہ اس کے معنے بیان فرماوین تاکہ تردد رفع ہو یا ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیے آنحضور کا کیا ارشاد ہے۔

الجواب۔ اس سند مین ایک راوی یحییٰ بن ایوب بلا نسب مذکور ہین جو کئی راویون کا نام ہے جن مین سے ایک غافقی ہین جنکے باب مین ربما اخطاء لکھا ہے یہان احتمال ہے کہ وہ ہون دوسرے ایک راوی خالد بن زید ہین یہ بھی غیر منسوب ہین اس نام کے رواۃ مین سے ایک کی عادت ارسال کی ہے اور یہان عنعنہ سے ہے جسمین راوی کے متروک ہونے کا اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے تیسرے ایک راوی سعید بن ابی ہلال ہین جنکو ابن حزم نے ضعیف اور امام احمد نے مختلط کہا ہے وہذا کلہ من التقریب۔ پھر کئی جگہ اسمین عنعنہ ہے جس کے حکم بالاتصال کے لیئے ثبوت تلاقی کی حاجت ہے یہ تو مختصر کلام ہے سند مین باقی رہا متن سو اولاً معارض ہے دوسری احادیث صحیحہ کے ساتھ چنانچہ مشکوٰۃ مین نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ یہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام اور یہی حدیث حصن حصین بحوالہ مستدرک حاکم و ابن حبان بھی مذکور ہے اور نیز مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ اور نسائی کی کتاب الجمعہ مین بروایت اوس بن اوسؓ .... یہ حدیث مرفوع ہے فان صلوتکم معروضۃ علی الحدیث یہ سب حدیثین صریح ہین عدم السماع عن البعید مین اور ظاہر ہے کہ جلاء الافہام ان کتب کی برابر قوت مین نہین ہوسکتی لہذا اقوی کو ترجیح ہوگی ثالثاً لفظ بلغنی صوتہ محتمل تاویل ناشی عن دلیل کو ہے واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور وہ دلیل جو منشاء تاویل کا ہے دوسری احادیث مذکورہ ہین پس بضرورت جمع بین الاحادیث اس لفظ کی یہ توجیہ ہوگی کہ صورت سے مراد جملہ صلوٰتیہ ہے کیونکہ کلام اور کلمہ قسم ہے لفظ کی اور وہ قسم ہے صوت کی پس درود شریف بھی ایک صوت ہے اور بلاغ عام ہے بلاغ بالواسطہ و بلاواسطہ کو اور بقرینہ دوسری احادیث کے بلاغ بالواسطہ متعین ہے پس معنی بلغنی صوتہ کے یہ ہونگے بلغنی صلوتہ بواسطۃ الملائکۃ رابعاً اگر حدیث کے ضعف سنداً اور متن کے معارض و محتمل تاویل ہونے سے قطع نظر

کرلی جاوے اور کل ازمنہ وامکنہ واحوال اور جمیع مصلین مین عام لیا جاوے تب بھی اہل حق کے کسی دعوے مقصودہ کو مضر نہین اور نہ اُن کے غیر کے کسی دعوے مقصودہ کو مفید۔ اگر اس اجمال پر قناعت نہ ہو تو اُس ضرر یا نفع کو متعین کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جواب مین بھی تفصیل ہوگی واللہ اعلم۔ بعد تحریر جواب ہذا بلا توسط فکر قلب پر وارد ہوا کہ اصل حدیث مین صوتہ نہین ہے بلکہ صلواتہ ہے کاتب کی غلطی سے لام رہ گیا ہو امید ہے کہ اگر نسخ متعددہ دیکھے جائین تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی نسخہ مین ضرور اسیطرح نکل آویگا والغیب عند اللہ تعالیٰ فقط۔ ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ امکان کذب مین ایک عالم نے ایسی تقریر کی جس سے شبہ پیدا ہو گیا وہ یہ کہ کلام صفت باریتعالیٰ کا قدیم ہے اور تمام صفات اُس کے کمال کے ہین اور کذب نقص وعیب ہے اس سے منزہ ہونا ضروری ہے لہذا صفت کا صفت یعنی صدق بھی قدیم ہوگا پس اُسکا خلاف ممکن نہین اور صفات پر قدرت کا تعلق نہین ہوسکتا۔ کیونکہ قدرت ممکنات پر ہے صفات قدیم ہین اور اُس کا کلام صادق ہونا ازلاً وقدماً باین وجہ ضروری ہے کہ تمام صفات اُس کی کمال کی ہین نقص اس مین ممکن نہین لہذا کذب غیر ممکن ہے اسکا جواب شافی عطا ہو۔

الجواب۔ امکان وامتناع کے باب مین اس تقریر کی لطافت اور حقیقت مین کوئی کلام نہین مگر تمام تر متعلق کلام نفسی کے ہے سو اس مرتبہ مین صدق کے وجوب بالذات اور کذب کے امتناع بالذات مین کسیکو اختلاف نہین بلکہ بحث کلام لفظی مین ہے جبکہ وہ افعال مین سے اور مخلوق ہو جیسا ماتریدیہ کا مسلک ہے سو اس مین یہ تقریر نہین چلتی بلکہ افعال پر بوجہ مخلوق ہونے کے قدرت ہونا ضروری ہے اور قدرت ہمیشہ ضدین کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جس سے اُس قدرت کا تعلق مثل صدق کے اُسکی ضد کے ساتھ بھی واجب ہوگا گو وہ بالغیر ممتنع الوقوع ہو۔ خلاصہ یہ کہ صفات مین نقص ممتنع بالذات اور افعال مین ممتنع بالغیر واللہ اعلم ۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ از ناچیز ابوالبرکات عفی عنہ۔ بعالیخدمت حضرت استاذی جناب مولٰنا صاحب عم فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ شرفنامہ شرف صدور ہو کر باعث شرف اندوزی ہوا امکان وامتناع کے باب مین ایک دوسرا شبہہ پیدا ہوا بنحو لئے انما شفاء العی السؤال عرض کرنا مناسب سمجھا۔ جب کہ کلام لفظی دال ہے کلام نفسی پر تو گویا یہ دونون دال مدلول ہوئے یا معبر بہ ومعبر عنہ چونکہ کلام نفسی ضروری الصدق ہو لہذا دال

تتمہ علوم قدرت واجب بر صدق وکذب ۱۱

تتمہ مضمون متعلق مسئلہ بالا

بھی ضروری الصدق ہونا چاہیئے ورنہ تغایر لازم آویگا اور معنی تغایر نہین ہونا چاہیئے ورنہ کلام لفظی کلام اللہ نرہیگا کیونکہ وہی کلام ہے جس کا مدلول کلام نفسی ہے اور ہمارے فہم کیلیئے اصوات وحروف کا غلاف پہنا کر نازل فرمایا تاکہ سمجھنا آسان ہو دوسرا شبہہ یہ کہ کلام نفسی مین کذب ممتنع بالذات ہے پس لفظ امکان کذب باری تعالیٰ کیساتھ تعبیر صحیح نہین ہے کیونکہ جناب باری تعالیٰ کا موصوف ہونا اس ...صفت کے ساتھ غیر ممکن ہے پس سوءادب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ظاہری لفظ موہم اسی امر کیطرف ہے بلکہ امکان کذب کلام لفظی کے ساتھ یا کسی دوسرے عنوان سے تعبیر کرنا چاہیئے اور نیز یہ عرض ہے کہ کلام لفظی جو مقرو باللسان ہے وہی حادث ہے یا فی نفسہ قبل از قرأت لسان النسان بھی حادث ہے۔

الجواب۔ قولہ چونکہ کلام نفسی ضروری الصدق ہے لہذا دال بھی ضروری الصدق ہونا چاہیئے اقول پھر انکار کسکو ہے لیکن ضرورت عام ہے بالذات اور بالغیر کو اگر کوئی بالغیر کا قائل ہو اور وہ غیر اوس کلام نفسی کا ضروری الصدق ہونا ہے تو کیا محذور ہے قولہ ورنہ تغایر لازم آویگا۔ اقول دال مدلول یا معبر ومعبر عنہ مین تغایر تو لازم ہے پھر اس کے التزام مین کیا محذور ہے گو اسکا التزام مضر نفس ضرورت صدق کلام لفظی کو نہین قولہ تعبیر صحیح نہین اقول عدم صحت کی کیا دلیل جبکہ امکان مساوق مقدوریت کا ہے اور کذب سے مرتبہ مخلوق مراد ہو البتہ سوءادب کہنا مسلم ہونے کی قابل ہے اور دوسرا عنوان غیر موہم بیشک مناسب ہے تاکہ عوام کو بھی وحشت نہو قولہ یا فی نفسہ قبل از قراءت لسان النسان بھی حادث ہے اقول ہان لسان النسان سے پہلے وہ الفاظ خاصہ مسلک ماتریدیہ پر مخلوق ہو چکے۔ ۶۔ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

سوال (۱) ندا غیر اللہ بدون صیغہ صلوٰۃ کلام اکابر مین لاتعد ولاتحصے موجود ہے صرف ندا ہی نہین اُس کے ساتھ استشفاء استشفاع استعانت استمداد بحوائج مختلفہ موجود ہے اسمین اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا شیخ شمس الدین ترک پانی پتی مشکلکشا حاجت روا وغیرہ وغیرہ مین کیا فرق ہے یہ فرمانا کہ وہ ندا حالت ذوق شوق مین ہوتی ہے اور منادی کا مقصود ندا نہین اور نہ وہ منادی کو حاضر ناظر سمجھتا ہے سو اس قسم کا عذر یہان بھی ہو سکتا ہے عوام کالانعام کا ذکر نہین لیکن بہتیرے سمجھ والے خوش عقیدہ ہین جو اسباب کو سمجھتے ہین کہ شیخ حاضر وناظر نہین متصرف حقیقی نہین کسی وجہ سے ہوان الفاظ مین کوئی اثر وبرکت سمجھتے ہون گے مثلاً یہی صحیح کہ خود حضرت شیخ نے فرمایا ہے کسیکہ دو رکعت نماز

بگذارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازان درود بفرستد بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ

خف نار غم الہم

وآلہ وسلم بعد از سلام و بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالے آن حاجت او قضا کند۔ اخبار الاخیار نام مرا گیرد سے ندا ہی مفہوم ہوتی ہے گو تاویلات ممکن ہین اور بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ندا ہی مترشح ہے پھر اسکے جواز مین ایسے شخص کے لیے جو شیخ کو حاضر ناظر متصرف حقیقی نہ جانتا ہو کیا مضائقہ ہے اور ذوق شوق ... کوئی حالت سکر نہین جو مغلوب الحال ہو کر شرعًا معذور سمجھا جاوے علاوہ ازین ابتداءً جبکہ ذوق شوق نہو اس نداء کی اجازت کیسے ہوگی اس کی بابت شفاء قلب مطلوب ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ صلوٰۃ مذکورہ مختص بحیات شیخ ہے یا مؤثر دوامی ہے اور اس کی اباحت مین تو کوئی شبہہ نہین ہے جانب عراق چلنے مین کیا سر ہے اگر یہ وجہ ہے کہ شاید قیامگاہ شیخ عراق ہو اور اس جانب چلنے سے شیخ کے ساتھ قربت ومناسبت ورغبت پیدا کرنا مقصود ہو تو اس بناء پر چاہیئے کہ مختص بحیات شیخ ہو (۲) دافع البلاء دافع القحط والوباء کاشف الکرب مشکلکشا حاجت روا وغیرہ وغیرہ الفاظ کسی پیغمبر ولی کے نام کے ساتھ ملانا ایسے شخص کے لئے جو اُس ولی پیغمبر کو حاضر ناظر متصرف حقیقی نہ جانتا ہو محض ذوق شوق مین کہتا ہو جائز ہے یا نہین اس قسم کے الفاظ بھی کلام اکابر مین بکثرت پائے جاتے ہین خصوصًا کلام منظوم مین ع اولیا را ہست قدرت از آلہ + تیر جستہ باز گردانند زراہ + تصرفات کشف بلایا حل مشکلات انجاح حاجات وغیرہ خدا تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے بعد الممات اگر یہ تصرفات مسلوب مان لیئے جاوین تو بطور القاب ان الفاظ کے برتنے مین کیا مضائقہ ہو سکتا ہے درحالیکہ قائل خوش عقیدہ ہو اور اندیشہ ضرر متعدی بھی نہو۔

الجواب۔ قال اللہ تعالیٰ لاتقولو راعنا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقولن احدکم عبدی وامتی ولا یقل العبد ربی رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ کذا فی المشکوٰۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان رواہ احمد وابوداؤد وفی روایۃ لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد رواہ فی شرح السنۃ کذا فی المشکوٰۃ الفاظ مذکورہ ہر دو سوال بالیقین ایہام شرک ہین ان الفاظ منہی عنہا فی الکتاب والسنۃ سے بدرجہا زائد ہین خواہ نہی کا کوئی درجہ ہو اس کی تعیین مجتہد کا کام ہے لیکن ہر حال مین ناپسندیدہ ہے حضرت شارع علیہ السلام کے نزدیک جب اخف ممنوع ہے تو اشد بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا بلکہ ممنوعیت مین اشد ہوگا ایک وجہ اشدیت کی تو یہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الفاظ منہی عنہا فی الحدیث محض محاورہ کے

طور سے بولے جاتے ہین جس مین کسی طرح معنے تعبد کے نہین ہین بخلاف الفاظ مذکورہ فی السوالین کے کہ باعتقاد برکت وتقرب الی اللہ یا الی الاولیا حسب اختلاف اعتقاد الناس پڑھے جاتے ہین جو ایک گونہ تعبد ہے اور ممنوع اور غیر مشروع ہونا ایسے الفاظ کا خواہ کسی درجہ مین ہو اول معلوم ہو چکا اور ظاہر ہے کہ امر ممنوع کو ذریعہ تعبد بنانا جسکا حاصل ہے معصیت کو طاعت سمجھنا یہ بہت زیادہ اقبح و اشنع ہے اس سے کہ ممنوع کو غیر تعبد مین استعمال کرنا کہ ثانی مین معصیت کو سبب رضا رحق تو نہین سمجھتا اور اول مین معصیت کو سبب رضائے حق سمجھا اور جب ممنوع ہونا ان کا ثابت ہو چکا تو اگر کسی ایسے شخص سے منقول ہو جس کے ساتھ حسن ظن کے ہم ماموریا ملتزم ہین تو اس نقل سے حکم شرعی مین تغییر یا دوسرون کو استدلال و استعمال نکیا جاویگا بلکہ قصارٰی امر یہ ہو گا کہ منقول عنہ کی شان کے مناسب کچھ تاویل کر لین گے اور مقصود اُس تاویل سے اُس کی حفاظت ہو گی نہ کہ دوسرونکو مبتلا ہونے کی اجازت کیونکہ ممنوع ہونا حجت شرعیہ سے ثابت اور قول و فعل مشائخ حجت شرعیہ نہین بالخصوص نص کے مقابل اور تاویل محض ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے اور ارتکاب کی خود کوئی ضرورت نہین لہذا تجویز تاویل سے تجویز ارتکاب لازم نہین اور اگر وہ تاویل ضعیف ہو گی تو دوسری تاویل مناسب ڈھونڈ ینگے یہ نہ ہو گا کہ کسی تاویل کے ضعف سے بلا تاویل جائز کہدینگے رہی تقدیر ضرر متعدی کے ہونیکی سو اول تو جب ضرر لازمی ہی ثابت ہو گیا تو ضرر متعدی کا انتفا نافع نہین دوسرے یہ تقدیر ہی غیر واقعی ہے اُن اکابر کا فعل ہم تک منقول ہو کر آیا ہے ہمارا دوسرون تک جاویگا پھر ضرر متعدی کے انتفا کا دعوے کب ہو سکتا ہے رہ گئے تصرفات سو بر تقدیر بقاء بعد الموت کے بھی اسکو مسئلہ مبحوث عنہا سے مس نہین کیونکہ اول تو امکان مستلزم وقوع نہین اور وقوع مطلق مستلزم دوام نہین دوسرے وہ تصرفات اختیاری نہین تیسرے اُن تصرفات سے منتفع ہونیکا یہ طریقہ شرعاً ماذون فیہ نہین۔ ممکن ہے کہ سلطان کسی امیر وزیر کو کسی کام کا حکم کر دے اور رعایا کو منع کر دے کہ خبردار اس کام کے لیے اس سے ہرگز نہ کہنا جو کچھ کہنا ہو ہمسے کہنا غرض بقا و تصرفات مستلزم اذن سوال نہین اور القاب کے طور پر برتنا اول تو برتنے والے بالیقین اس سے متجاوز ہوتے ہین دوسرے اسکا بھی ممنوع ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے تو یہ استدلالا کلام تھا۔ اب ذوقاً تنا قسم کھا کر لکھتا ہون کہ جس کے قلب مین نور سنت ہو گا وہ ان الفاظ کے بولتے ہی بلکہ سنتے ہی قلب کے اندر ظلمت و کدورت پائے گا کہ بفرض اذن بھی مثل قئے اور

طعام کے اس سے نفرت کرے گا واللہ اعلم نیز جو لوگ اسوقت خواص کہے جاتے ہین یقیناً اُن کا قلب مرض خفی سے ان امور مین خالی نہین واللہ اعلم۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

تنقیح قول الغزالی لیس فی الامکان ابدع من ما کان

سوال۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ افعال کے باب مین لکھتے ہین کہ جیسا عالم پیدا ہوا اُس سے بہتر غیر ممکن ہے کیونکہ باوجود امکان کے اگر نہ پیدا کرے تو عجز لازم آوے یا بخل اور یہ دونون اُس کے لیئے محال ہین اس مضمون کا مطلب تحریر فرمایئے تاکہ موافق اہل سنت کے عقیدہ کے سمجھ مین آجائے۔

الجواب۔ یہ تقریر قدیماً وحدیثاً لوگون پر مشکل ہوئی مین بتوفیقہ تعالی کہتا ہون کہ یہ نفی امکان کی باعتبار قدرت خالق تعالی کے نہین بلکہ باعتبار حالت مخلوق کے ہے کہ اس عالم کے مجموعی مصالح باعتبار اُس کی استعداد خاص کے اس ہیئت موجودہ ونظام خاص پر موقوف ہین اس معنے خاص کے افادہ کے لیئے اس سے بہتر نظام ممکن نہین پس رعایۃ المصالح الخاصۃ باعتبار الاستعداد الخاص ملزوم ہے اور ہیئت موجودہ اور نظام خاص لازم ہے اور انفکاک لازم کا ملزوم سے غیر ممکن اس معنے کی تعبیر اس طور سے کی گئی کہ اس سے بہتر غیر ممکن ہے۔ باقی خود استعداد خاص کا جو کہ قید ہے ملزوم کی اور شرط ہے لزوم کی بدل دینا یہ ممکن اور مقدور ہے اور اس طور پر رعایت مذکورہ وہیئت موجودہ مین انفکاک ممکن ہے اور یہی شان ہے کل لوازم وملزوم اور ذوات وذاتیات کی جیسے انسان کہ ناطق اُس کا ذاتی اور ضاحک بالقوۃ مثلاً اُسکا لازم ہے اور انسان سے ممتنع الانفکاک لیکن خود انسان ہی کا انتفاء اور اُس کے واسطے سے ناطق اور ضاحک کا انتفاء یہ ممکن ہے اور یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۵۔ محرم ۱۳۲۳ھ

دفع خلجان متعلق تقدیر

سوال۔ کمترین کو در بارہ مسئلہ تقدیر بار بار خلجان پیش آتا ہے اگرچہ حسب طاقت اپنے نفس کو سمجھاتا ہون اور وسوسہ دفع کرتا ہون مگر نجات نہین ہوتی بنابرین گذارش خدمت عالی یہ ہے کہ در بارہ مسئلہ تقدیر اپنے خداداد فہم وتقریر سے مختصر مضمون تحریر فرماوین تاکہ بندہ کو اطمینان ہو اور نیز جواب باصواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا در بارہ سوال تقدیر یعنی کل میسر لما خلق لہ کا فہم مین نہین آتا۔ اسکی بھی تقریر فرماوین۔

الجواب۔ اگر آپ کوئی خاص تقریر خلجان ووسوسہ کی لکھتے تو اُسکے مناسب جواب عرض کرتا چونکہ آپنے مجمل لکھا ہے جواب بھی مجمل لکھتا ہون کہ اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ حق تعالی مالک وحاکم ہین اور حکیم

بھی ہین مالکیت اور حاکمیت کے اعتبار سے وہ جو کچھ کرین سب درست و بجا ہے ع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود اور چونکہ حکیم بھی ہین لہذا ضرور ہے کہ اُن کے افعال مین حکمت و مصلحت بھی ضرور ہوتی ہے لیکن چونکہ ہمارا علم و حکمت اُن کے علم و حکمت کے روبرو محض لاشئے ہے اِس لیئے ہر راز کو سمجھ لینا ضرور نہین بس یہ اعتقاد کافی ہے کہ وہ مالک ہین جو چاہین کرین اور حکیم ہین جو کچھ کرتے ہین ٹھیک ہوتا ہے لیکن ہم وجوہ حکمت کو نہین سمجھ سکتے ایسے اعتقاد مین کوئی وسوسہ نہین آسکتا سہ زبان تازہ کردن باقرار تو + نینگیختن علت از کار تو + اور حدیث شریف کی تقریر یہ ہے کہ صحابہؓ افلا نتکل علے کتابنا وندع العمل کہنے سے مقصود یہ تھا کہ پھر عمل مین کوئی فائدہ نہین آپ نے جواب مین یہ بتلادیا کہ عمل مفید ہے کہ وہ فائدہ یہ ہے کہ سعادت کی دلیل اِنّی ہے دلیل اِنّی کو کیا کوئی بے فائدہ کہہ سکتا ہے پس سعادت مثلاً اسی طرح مقدّر ہے کہ زید ایسا عمل کریگا اور یہ ثمرات اُسپر مرتب ہون گے پس واسطہ قریب ثمرات سعادت کا اعمال ہی ہوے اور سبب بعید قدر گو سبب بعید اصل اور سبب السبب ہے لیکن سبب قریب کو بھی بے فائدہ تو نہین کہہ سکتے پس عمل کے غیر مفید ہونے کا شبہہ دفع فرمانا مقصود ہے واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

سوال - فال نکالنا کیسا ہے مجھے اس بات کا علم ہے کہ دو شخصون کے درمیان مین کوئی مقدمہ ہو یا کسی قسم کا مقابلہ ہو اور مجھے اُن دونون کا نام اور عمر معلوم ہوجائے تو مین جان لیتا ہون کہ کون غالب ہوگا کون مغلوب کچھ قواعد ہندسہ وغیرہ سے معلوم کرتا ہون یعنی دونون کے نام کے حروف کے عدد نکالکر اور عمر معلوم کرکے جان لیتا ہون کہ فلان غالب اور فلان مغلوب ہے اور بعض وقت فقط عمر معلوم کرنے سے علم ہوجاتا ہے اور گاہے دونون مقابل کو ایک جگھہ دیکھنے سے دل مین آجاتا ہے کہ اس مین فلان غالب ہوگا اور فلان مغلوب اور اس بات کو مین مدت سے آزماتا ہون ہمیشہ مطابق پاتا ہون جس سے میرے دل مین یہ آگیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی عادات سے ہے کہ ایسا ہی کرتا ہے گو وہ ہر شئے پر قادر ہے جس طرح بذریعہ بدلی ہی کے پانی برساتا ہے اگرچہ وہ قادر ہے کہ بدون بدلی کے برسادے اب مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا چیز ہے خال ہے یا کوئی دوسری چیز اور فال ممنوع ہے یا جائز بعض عالمون .... کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ فال ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے اور مین نے ترجمہ احیاء العلوم مذاق العارفین مین بھی دیکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار

بلاحساب بہشت مین جائین گے تو لوگون نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہین تو آپ نے اس حدیث مین یہ لفظ بھی فرمایا ہے کہ ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون لا یتطیرون کے معنے فال کے ہین یا کوئی اور معنی ہین اگر فال کے ہین تو اس حدیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور خلاف توکل معلوم ہوتا ہے پس اگر میرا فعل بھی فال ہے تو مین اس سے توبہ کرنا چاہتا ہون جب سے مین نے اس کو سنا کہ یہ فال ہے مجھے بہت فکر ہوگئی کیونکہ مین بہت دنون سے ایسا کرتا تھا اور مجھے دونون مقابل کو ایک جگھ دیکھنے سے فوراً جی مین آجاتا ہے اور ہمیشہ مطابق ہونے کی وجہ سے مین کہہ یا بھی کرتا ہون کہ فلان غالب اور فلان مغلوب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر ممنوع ہو تو اب کہنے سے توبہ کرلون اور اس سے نفرت رکھون جو حکم شریعت ہو اس سے اطلاع بخشئے اور اگر دل مین آنے مین بھی گناہ ہو تو اسکو کیونکر دور کردن اسکی ترکیب ارشاد فرمایئے۔

الجواب۔ یہ عمل عرافۃ ہے جو ایک قسم ہے کہانت کی اور حرام محض ہے نیز حرمت فی نفسہا کے ساتھ موجب افتتان عوام وجہلا بھی ہے اور دل مین آجانا یہ القاء شیطانی ہے اور اسکا مطابق نکلنا ایسا ہی ہے جیسا کہنہ اور منجمین کے اخبار کی مطابقت ہے اول تو مطابقت کا کلیۃً دعوے اور اثبات مشکل دوسرے کسی طریق کا موجب علم ہوجانا مستلزم نہین اسکے جواز کو چنانچہ تجسس ممنوع یقیناً مفید خبر صحیح ہوسکتا ہے پھر بھی حرام ہے جواز و ناجواز احکام شرعیہ سے ہے اس کے لیے مستقل دلیل کی حاجت ہے اور ما نحن فیہ مین حرمت کے دلائل صریح وصحیح موجود ہین پس حرمت کا حکم کیا جاویگا اور اسباب عادیہ پر مثل سحاب وغیرہ کے اس کا قیاس مع الفارق ہے اولاً اس کی صحت مشاہد ثانیاً سبب مسبب مین وجہ ارتباط ظاہر ثالثاً شرع مین بھی معتبر رابعاً اس مین کوئی فتنہ اعتقادی یا عملی نہین اور مقیس مین سب امور مفقود پس قیاس محض باطل ہے فال متعارف بھی اسی قبیل سے ہے دونون کا ایک حکم ہے خواہ تسمیۃً متحد ہو یا متغائر اور تطیر بھی اس کی ایک نوع ہے جسکو حدیث لاطیرۃ مین صاف منفی و باطل فرمایا ہے اور حدیث مین جو تطیر کو خلاف توکل فرمایا ہے اس سے کوئی شبہ نکرے کہ جائز ہوگا لیکن خلاف اولیٰ ہوگا اصل یہ ہے کہ توکل کے بعض مراتب یعنی اعتقادی توکل فرض اور شرائط ایمان سے ہے تطیر اس توکل کے خلاف ہے اسلیے حرام اور شعبہ شرک کا ہے جیسا کہ اور احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور جس فال کا جواز ثابت ہے اس مین

اعتقاد یا اخبار نہین ہے بلکہ کلمات خیر سے رجاء رحمت ہے جو ویسے بھی مطلوب ہے دانی ہذا من ذاک اور یہان مانحن فیہ مین اوّل اعتقاد ہے پھر اخبار پھر بدگمانی اور یاس بھی اس لیے اس کے ممنوع ہونے مین کوئی شبہ نہین اسی طرح شاید کسی کو استخارہ سے شبہ پڑے تو وہ واقعہ پر استدلال کرنے کے لیے موضوع و مشروع نہین صرف مشورہ کے درجہ مین ہے بخلاف اِس کے کہ واقعات پر استدلال ہے غرض یہ بالکل حرام ہے اور توبہ کرنا اس سے فرض ہے اور دل مین اگر اس طرح آوے کہ اسکو حرام بھی سمجھا جاوے تو کوئی گناہ نہین واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۱۶ ۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

سوال ۔ ایک شاعر نے عاشقانہ مذاق و فرط محبت مین اشعار مندرجہ ذیل کہے ۔ کرم سے دستگیری کر بچا رنج و مصیبت سے + جو ہون در حالت مضطر معین الدین اجمیری + غمزدہ ہون کہ مصیبت نے ہے گھیرا مجھکو + غم کے ہاتھون سے چھڑا چاند سے مکھڑے والے + شاعر کی نیت صرف مجاز پر ہے حقیقی معنے پر محمول نہین کرتا بلکہ حقیقی معنےٰ پر محمول کرنے کو شرک سمجھتا ہے اور قادر بالذات اور متصرف بالاستقلال سوائے ذات وحدہ لاشریک کے کسیکو نہین جانتا تو اُس کے ایسے شعرون کے سبب جو اسکو مشرک و خارج از اسلام کہے تو اُس کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے کیا واقعی مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے یا اسکو مشرک کہنے والا خود خطاوار ہے اور مجازی استمداد اہل اللہ سے جائز ہے یا نہین اور شیخ عبد الحق رحؒ نے جو شرح مشکوٰۃ و زبدۃ الاسرار وغیرہ مین مجازی استمداد کو جائز لکھا ہے تو وہ کیا خارج از اسلام تھے ایسا ہی شاہ عبد العزیز صاحب جو تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ مدفونین سے استفاضہ جاری ہے اور وہ زبان حال سے مترنم اس مقال کے ہین ع من آیم بجان گر تو آئی بتن + وغیرہ وغیرہ اکابر مشایخ جو ایسے عقیدے پر گذرے ہین وہ مشرک تھے یا مسلمان ۔

الجواب ۔ ایسے خطابات مین تین مرتبے ہین اوّل ان کو متصرف بالاستقلال سمجھنا یہ تو صریح شرک ہے دوسرؔم متصرف بالاذن اور ان خطابات پر مطلع بالمشیۃ سمجھنا یہ شرک تو کسی حال مین نہین لیکن یہ کہ اسکا وقوع ہوتا ہے یا نہین اس مین اکابر امت مختلف ہین فمنہم المثبت ومنہم النافی لیکن جو مثبت بھی ہین وہ یہ اجازت نہین دیتے کہ بعید سے ندا کرو اور نہ بعید سے دوامًا سننے کی کوئی دلیل ہے اور بلا دلیل شرعی ایسا اعتقاد رکھنا گو حقیقۃً شرک نہو مگر معصیت اور کذب حقیقۃً اور شرک صورۃً

(حاشیہ:) ف تحقیق مسئلۂ استمداد از اہل قبور کی بھی تحقیق آ چکی [illegible]

ہے معصیت ہونے کی یہ دلیل ہے ولا تقف مالیس لک بہ علم اور کذب ہونا اُس کی تعریف صادق آنے سے ظاہر ہے اور شرک صورۃ اسلیے کہ اول اعتقاد والون کے ساتھ عادت مین تشبہ ہے اور اگر کسی بزرگ کی حکایت مین بطور کرامت کے ایسا امر منقول ہو تو خرق عادت سے دوام عادت ثابت نہین ہوتا البتہ قبر پر جاکر مجاز کے مرتبہ سے اُن سے استمداد مثبتین کے نزدیک جائز ہے جبکہ اور کوئی مفسدہ عارض نہ ہو جاوے والا فلا سوم نہ تصرف کا اعتقاد ہے نہ سماع کا محض ذوق شوق مین مثل خطاب باد صبا کے خطاب کرتا ہے یہ نہ شرک ہے نہ معصیت ہے فی نفسہ جائز ہے جبکہ الفاظ خطاب کے حد شرعی کے اندر رہون اور کسی عامی کا اعتقاد فاسد نہ ہو جاوے کیونکہ جسطرح خود معصیت سے بچنا فرض ہے اسی طرح دوسرے مسلمانون کو خصوصًا عوام کو بچانا فرض ہے پس جہان عوام کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو وہان اجازت نہوگی جب یہ تفصیل سمجھ مین آگئی تو اس سے اکابر کے اقوال کے معنے بھی متعین ہو گئے اور قائل کا حکم بھی معلوم ہو گیا اور جو شخص شرک کہتا ہے اگر وہ مرتبہ جائز کو کہتا ہے تو غلطی ہے توبہ واجب ہے اور اگر ناجائز مرتبہ کو کہتا ہے تو تاویل سے جائز ہے جیسا حدیثون مین بعض معاصی کو شرک فرمایا ہے واللہ تعالی اعلم ۲۶- ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

سوال - اہل قبور سے استمداد چاہنا جائز ہے یا ناجائز حوالہ حدیث شریف -

الجواب - استمداد کے آجکل بہت سے طرق متعارف ہین اور مستمدین علماً وجہلاً وعقیدۃً ونیۃً خود باہم مختلف ہین اس لیے سوال تعیین کے ساتھ فرمایا جاوے کہ مستمد کا کیا عقیدہ اور کیا نیت ہے اور کس طریق سے استمداد کرتا ہے اُسوقت جواب عرض کیا جاوے - واللہ اعلم ۱۶- رجب ۱۳۲۴ھ

سوال - اہل قبور سنتے ہین یا نہین -

الجواب - دونون طرف اکابر اور دلائل ہین ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کر سکتا ہے اور ضروریات علمی وعملی مین سے بھی نہین کہ ایک جانب کی ترجیح مین تدقیق کی جاوے پھر اس مین بھی معتقدین سماع موتی کے عقائد مختلف ہین اگر کسی اعتقاد خاص کی تعیین ہوتی تو کسیقدر جواب ممکن تھا واللہ اعلم ۱۶- رجب ۱۳۲۴ھ

سوال - امکان کذب کی ایک تقریر نہایت ہی عجیب آپ نے ایک مرتبہ فرمائی تھی وہ مطلق

ذہن سے اتر گئی اگر مختصر تحریر فرماوین تو بڑا احسان ہے نیز ایک صاحب کی اس بارہ مین ایک سخت تحریر آنے سے اس کی طرف توجہ ہوئی بہتیرے شبہات وشکوک پڑے اور واقع ہوئے کئی دن کے بعد ایک امر منقح ہوا اور تحریر عام فہم مین لایا مولنا عبد المؤمن صاحب سے اس مین گفتگو ہوئی اور کچھ شبہات پڑے جن کا دل نے اندفاع کر لیا مگر تسلی نہ ہوئی نیز قابل وثوق نہ رہی کہ الزام قائم کر سکین اُس مین چند باتین دریافت طلب ہین مضمون کے متعدد پہلو اور جملہ اطراف ذہن مین چکر لگا رہے ہین اس لیئے انشاء اللہ آپ کی مختصر تحریر نافع ہو جائے گی اس خیال سے سکوت نہ فرمائیگا کہ دیر طلب جواب یا محتاج بسط مسئلہ ہے جس کے لئے فرصت کی ضرورت ہے۔

امکان کذب سے مراد امکان وقوع الکذب فی کلام الباری تعالیٰ عز اسمہ ہے کلام باری سے مراد وہ کلام نفسی ہے جو صفت باری ہے اور قدیم ہے یا کلام لفظی حادث یا کلام نفسی سے مافوق کوئی درجہ ہے جسکو مبدء کلام کہکر صفت باری کہا جائے اور اس کلام نفسی کو جسے عام افہام کلام باری سمجھے ہوئے ہین اس صفت یعنی مبدء کلام کا اثر کہا جائے کیا یہ مبدء کلام جو درجہ نکلے گا فقط قابلیت تکلم نہ ہوگا اگر امکان کذب سے اُس کلام مین مقدوریت وقوع کذب مراد ہے جو صفت باری ہے تو کیا یہ قضیہ شکل ثالث نہ بنے گا کہ وقوع الکذب فی الکلام ممکن ووقوع الکذب عیب فالعیب فی الصفتہ ممکن صدق کلام کا حسن ہے اور صفات کا حسن یا صفات الصفات مثل صفات ذاتی اور لاعین اور لاغیر نہین ہین زید کہتا ہے امکان کذب کے یہ معنے ہین کہ صدق کلام فعل اختیاری ہے پس مقدوریت کذب قائم یعنی وقوع کذب فی الکلام مثلاً عدم ساعت اللہ کے لیے مقدور الوقوع ہے اگر چاہے تو نہ لائے مگر تعلق ارادہ اس جانب عدم کے ساتھ لاحق نہین ہوا اس لیے معدوم ہے عمر کہتا ہے کہ یہ معنے وجود بالذات اور عدم بالغیر کے ہین نہ کہ امکان بالذات اور امتناع بالغیر کے امکان کے یہ معنی ہین کہ اسکا وقوع مستلزم محال نہ ہو اور ممتنع کے یہ معنے ہین کہ اوسکا وقوع مستلزم محال ہو اور قیامت چونکہ ازل مین وجود کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے مگر اس کے عدم کا وقوع جہل باری کو مستلزم ہے اب خواہ عدم ساعت بالارادہ ہو یا بارادہ بہر حال چونکہ مستلزم ہے محال کو پس ممتنع اور محال اس سے امکان کذب کے صرف یہ معنے ہین کہ کلام مقتضیات یعنی صدق کا دوسرا پہلو جس کو کذب کہا جاتا ہے مثلاً عدم ساعت وجود خارجی مین ایسا ہی غیر مقدور الوقوع ہے جیسا جہل باری وغیرہ مگر یہ غیر

مقدورالوقوع ہونا چونکہ اسوجہ سے ہے کہ اُس کی جانب ثانی یعنی صدق کے ساتھ جس طرح علم وغیرہ کا تعلق ہوا ہے ارادہ کا بھی تعلق ہوا ہے پس صدق بالارادۃ الازلیہ ہوا اور ارادہ ازلیہ کے قدم کا عدم محال و ممتنع اور غیر مقدور پس کذب بھی غیر مقدورالوقوع پس صدق کے بالارادۃ الازلیہ ہونے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ارادہ کے لیے صدق وکذب دونون مساوی تھے جس کے ساتھ چاہے تعلق ارادہ فرمائے محض اسوجہ سے تو امکان بالذات یعنی نفس شئے کی ذات مین نہ اپنے ساتھ تعلق ارادہ کا موجب ہے نہ ابا وانکار کا سبب کیونکہ یہ تعلق ارادہ بھی معلوم باری ہے جس کا تخلف غیر مقدورالوقوع ہے پس معنے یہ ہوئے کہ نفس شئے مین مانع عن تعلق الارادہ نہ ہونے کے باعث امکان بالذات ہے اور چونکہ ارادہ ایک جانب ہولیا اس لیے امتناع بالغیر یعنی امتناع بالارادۃ الآلہیہ الے الجانب المخالف جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کلام کے بعد کذب کلام کا وقوع غیر مقدور الوقوع - فقط

الجواب- سب سے اول لکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ جن مسائل اعتقادیہ کی تخصیصاً کسی نص مین تصریح نہین آئی بلاضرورت اُس مین کلام اور خوض کرنا خصوص جبکہ ضرورت سے زیادہ وہ ظاہر بھی ہوچکا ہو اشتغال بمالایعنی بلکہ عجب نہین کہ منجر ببدعت وسوء ادب ہو دوسرے یہ کہ بعض عنوانات ایسے ہوتے ہین جو خود بھی موجب انقباض قلب ونیز دوسرے کم فہمون کے لیے مورث وحشت وموہم غلط ہو جاتے ہین اسی لیے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر کہنا بے ادبی ہے چونکہ مسئلہ متنازع فیہا اسی قبیل سے ہے اس لیئے بعد واجب سمجھنے اعتقاد عموم قدرت لکل شئی ممکن واعتقاد تنزہ عن کل نقیصۃ کے خصوص کے ساتھ اسمین کلام کرنے کو مین مستحسن نہین سمجھتا لیکن صرف توجیہ سوال کی ضرورت اور سلامت فہم مخاطب کیوجہ سے بہت ہی مختصر مگر سلیس طور پر اس مسئلے کو لکھے دیتا ہون اوّل چند اُمور بطور مقدمہ کے سمجھ لیے جاوین - اوّل صفات باری تعالیٰ غیر مقدور ہین اور افعال مقدور - دوم کلام نفسی صفت ہے اور کلام لفظی فعل - سوم قدرت دونون ضدون سے متعلق ہوتی ہے مثلاً عدم ابصار پر اُسی کو قادر کہین گے جو ابصار پر بھی قادر ہو - چہارم صدق وکذب مین تقابل تضاد ہے - پنجم جو وجوب تعلق ارادہ آلہیہ کیوجہ سے اور اسطرح جو امتناع عدم تعلق ارادہ آلہیہ کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ اُسکو وجوب بالغیر وامتناع بالغیر کہا جاوے یا یہ نظر کرکے

(کہ وجوب بالغیر وامتناع بالغیر وجوب وامتناع عقلی کی قسمین ہین اور یہان خود مقسم ہی صادق نہین کیونکہ جو علت اس مقسم مین اثباتا وجوب مین اور نفیا امتناع مین ماخوذ ومعتبر ہے وہ علت موجبہ ہے جو بدلیل مختار ہونے حق تعالےٰ کے اہل حق کے نزدیک غیر ثابت بلکہ منفی وثابت العدم ہے اور جب بنا ہی منعدم ہے تو مبنی بھی منعدم ہے) اسکو وجوب عادی وامتناع عادی کہا جاوے (وہو الحق عندی لان الامتناع العقلی والوجوب العقلی لاستلزامہ الایجاب ینافی الاختیار) ہر حال مین اس تعلق وعدم تعلق سے وہ شئے قدرت واختیار سے خارج نہین ہوجاتی گو اس کا وقوع یا عدم وقوع کسی دلیل سے ابدیت کی طور پر ثابت ہوجاوے پس بعد تمہید ان مقدمات کے سمجھنا چاہیئے کہ صدق مرتبہ کلام نفسی مین واجب غیر مقدور اور اس کی ضد یعنی کذب اُس مرتبہ مین ممتنع غیر مقدور ہے للمقدمۃ الاولےٰ والثانیۃ اور مرتبہ کلام لفظی مین مقدور ہین صدق تو اسلئے کہ اُس کا فعل ہے للمقدمۃ الاولیٰ والثانیۃ ایضًا اور اس کی ضد اس لیئے کہ مقدور کی ضد ہے للمقدمۃ الثالثۃ والرابعۃ کیونکہ اگر اس ضد کو مرتبہ لفظی مین مقدور نہ کہا جاوے تو دوسری ضد یعنی صدق بھی غیر مقدور ہو گا تو لازم آویگا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ صدق پر بھی قادر نہین حالانکہ صدق فی الکلام اللفظی صفت فعل کی ہے یا صفت فاعل کی باعتبار اُس فعل مقدور کے جیساکہ ظاہر ہے اور افعال مع اپنی صفات وآثار کے مقدور ہین ہذا خلف البتہ چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے ساتھ گا ہے تعلق ارادہ کا نہو گا اس لیئے ابداً ابداً اس مین احتمال وقوع کا نہین ہے اور امکان بمعنی احتمال کا قائل ہونا کفر ہے اور یہی معنے ہین امکان کے جسنے عوام کو وحشت مین ڈالا ہے مگر تعجب اہل علم سے ہے کہ وہ کیون ایسی تہمت اپنے مقابل پر لگاتے ہین البتہ یہ کہا جاوے کہ چونکہ لفظ امکان عوام کے اعتبار سے موہم ہے اور موہم سے بچنا ضرور ہے لقولہ تعالیٰ لا تقولو راعنا الآیہ تو یہ ایک فقہی مسئلہ ہو جاویگا جو قابل تسلیم وعمل ہے لیکن اسکو مسئلہ کلامیہ مین کوئی دخل نہین ہے بہر حال باوجود اس احتمال کے قطعًا منفی ابدی ہونے کے خارج من القدرۃ نہ ہو گا جیسا مقدمہ خامسہ مین ثابت ہوا یہ ہے تقریر شافی کافی منصف کے لیے اب بعد اس تفسیر اور اس کی تقریر اور اس کی دلیل کے اجزاء سوال کا جواب اسپر تطبیق کرنے کے بعد ہر ایک کے انطباق وعدم سے مفصلاً خود معلوم ہو جاویگا حاجت مستقلاً تعرض کرنے کی نہین ہے اور جس تقریر کو آپ نے دریافت کیا ہے وہ اسی کے اندر آگئی واللہ اعلم اب ایک بات رہگئی وہ یہ کہ کتب کلامیہ مین مزداریہ کا قول لکھا ہے اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم تو اسمین اور مذہب

مذکور میں کیا فرق ہوا جواب یہ ہے کہ ان کو قول مذکور کے بعد یہ قول بھی ہے۔ ولو فعل لکان ظالما کاذبا کذا فی شرح المواقف پس یہ دوسرا قول تفسیر ہے پہلے قول کی پس مقصود مجموعہ قول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امور مرتبہ صفت میں مقدور ہیں جیسا صیغہ کاذبا ظالما سے تعبیر کرنا جو صفت کے لیے موضوع ہے اسکا قرینہ اور اس پر دال ہے پس فرق دونوں میں یہ ہوا کہ مذہب سابق میں مرتبہ فعل کو مقدور کہا گیا ہے اور مذہب لاحق میں مرتبہ صفت کو مقدور کہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ امر قبیح حق تعالیٰ کی صفت بن سکتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ہذا ما عندی الآن ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا فقط ۱۳- محرم ۱۳۲۵ھ

ف: تصور فیض از قلب شیخ

سوال۔ ایک شخص لوگوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم لوگ وقت مراقبہ کے یہ خیال کرو کہ میرا قلب متوجہ ہے پیر کے قلب کی طرف آیا یہ شرک ہے یا نہیں کیونکہ بوقت مراقبہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میرا قلب متوجہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کہ پیر کی جانب آیا یہ مراقبہ کسی معتبر کتاب سے ثابت ہے یا نہیں مع عبارت کتاب تحریر فرمایئے بہت لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

الجواب۔ اگر توجہ باعتقاد معبودیت پیر کی ہے تو کفر و شرک صریح ہے اور اگر باعتقاد اطلاع پیر کے ہے تو اطلاع بالذات کا اعتقاد کفر و شرک ہے اور اطلاع باعلام الٰہی کا اعتقاد گو شرک نہ ہو لیکن چونکہ اس اعلام کے وقوع کی کوئی دلیل نہیں اعتقاد فاسد و کذب موہم شرک ہے اور اگر محض اس توجہ کو سبب عادی فیض کا اعتقاد کرتا ہے بدون اعتقاد علم وغیرہ کے تو خواص کے لیئے گنجایش ہے اور عوام کے لیے مقدمۂ فساد ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۹- محرم ۱۳۲۵ھ

ف: ایمان عند الموت

سوال۔ اہل ہنود میں دستور ہے کہ آسانی پرواز روح کے لیے ان کہی یعنی کلمہ طیبہ کہلاتے ہیں اب اسکو اس سے کس قسم کا نفع ہوگا۔

الجواب۔ قال اللہ تعالیٰ فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا باسنا وقال اللہ تعالےٰ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ہم بمؤمنین ان آیتوں سے دو امر معلوم ہوے ایک تو یہ کہ ایمان نام ہے اعتقاد صحیح کا نہ صرف بدون اعتقاد کے زبان سے کہنے کا دوسرا یہ کہ جب معائنہ اس عالم کا ہونے لگے اسوقت ایمان مقبول نہیں پس اگر یہ کافر قبل معائنہ ملائکہ وغیرہم کے دل سے اللہ و رسول کو سچا سمجھنے لگے تو وہ مومن ہو جاویگا ورنہ نہیں۔ ۲۷- ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال- قبر مین سوال نکیرین ہر ایک سے ہوتا ہے یا خرو سال نابالغ بچے اس سے مستثنیٰ ہین-

الجواب- فی الدر المختار اول باب الجنائز الاصح ان الانبیاء لایسئلون ولا اطفال المؤمنین وتوقف الامام فی اطفال المشرکین- اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء سے اور مومنین کے نابالغ بچوں سے سوال قبر نہین ہوتا اور اطفال مشرکین کا حال معلوم نہین- ۲۷- ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال- عذاب وثواب مرنے کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے یا قیامت کے دن کیواسطے ملتوی ہوجاتا ہے- شب معراج مین جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب مین گرفتار شدہ دکھلائے گئے تھے وہ کون لوگ تھے اور اُن کو عذاب قیامت سے قبل کیون دیا گیا جبکہ قیامت کے روز پر عذاب وثواب موقوف ہے-

الجواب- مرنے کے بعد عالم برزخ شروع ہوجاتا ہے اُس مین عذاب وثواب ہوتا ہے البتہ قیامت کا عذاب وثواب زیادہ ہے پس دونون عذابون مین ایسی نسبت ہے جیسے جیلخانہ اور حوالات کی تکلیف مین اور شب معراج مین اسی عذاب برزخی کے مبتلا لوگ دیکھے گئے تھے- والسلام فقط ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ

سوال- وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان اُس مین لکھا ہے کہ کل مومن اخوۃ یعنی آپس مین سب مومن مسلمان بھائی ہین اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہین جیسے چمار چوہڑے تو آپ اس مین کیا فرماتے ہین کہ بھائی کہنا درست ہے کہ نہین اور چمار چوہڑے کے بارہ مین بھی لکھنا ضرور بضرور تاکیداً لکھا جاتا ہے کیونکہ یہان سب مومن مسلمان بھائی ہین نفاق پڑا ہے کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہین کہ کہنا درست ہے اور حضرت کو بڑا بھائی کہتے ہین اور سب جماعت کہتی ہے کہ کہنا درست . . نہین لہذا براہ مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھیے فقط-

الجواب- تقویۃ الایمان مین بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہین تو اُس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید مین عیسیٰ علیہ السلام کو آکہ ماننے والون کے مقابلہ مین قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم الخ فرمایا ہے لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہین ہے جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ مین آسکتا ہے لیکن اب جو بعضون کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہین یہ بیشک بے ادبی اور گستاخی ہے اگر متنازعین مین انصاف ہوگا تو ان سطرون سے باہم فیصلہ کرلین گے جسکا حاصل یہ ہوگا کہ تقویۃ الایمان والون کو برا بھی نہ کہا جاوے اور تقویۃ الایمان

ف سوال نکیرین از صغار
ف ابتدا ثواب عقاب بعد موت
ف تحقیق بعض کلمات تقویۃ الایمان-

کے ان الفاظ کا استعمال بھی نکیا جاویگا فقط ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ

سوال - یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہین -

الجواب - عوام کو منع کرنا چاہیئے - ۹ - رجب ۱۳۲۵ھ

سوال - جنت و دوزخ قائم ہوچکی ہے یا بعد قیامت قائم کیجاویگی چونکہ کتاب مظاہر حق مین یہ عبارت ہے کہ معراج مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے یہ کہا کہ یا محمد اپنی امت سے میرا سلام کہدیجیو اور یہ فرمادیجیو کہ جنت صرف چٹیل میدان ہے اس عبارت سے کیا ثبوت ہوتا ہے جواب باصواب سے مشرف فرماوین -

الجواب - دوزخ جنت پیدا ہوچکی البتہ احادیث سے یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ ان نعمتون کے جو جنت مین پیدا ہوچکین ہین یوماً فیوماً اور نعمتین بھی پیدا ہوتی جاتی ہین اب اس حدیث کے معنے ظاہر ہوگئے کہ جنت چٹیل میدان ہے مطلب یہ کہ بعض حصہ جنت کا ایسا ہے اور ذکر و تسبیح سے اُس مین اشجار پیدا ہوجاتے ہین فقط ۹ - رجب ۱۳۲۵ھ

سوال - اکثر مرزائی لوگ اعتراض کیا کرتے ہین کہ کتب دینیات مین یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص مین ننانوے وجہ کفر کی پائی جاوین اور ایک وجہ اس مین اسلام کی ہو تو اسکو کافر نہ کہا جاویگا اور حدیث مین ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیئے وہ حدیث یہ ہے عن انس انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ دوسری حدیث یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ اب علمائے کرام سے یہ عرض ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہے تو علمائے دین اسپر کفر کا فتوی کیون لگاتے ہین اسکا شافی طور پر جواب رقام فرماوین -

الجواب - جس شخص مین کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی کافر کہا جاویگا اور حدیثین اُس شخص کے بارے مین ہین جن مین کوئی وجہ قطعی نہو اور اُس مسئلہ کے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونون کو ہو گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو تب بھی تکفیر نکرین گے نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کرینگے کیونکہ کافر کے یہ معنے نہین کہ اُس مین تمام وجوہ کفر کی جمع ہون ورنہ جنکا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہونگے باقی خاص مرزا کی نسبت مجھکو پوری تحقیق نہین کہ کوئی وجہ قطعی کفر کی ہے یا نہین - ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

ف یارسول اللہ گفتن

ف معنی قائم بودن جنت

ف معنی قول فقہاء کہ یک وجہ اسلام را برابر نود و نہ وجہ کفر ترجیح است

ف بعد مین معلوم ہوا کہ مرزا کے کلام مین اپنے نبی نہ ماننے والے پر کفر کا فتوی ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی اہانت ہے اور دعوی نبوت واہانت انبیاء دونون کفر ہین ۱۲ منہ

سوال - کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ بکر مسلمان بعمر بارہ تیرہ سالہ بمرض وبا فوت ہوا بعد تین مہینے کے اپنے چچا زید وعمرو چچی مسماۃ ہندہ کو خواب مین کہا کہ مجکو اہل قبر سے نکال کر دوسری جگہہ جہان دوسرے مسلمانون کی قبرین نہون دفن کرو چنانچہ نامبردگان نے بذات خاص مع دو شخص اقربا اپنے رات کیوقت خفیہ دوسری جگہہ دفن کیا اور یہ جگہہ ملکیت غیر ہے اب مسماۃ ہندہ کے سر پر ہفتہ وار آکر گھومتا ہے اور بیان کرتا ہے مین شہید ہوا ہون اور پیر - اس جہت سے بہت لوگ جمع ہوکے اپنی حاجت مانگنے کو جاتے ہین لیکن کاربرآری کسیکی ابتک باوجود مرور عرصہ بعید کے نہوئی اور وعدہ ایفای وعدہ کے امروز فردا کا قرار داد کرکے دہوکا دے جاتا ہے چنانچہ قاضی شہر وغیرہ پنچ مسلمانان نے بہر تادیب اور رکھنے عظمت دین واسلام بموجب دیس رواج نامبردون کو ہدایت کی کہ اس فعل نامشروع سے باز آؤ الا کچھ اثر پذیر نہوا پس یہ تجویز قرار پائی کہ زمانہ تعزیر وغیرہ شرعًا بسبب عملداری غیر کے ہو نہین سکتی تو مسلمانون نے کہا کہ کھانا پینا جنازہ وشادی وغمی اونکی کے کسی مسلم کو شریک ہونا نہ چاہیئے چنانچہ کل مسلمانون نے تعمیل کی الا چند مسلمان مددگار اُن کے ہوکے راہ راست پر آنے نہین دیتے اور مددگاری کرتے ہین اور زمین جس کی کہ ملکیت مین ہے وہ اپنی زمین پر دعوی کرکے استخوان میت اکھاڑنا چاہتا ہے تو نسبت دعوی زمین والے کو کیا حکم ہے اور جو شخص ممد ومعاون اونکے ہین اونکے حق مین شرع شریف سے کیا حکم ہے اور جس کے سر پر گھومتا ہے تو اُس مسماۃ کو شرعًا کیا سزا چاہیے اور عملداری غیر سمجھ کے قاضی صاحب اور پنچون نے جماعت سے اُن لوگون کو خارج کرکے کھانا پینا اونکا تمامی مسلمانون مین بند کیا یہ درست ہے یا نہین اور میت کو تین چار مہینے کے بعد بے سونپے ایک قبر سے دوسری قبر مین رکھنا درست ہے یا ممنوع بینوا توجروا -

الجواب - یہ جو عوام جاہلون کا عقیدہ ہے کہ فلان شہید یا پیر لپٹتا ہے یا چمٹتا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ ہر شخص بعد مرگ دو حال سے خالی نہین یا جنت مین ہے یا دوزخ مین اگر جنت مین ہے تو اسکو کیا ضرورت پڑی کہ جنت چھوڑ کر ناپاک دنیا مین کسیکو آکر لپیٹے اور اگر دوزخ مین ہے تو اسکو فرصت ہی کون دیگا کہ فلان کو جا کر لپٹ جاے یہ خیال بالکل غلط ہے پس یا تو کوئی خبیث شیطان ہے کہ ایذا دیتا ہے یا اوسکا مکر وفریب ہے بہر حال اوس سے حاجتین مانگنا اور اسکو متصرف سمجھنا اور غیب دان جاننا محض شرک ہے جن لوگون نے اُن کے کھانے پینے ملنے سے کنارہ کیا بہت اچھا کیا خدا تعالے اونکو جزاے خیر دے اور جو لوگ

اون گمراہون کی مدد کرتے ہین وہ بھی اونہین مین ہین اوسے بھی علاقہ قطع کرنا چاہیئے یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون احشروا الذین ظلموا وازواجھم الآیہ اور اوس مسماۃ پاگر قرائن سے کوئی خبیث یا شیطان معلوم ہوتا ہو اسمائے الٰہی سے اوسکو دفع کرین اور جو مکر وفریب ثابت ہو تو اگر قدرت ہو تو اوسکو مارین پیٹین توبہ کرادین کہ اوس نے فتنہ اوٹھا رکھا ہے والفتنۃ اکبر من القتل جو قدرت نہو خاموش ہو جاوین۔ اور جو کہ مالک زمین کا زمین پر مدعی ہے تو اوسکا دعوی اپنی ملکیت پر صحیح ہے اب اوسے اختیار ہے کہ مدفون کے وارثون کو کہے کہ اوسکو نکال کر دوسری جگہہ دفن کرو اگر وارث نہ نکالین تو اُسے جائز ہے کہ زمین برابر کرکے چاہے کھیتی کرے چاہے مکان بنادے جو چاہے کرے ولاینبغی اخراج المیت من القبر بعد مادفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی فتاوی قاضیخان اذا دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکہا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیہا کذا فی التجنیس عالمگیری ج ا ص ۱۶۴ اور میت کو بعد دفن قبر سے نکالنا خواہ تھوڑی مدت بعد ہو یا بہت مدت بعد خواہ سونپا ہو یا نہ سونپا ہو سب صورتون مین ممنوع ہے لما مر من انہ لاینبغی اخراج المیت من القبر بعد مادفن الخ اور نہ شرع مین کچھ مردہ سونپنے کی اصل محض تراشیدہ جاہلان ہے نعوذ باللہ من الجہل واللہ اعلم ۱۶- ربیع الاول سنہ ۱۳۱۰ھ

سوال۔ حضرت معاویہ بن سفیان صحابی اند یا نہ ودر فضیلت بوصف صحابیت سہیم وشریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہستند یا نہ وایشان را بالقب حضرت ودعائے رضی اللہ عنہ یاد کردن شعار اہلسنت ست یا نہ وکسیکہ در تعظیم ایشان تقصیر سے نماید ومردمان را تخصیص وترغیب بر قبائح ایشان سازد در رافضی بودن اینکس تامل ست یا نہ۔

الجواب۔ معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ابن صحابی اند در صحابیت وفضیلۃ اوشان کرا کلام ست مگر کہ رافضی باشد وبلقب حضرت وتحیۃ رضی اللہ عنہ اوشان را یاد کردن شعار اہلسنت وجماعت است وکسیکہ در شان والای ایشان طعنے یا تشنیع بر زبان راند شعبۂ از رفض وارد وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم من بعدی غرضا من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم وقال علیہ السلام فی معاویۃ اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا وانچہ مشاجرات ومنازعات فیمابین واقع

شدہ این را بر محامل صحیحہ وتاویلات مقبولہ حمل توان کرد واز حضرت غوث الثقلین قدس سرہ منقول ست که اگر در رہگذر حضرت معاویہ رض نشینیم وگرد سم اسپ جناب برمن افتد باعث نجات می شناسم پس تعجب ست که چنین بزرگان دین چنان خیال فرمایند وچند کسان وناکسان زبان درازی کنند صدق من قال چون خدا خواہد که پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان برد + فقط ۱۶ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

سوال - زید به نسبت ابوین شریفین بجواب سائلے گفته که متقدمین به اسلام شان قائل نیستند وکتب کلامیه وتصریح محدثین ومفسرین بران شاہد ست امابنص متاخرین مثل مولانا جلال الدین سیوطی قائل به اسلام بودہ اند وبر طور اسلام شان ثابت کردہ اند اما ملاعلی قاری وغیرہ بردّ اینقول پرداخته اند بعدہ ہر که قائل این قول ست ناقل از مولانا جلال الدین سیوطی ست آیا قول وجواب زید مطابق اہل سنت ست یا نه -

الجواب - در اسلام ابوین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علماء را اختلاف ست تحقیق در چنین امور توقف کردن ست زیرا که این امور داخل عقائد نیست نه جز ایمان ودین ہر چه باد اباد ومارا فکر ضروریات دین باید ودرین امور لب کشائی نه شاید که اگر مومن باشند کافر گفتن ہم خطا وبالعکس ہم نارواقال اللہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا واللہ اعلم ۱۶ جمادی الاولیٰ

سوال - کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئله مین که بذریعه فاتحه کے ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہین اور درصورت پہونچنے کے اوسے معلوم بھی ہوتا ہے یا نہین مدلل معه سند کتاب سنت کے تحریر فرمایئے -

الجواب - مذہب اہل سنت وجماعت کا یہ ہے که اموات مسلمین کو ثواب عبادات بدنیه وعبادات مالیه کا پہونچتا ہے خواہ فاتحه[ل] ہو یا کوئی خیرات وحسنات ہو قال اللہ تعالیٰ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان الآیہ پس اگر دعاء احیاء اموات کے لیے نافع نه تھی کیون تعلیم کی گئی وقال اللہ لنبیه صلی اللہ علیہ وسلم وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم پس اگر نماز جنازہ مومنین کو نافع نه ہوتی رسول اللہ صلعم کیون مامور ہوتے اور اُس کو سکن کیون فرماتے وفی المشکوٰۃ عن سعد بن عبادۃ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ہذہ لام سعد رواہ ابوداؤد - اس حدیث سے ثابت ہوا که آپ نے پانی کے صدقه کا ثواب پہونچانیکا امر فرمایا اگر نه پہونچتا کیون فرماتے

[ل] مراد سورۂ فاتحه ہے نه که فاتحه رسمیه ۱۲ منه

ﷲ توقف در اسلام وکفر والدین نبی ﷺ

مسئلہ وصول ثواب اموات

اورمشکوۃ مین وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کافر نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اُسکے بیٹے نے جناب رسالتمآب سے پوچھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لو کان مسلماً فاعتقتم عنہ او تصدقتم او حججتم عنہ بلغہ ذلک رواہ ابو داؤد یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکو اعتاق وصدقہ وحج کا ثواب پہونچتا وفی الهدایہ من کتب الفقہ ان للانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوماً او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہے وفی شرح العقائد النسفیۃ وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع لہم خلافاً للمعتزلۃ اور روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح اموات کو خبر بھی ہوتی ہے کہ کس شخص نے یہ ثواب پہونچایا ہے فی البیہقی ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا اس حدیث سے منتظر ہونا میت کا واسطے دعا اپنے بھائی دوست کے ثابت ہوتا ہے پس یہ لوگ اگر ثواب پہونچاوین گے تو ضرور اُس کو شعور ہونا چاہیئے ورنہ اُسکا انتظار منقطع نہوگا اور اخبار وآثار بزرگان سے یہ امر حد تواتر کو پہونچا ہے۔ واللہ اعلم ۲۷۔ جمادی الاولی روز پنجشنبہ ۱۳۰۳ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس مقدمہ مین کہ جس شخص کی زوجہ نماز نہ پڑھتی ہوگی تو اُس کی اولاد حرامی ہوگی یا کیا۔

الجواب۔ صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے تارک صلوٰۃ کے کفر مین اختلاف کیا ہے فی التفسیر المظہری تحت قولہ تعالےٰ حافظوا علی الصلوات واما تارک الصلوٰۃ عمداً فقال احمد یکفر وقال مالک والشافعی وہو روایۃ عن احمد انہ لایکفر لکن یستتاب فان تاب والاقتل وقال ابو حنیفۃ لایقتل لکن یحبس ابداً حتی یموت او یتوب آہ وفی نفع المفتی والسائل وقد اختلف الصحابۃ والتابعون فی کفر من ترک الصلوٰۃ متعمداً وجزائہ فقال من الصحابۃ سیدنا عمر وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ وابو الدرداء وابو ہریرۃ وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم ومن غیر الصحابۃ احمد بن حنبل واسحٰق بن راہویہ والنخعی وایوب السجستانی وابو داؤد الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبۃ ان من ترک الصلوٰۃ فی وقت عمداً بلا عذر یکفر وقال حماد بن زید ومکحول والشافعی ومالک لایکفر ولکن یقتل وعندنا لایکفر ولایقتل ویعزر تعزیراً آہ پس جنہون نے تارک صلوٰۃ کو کافر کہا ہے چونکہ ارتداد احد الزوجین مبطل نکاح ہے انکے نزدیک نکاح ٹوٹ جائیگا اسکے بعد جو وطی کریگا حرام ہے اور جو اولاد ہو ولد الحرام ہے

اور جمہور کہ ترک صلوٰۃ کو موجب کفر نہیں کہتے ان کے نزدیک نکاح باقی ہے اور وطی حلال اور اولاد ولد
الحلال اور مذہب جمہور کا راجح ہے لقولہ علیہ السلام فی حدیث طویل ومن لم یفعل ای احسان الوضوء والصلوٰۃ
بوقتہا واتمام الرکوع والخشوع فلیس علی اللہ عہد ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ رواہ احمد وابو داؤد والنسائی
نحوہ تفسیر مظہری۔ پس ہمارا مذہب یہی ہے کہ صورت مسئولہ مین اولاد حرامی نہ ہوگی واللہ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین کہ عامل بدعات سئیہ بروز حشر مطلقاً مسلم یا کافر محروم الشفاعت
ہوگا کما صرح صاحب التوضیح والتلویح بینوا توجروا۔

الجواب۔ تلویح کی یہ عبارت ہے فترک الواجب حرام یستحق العقوبۃ بالنار وترک السنۃ المؤکدۃ قریب
من الحرام یستحق حرمان الشفاعۃ لقولہ علیہ السلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی پس اول تو یہ حدیث جو بلا سند
ذکر کی ہے مساوی احادیث صحاح کے نہین ہوسکتی اور اگر مساوی بھی ہو تو اس مین تخصیص بتدع
کی نہین بلکہ ہر تارک سنت کے حق مین عام ہے خواہ ترک تاویل فاسد سے ہو جسکو بدعت کہتے ہین یا صرف
براہ تکاسل وتہاون ہو اگر متاول محروم ہے تو متکاسل بھی بے بہرہ ہے اور تارک واجب وفرض بدرجہ
اولیٰ محروم ہے کیونکہ ترک فرض وواجب متضمن ہے ترک سنت کو مع زیادت کے جب صرف ترک
سنت سے محروم الشفاعۃ ہوا تو ترک سنت مع امر آخر سے تو بدرجہ اولیٰ محروم ہوگا پس لازم آتا ہے کہ
کسی عاصی کی شفاعت نہو پھر اس حدیث کے کیا معنے ہونگے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی رواہ الترمذی
وابو داؤد وابن ماجہ عن جابرؓ پس یا دونون حدیثون مین تعارض کہا جاویگا تب بھی صحاح کی حدیث
راجح ہوگی یا کسی صورت سے تطبیق دیجاویگی اور کوئی تاویل کرکے کہا جاویگا کہ تارک فرض محروم نہوگا
اسی تاویل سے یہ بھی کہنا پڑیگا کہ تارک سنت بھی محروم نہین کیونکہ حرمان تارک سنت مستلزم ہے حرمان
تارک فرض وواجب کو اور نفی لازم کی مستلزم ہے نفی ملزوم کو ہر گاہ حدیث منقول ماول ہوئی حرمان
شفاعت بتدع مین کیسے حجت ہوسکتی ہے فافہم یہ جواب تو الزامی تھا اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ یا تو یہ
تہدید ہے یا مراد شفاعت سے شفاعت خاصہ ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بروز قیامت دس قسم کی شفاعت مین اذن ہوگا۔ اول شفاعت عظمیٰ واسطے خلاصی اہل محشر کے
موقف سے۔ دوسری ایک قوم کو بلا حساب جنت مین داخل کرنے کے لیے تیسری ان لوگون کے
لیے جنکے حسنات وسیئات برابر ہون۔ چوتھے ان لوگون کے لیے جو مستحق دوزخ کے ہوچکے ہون۔

پانچوین رفع درجات وزیادت کرامات کے لیے چھٹے گنہگارون کو دوزخ سے نکالنے کے لیے ساتوین استفتاح باب جنت کے لیے۔ آٹھوین مستحقین خلود کی تخفیف کے لیئے نوین خاص اہل مدینہ کے لیئے دسوین خاص زائرین روضۂ پاک کے لیے ہکذا ذکرہ الشیخ الدہلوی فی اشعۃ اللمعات پس حرمان تارک سنت کا شفاعت خاصہ سے ہوگا نہ سادسہ سے قال العلامۃ الشامی ناقلا عن العلامۃ الطحطاوی قولہ علیہ السلام من ترک اربعا قبل الظہر لم ینل شفاعتی ولعلہ للتنفیر عن الترک اوبراد شفاعۃ الخاصۃ اور سادسہ کل مومنین کو عام ہوگی قال الشیخ الدہلوی المذکور المبرور تحت حدیث شفاعتی لاہل الکبائر ومراد شفاعت ست کہ برائے نجات وخلاص از عذاب بود اما برائے رفع درجات ومزید کرامات ثابت ست برای اولیا واتقیا وصلحا البتہ اگر حد کفر تک پہونچ جاوے وہ مثل کفار کے اس شفاعت سے بھی محروم ہوگا لقولہ علیہ السلام ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ حتی مایبقی فی النار الا من حبسہ القرآن متفق علیہ واللہ اعلم۔

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین دار ومفتیان تقوی شعار درین مقدمہ کہ حضرت احمد مجتبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہتر وافضلتر تمامی مخلوقات ست آن بشیر ونذیر را تشبیہ بکرشن کنہیا دادن وبلفظ ہتک چرواہا گفتن وحق جل جلالہ وعم نوالہ را رام وصنم وشیام گردانیدن از نص قرآن مجید وفرقان حمید یا حدیث شریف یا باقوال امامان فیض توامان وتابعین وتباع تابعین وبزرگان دین درست ست یا کفر صغیرہ است یا کبیرہ مکروہ تحریمہ است یا تنزیہہ فقط

الجواب۔ اہانت وگستاخی کردن درجناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر است لیس اگر کسے این الفاظ درشان پاک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اہانۃً واستخفافاً وسخریۃ واستہزاءً گوید کافر شود وہمچنین بیباکی وبیہودگی در بارگاہ ایزد لایزال اقبح کفریات واشنع الحادست پس اگر قائل این الفاظ بلا تاویلی وتوجیہی این الفاظ میگوید کافر شود دستوجب عقوبت ومواخذہ است واگر بتاویلے وتوجیہے گوید کافر نہ شود لیکن منع کردہ شود کہ دریں ایہام کفر والحادست یکفر اذا وصف اللہ تعالی بمالایلیق بہ اوتسخر باسم من اسمائہ۔ عالمگیری ج ۲ ص ۸۰ وقال فیما یتعلق بالانبیاء یکفر لانہ شتم لہم واستخفاف بہم ۱۲ ایضاً صہ ۸۴ فقط ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کلمات اہانت

حکم بعض الفاظ موہم تنقیص خدا ورسول

حکم اہانت عالم کہ از سنت باشد

بلفظ کافر اور بددین اور بے ایمان کہے اور زدوکوب کی حالانکہ وہ خاوند نیک اور عالم فاضل شخص ہے اور معاملہ نشوز کا اختیار کیا اس صورت مین وہ عورت حالت ایمان پر رہی یا نہ رہی اور خاوند اوس عورت کا مالک طلاق کا رہا یا نہ رہا اور اوس عورت کا حکم مرتدہ کا ہے یا نہین اور اُس خاوند سے بعد توبہ اور رجوع الی الایمان نکاح کی تجدید چاہیئے یا نہین فقط

الجواب - عالم کی اہانت اگر بمقابلہ امر دین وحکم شرع کے ہو اوس سے کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی دنیاوی غصہ کی وجہ سے ہو سخت گنہگار ہوگا لیکن کافر نہوگا تو صورت مذکورہ مین اگر کسی دین کی بات مین عورت نے خاوند کی اہانت کری ہے کافر ہوگئی بعد توبہ تجدید نکاح ضرور ہے اور اگر کسی دنیاوی معاملہ مین یہ امر ہوا تو کافر نہوگی اور نکاح باقی رہے گا لیکن گنہگار ہوگی کہ خاوند عالم کی اہانت کری اور جب نکاح باقی ہے خاوند طلاق کا مالک بھی ہوگا ورنہ نہوگا بغیر طلاق کے فسخ ہو جاوے گا - ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیہا من غیر سبب - عالمگیری ج ۲ ص ۹۰ - ۸ - ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۱ھ

سوال - کسی نے دوسرے سے کہا مسجد مین گلگلے کیون رکھنے گئی تھی کیا اللہ میان وہان بیٹھے تھے اوسنے کہاکہ ہان کیا یہ کلمہ کفر ہے اور تجدید نکاح کی ضرورۃ ہے -

الجواب - غالبًا مقصود قائل کا تمکن وتحیز کا عقیدہ نہین نہ انکار ہے نصوص علی العرش وغیرہ کا اسلیے کفر نہین دعویٰ تمکن کو فقہائنے بناءً علی انکار النص کفر کہدیا ہے واذ لیس فلیس فقط واللہ اعلم -

تقریظ بر رسالہ مثبت خصوصیت علم محیط بحق تعالیٰ و نفیش از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرف علی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب مین جو آیات واحادیث وارد ہین وہ تین قسم کی ہین ایک وہ جو یقینًا ایجاب جزئی کو مفید ہین - دوسری وہ جو یقینًا سلب جزئی کو مفید ہین اور ان دونون قسمون مین کسیکو کوئی کلام نہین اور یہ امر کہ وہ بالمعنی الاعم علم غیب کہا جاویگا یا بالمعنی الاخص علم غیب نہ کہا جاویگا محض تفاوت اصطلاح ہے قابل التفات نہین اور ایہام سے احتراز واجب ہونا یہ مسئلہ فقہیہ ہے جو اس بحث سے خارج ہے اگرچہ فی نفسہ یہ حکم

ف اختصاص علم محیط بحق تعالیٰ - ف عدم علم کلی بعض [illegible]

وجوب صحیح ہے تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی وایجاب جزئی دونون کو ہے اور اسی قسم مین کلام ہے جولوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہین وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلیؔ پر محمول کرتے ہین اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھیراتے ہین اور جو با وجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہین وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہین اور یہی ملخص ہے نزاع کا اب بتوفیقہ تعالی یہ احقر سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے کے قطعی الدلالت نہین ہے تو مقام اثبات عقائد مین جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالت پر موقوف ہے اوس سے کب استدلال صحیح ہوگا بخلاف ارادہ ایجاب جزئی کے کہ وہ اپنا تو عین ہی ہے اور ایجاب کلی کے لیے لازم ہے تو وہ ہر حالت مین متیقن ہوا اور ثانیًا مدعیانہ کہتا ہے کہ ایجاب جزئی پر حمل کرنا حق ہے اور ایجاب کلی پر حمل کرنا باطل ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ ایجاب کلی مین بحصر عقلی تین احتمال ہین یا اس ایجاب کے زمانہ نسبت کو سلب جزئی کے زمانہ نسبت سے معیت ہوگی یا تقدم ہوگا یا تاخر ہوگا اور تینون باطل ہین کیونکہ اگر معیت مانی جاوے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے اسلیے کہ موجبہ کلیہ و سالبہ جزئیہ باہم متناقض ہوتے ہین اور اگر تقدم مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب علوم عطا فرمادئے گئے ہون پھر بعد مین بعض علوم نعوذ باللہ سلب کر لئے گئے ہون سو اول تو یہ امر عقلاً شنیع ہے ثانیًا مقتضائے رب زدنی علمًا کے مخالف ہے ثالثًا خود عقیدۂ خصم کے بھی خلاف ہے اور اگر تاخر مانا جاوے جیسا دفع اجتماع النقیضین کے لیے خصم کا عذر ہے تو یہ روایات صحیحہ کے مصادم ہے جن سے بعض مواد تحقق سلب جزئی کا تاخر زمانہ نسبت قضایا محتملۂ ایجاب کلیؔ سے یقینًا معلوم ہوتا ہے جیسا تتبع روایات سے ماہر پر ظاہر و باہر ہے بالخصوص بعض روایات مفیدۂ سلب جزئی کہ اوس مین احتمال عقلی بھی نہین ہوسکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اوس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح کی کہ قیامت مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگون کو حوض کوثر کی طرف بلادین گے ملائکہ عرض کرینگے انك لاتدری ما احدثوا بعدك جملہ لاتدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس مین احتمال عقلی بھی نہین کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو جیسا ظاہر ہے پس جب ایجاب کلی کے تینون احتمال معیت و تقدم و تاخر کے باطل ہوے تو ایجاب کلی باطل ہوا تو دوسرا محمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھیرا

اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا اور اس مذہب پر تمام نصوص باہم متطابق ومتوافق ومتظافر ومتظاہر رہیں گے کیونکہ ایجاب جزئی وسلب جزئی باہم متناقض نہین ہوتے اور اس پر کوئی اور محذور بھی لازم نہین آتا اس لیئے مذہب نفاۃ کا ثابت اور مذہب مثبتین کا منفی ہوگیا اور یہی مطلوب تھا والحمد للہ تعالیٰ علی ذلک فقد جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کتب بالغد من یوم الفطر سنہ ۱۳۲۰ھ فی بلدۃ بریلی۔

سوال۔ زید کہتا ہے کہ مین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدعقیدہ ہون اور کسی طرح جی نہین چاہتا کہ اون کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہون مگر ابتک کہا ہے اور کہتا ہون اور کہون گا زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ تھے تو صحابی مگر دل مین سلطنت کی محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح سلطنت یا خلافت میرے ہی خاندان مین رہے اسی بنا پر اونھون نے اپنے بیٹے یزید سے کہدیا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مارڈالنا پھر زید اس اخیر جملہ کے خلاف ایک یہ روایت بیان کرتا ہے کہ اونھون نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) حضرت امام حسین کے مارڈالنے کو یزید سے نہین کہا تھا غرض زید مختلف روایتین بیان کرتا ہے اور غالبًا اول روایت کو صحیح جانتا ہے زید اپنے خیالات کی تائید مین یہ بھی پیش کرتا ہے کہ شمس التواریخ کے مصنف نے بھی اپنی تصنیف مین جابجا حضرت امیر معاویہ پر طعن کئے ہین زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پکے مسلمان نہ تھے البتہ مرتے وقت پکے مسلمان ہوگئے تھے اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید جو اپنے کو سنّی اور حنفی کہتا ہے تو ان عقائد اور خیالات کے رکھنے سے اوسکی سنیت اور حنفیت مین کچھ نقصان آتا ہے یا نہین اور ایسے شخص کے پیچھے نماز وغیرہ پڑھنے مین اور اس کی محفلون اور جلسون مین بیٹھنے سے کچھ خرابی تو نہین آتی اور یہ ارشاد فرمایئے کہ اہل سنت وجماعت کو حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے اور شمس التواریخ اور اُسکے مصنف جو اکبرآبادی ہین اور غالبًا ابھی زندہ ہون گے اسلام مین کیا رتبہ رکھتے ہین آیا اونکی تصانیف قابل اعتبار ہین یا نہین۔

الجواب۔ حدیث مین ہے لاتسبوا صحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ متفق علیہ اور حدیث مین ہے اکرموا اصحابی فانہم خیارکم رواہ النسائی

اور حدیث میں ہے لا تمس النار مسلما رانی او رای من رانی رواہ الترمذی اور حدیث میں ہے فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم رواہ الترمذی اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی یقیناً ہیں اسلیے احادیث مذکورہ اونکو شامل ہوں گی پس اُن کا اکرام اور محبت واجب ہوگی اور اُن کو بُرا کہنا اور اُن سے بغض و نفرت رکھنا یقیناً حرام ہوگا اور اُن سے جو کچھ منقول ہے بعد تسلیم صحۃ نقل اون اعمال پر اونکے حسنات بلکہ خود ایک وصف صحابیت غالب ہے جیسا ارشاد نبوی ہے فلو ان احد کم الخ اسپر دال ہے اور اسی بناء پر لا تمس النار الخ فرمایا ہے پس جو وسوسہ و خطرہ بلا اختیار دل میں پیدا ہو وہ عفو ہے اور جو عقیدہ اور تعلق اختیار سے ہو اوسکی اصلاح واجب ہے اور جو شخص باختیار بدگمانی یا بدزبانی یا بغض و نفرت رکھیگا لامحالہ وہ احادیث نبویہ کا مخالف اور خارج از اہل سنت و جماعت ہو جیسا کتب اہلسنت سے ظاہر ہے اسلیے اوسکی امامت بھی مکروہ ہے اور اختلاط بلا ضرورۃ ممنوع فی شرح العقائد النسفیۃ وما وقع بینهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاویلات فسبهم والطعن فیهم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عائشة رضی اللہ عنها والا فبدعة وفسق آھ شمس التواریخ نظر سے نہیں گذری نہ مصنف کا حال معلوم ہوا واللہ اعلم۔

سوال - مسلمان کو علم نجوم پڑھنا کیسا ہے اور نجومی نے جو لوگوں کو اخبار غیبی بتلاکر زر و لباس وغیرہ فراہم کیا ہے شرعاً وہ کمائی کیسی ہے بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ یہ علم حق تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو تعلیم کیا تھا اور نجومی جو وقوع حوادث آیندہ کو کہ امر تقدیری ہے بقواعد نجوم بتاتا ہے یہ کچھ علم غیب میں شمار نہیں تو مسلمانان معتقدین نجوم کا اسطرح عقیدہ رکھنا اور بیان کرنا شریعت میں کیسا سمجھا جائیگا

الجواب - چونکہ اسپر مفاسد اعتقادیہ و عملیہ مرتب ہوتے ہیں لہذا حرام ہے اور بعض اوقات مفضی بکفر ہے اور ایسی کمائی بھی حرام ہے۔ اس مقولہ کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ روایت ثابت نہیں۔ دوسرے وہ خاص قواعد سند صحیح سے منقول نہیں جس سے یہ کہا جاوے کہ یہ وہی علم ہے تیسرے عام طور پر خود اہل فن اور دوسرے رجوع کرنے والے بھی کواکب کو متصرف و فاعل مستقل سمجھتے ہیں جو مثل عقیدہ علم غیب کے خود یہ عقیدہ استقلال فعل و تصرف کا شرک جلی اور منافی توحید ہے۔ چوتھے جو علم بلا اسباب علم ہو وہ علم غیب ہے اور جو چیز اسباب علم سے نہو اوس کا سبب سمجھنا باطل ہے اور

علم نجوم

کواکب کا اسباب علم سے ہونا ثابت نہین۔ پس یہ اسباب علم نہ ہوئے تو ان کو اسباب سمجھنا باطل ہوا پس انکے ذریعہ سے جس علم کے حاصل ہونیکا دعویٰ کیا جاویگا وہ علم بلا اسباب ہوگا اور یہی علم غیب ہے پس اہل نجوم اس اعتبار سے مدعی علم غیب ہوئے اور ان کا مصدّق معتقد علم غیب کا ہوا۔ پانچوین جسطرح عقیدہ باطلہ معصیت ہے اسیطرح عمل غیر مشروع بھی معصیت ہے اور نجومی اس سے خالی نہین۔

سند عدم تکفیر بہ غلط خواندن قرآن

سوال۔ بعض قراء لکھتے ہین کہ تمام کلام اللہ مین چند مقام ایسے ہین کہ زیر زبر پیش کے بدلنے سے کافر ہوجاتا ہے اور اسکے کفر مین علماء کا اتفاق ہے تو کفر ہونا بر تقدیر قصداً دانستہ پڑھنے کے ہے یا سہواً اور عدم علمیت کی تقدیر پر بھی علیٰ ہذا کلمات کفر کے متعلق بھی سوال ہے و نیز وقف لازم کیمتعلق قراء لکھتے ہین کہ بعض مقام مین بوجہ عدم وقف کے خوف کفر ہے یہ حکم کفر تغلیظاً ہے جیسے من ترک الصلوٰۃ الخ مین اور کفر کے معنے کیا ہین اور بر تقدیر کفر ہونے کے تجدید نکاح و ایمان ضروری ہے یا نہین

الجواب۔ حقیقت کفر۔۔۔ متعلق اعتقاد کے ہے سو جو شخص معنے نہین سمجھتا یا قصداً نہین کہا اوس پر کفر کا حکم کیسے ہوسکتا ہے اسلیے نہ تجدید ایمان کی ضرورت ہے نہ تجدید نکاح کی بعض قراء نے جو لکھدیا ہے بعض جگہ تو بالکل غلط کہا ہے اور بعض جگہ فساد معنے لازم آتا ہے یہ مراد ہے کہ فی نفسہ یہ کلمہ موجب فساد ہے اور مستلزم کفر گو کسی عذر سے بچ جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتاب المناظرہ

شبہ متعلق تعیین لیلۃ القدر بہ اختلاف اوقات در بلاد و جواب آن

سوال۔ تقریبًا ایک ماہ کا عرصہ گذرا کہ ایک اہل تشیع نے مجھسے دو سوال پیش کیے تھے ایک تو یہ کہ انسان کو اشرف المخلوق کیون کہتے ہین۔ دوم یہ کہ قرآن جمیع اولاد آدم کی ہدایۃ کے لیے اترا ہے اور اولاد آدم اکناف عالم مین ایسے مختلف جزائر مین بھی آباد ہے کہ اُس جگہ اُس وقت دن ہے اور دوسرے مقام پر رات تو سورۃ لیلۃ القدر مین جو فضیلت شب منصوص ہے اسکا مصداق وہ مقام نہ ہونگے جہان اُسوقت دن ہوگا ایسا اختلاف نزول ملائکہ مین کیون واقع ہوگا حالانکہ کلام الٰہی جملہ بنی نوع انسان کے لیئے حالات پر منطبق ہونا چاہیئے وہ شخص جواب عقلی مانگتا ہے نہ نقلی

ملے یہ کتاب المناظرہ اور اسکے بعد کے سب مباحث آخر جلد ہذا تک سب کے سب عنوان بالا یعنی عقائد کلام ہی کے مناسب بلکہ اوسمین مندرج و داخل ہین ۱۲ منہ

پہلے جواب میں تو میں نے اس کی تسکین کر دی مگر اس کے جواب کی ضرورت ہے۔ فقط۔

الجواب۔ سوال دوم کا جواب بہت ظاہر ہے جس زمانہ و وقت کے ساتھ جو حکم یا فضیلت متعلق ہے ہر جگہ جب وہ وقت وہ زمانہ آویگا اُسی وقت حکم یا فضیلت بھی واقع ہوگی پس جس طرح نمازوں کا حکم ہر جگہ طلوع و غروب کے ساتھ ہے اسی طرح یہاں کے حساب سے جو لیلۃ القدر ہوگی اُسوقت وہ برکاتِ خاصہ یہاں نازل ہونگے اور جسوقت دوسری جگہ کے حساب سے وہاں لیلۃ القدر ہوگی ویسے ہی برکات اور رحمت وہاں اُسوقت متوجہ ہونگی وہذا ظاہر جدًا فقط

سوال۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح اشعۃ اللمعات میفرمایند در باب فدک از صحیح بخاری کہ از وقتیکہ با جناب صدیق و حضرت زہرا درین باب مکالمہ واقع گشت ازان باز جناب سیدہ مطہرہ از حضرت صدیق رض کلام نکرد تا اینکہ انتقال فرمود درخت ارتحال کشید از ظاہر کلام شیخ رض از مضمون صحیح بخاری پیداست کہ این عدم تکلم از بنا بر ہمان ملالت ست پس مدلول حقیقتش چیست۔

الجواب۔ بر ظاہر ست کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رض در منع فدک مستند بدلیل شرعی قطعی مسلم عند علی رض و فاطمہ رض بود و حضرت سیدہ رض نیز قبلہ و کعبہ سنیان ہستند بنا برین علماء محققین لم یتکلم را بر معنی لم یتکلم فی ہذا الامر محمول کردہ اند ولو سلمنا کہ لم یتکلم بر معنے متبادر محمول باشد تاہم چہ دلیل کہ این ہجران از ملالت بود و اگر بروایتی تصریح ہم برآید ممکن کہ ظن راوی باشد فقیر میگوید کہ انصاف پسندان غور فرمایند کہ حضرت فاطمہ رض کہ با ابی بکر رض رشتہ محرمیۃ نسبیہ یا رضاعیہ نمیداشتند پس عدم تکلم فیما بینہما مقتضائے حالت اصلی و موجب سیادت و عفت سیدہ است پس بر حالت اصلی چگونہ حیرت دست دادہ بلکہ اگر تعجب باشد اگر از تکلم باید کہ چرا با اجنبی مکالمت فرمودند لیکن چون ضرورت طلبِ حق بود این استبعاد ہم مرفوع است لاسیما کہ حضرت ابوبکر رض در حضرت سیدہ رفتہ مستدعی صفا و رفع کدورت شدند چنانچہ در بعض روایات کہ نشانش درینوقت مستحضر نیست آمدہ و حضرت سیدہ رفع ملال فرمودند و اگر گویم کہ انقباض تا لب گور ہمراہ بردند پس این انقباض طبع بود کہ رفع آن غیر مکلف و از لوازم بشریت است و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا خصوصًا اگر دلیل حضرت ابوبکر رض بزعم و اجتہاد ایشان ماول بتاویلی باشد نہ بر ایشان ملامت کہ باجتہاد خود خویش را مستحق مے پنداشتند و نہ۔

برحضرت ابوبکرؓ کہ ایشان باتباع اجتہاد خود مامور بودند تقلید حضرت سیدہ جائز نبود خصوصاً وقتیکہ اجتہاد شان موافق باشد باجتہاد سائر صحابہ وام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واللہ اعلم۔

سوالات عیسائی منقولہ از پرچہ (نور علی نور) بابت جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

اگر کوئی مولانا صاحب حسب ذیل سوالون کو قرآن شریف سے ثابت کردین تو ازان وقت ہم محمد عربی کا رسول ہونا مان لین گے اوّل قرآن شریف کی کسی آیت سے آنحضرت کو معصوم ثابت کیجیے۔ دوم انجیل کو کسی قرآن کی آیت سے منسوخ کیجیے۔ سوم علاوہ شق القمر کے کوئی معجزہ قرآن شریف سے ظاہر کیجیے۔

الجواب۔ الحمد للہ المتفضل علے رسولہ بقولہ ولولا فضل اللہ علیک الی قولہ عظیما وقولہ لولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا وقولہ الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا الی قولہ ہم المفلحون وقولہ وانزلنا الیک الکتاب بالحق الے قولہ لقوم یوقنون وقولہ بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وقولہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اما بعد پرچہ نور علی نور لدہیانہ مطبوعہ یکم اگست مین صفحہ ۱۵ پر کسی پادری صاحب کے تین سوال ایک مسئلہ عصمت کا دوسرا نسخ انجیل کا تیسرا شق القمر کے علاوہ معجزہ کے ثبوت کا جن کا جواب اونھون نے قرآن مجید سے چاہا ہے نظر سے گذرے چونکہ وجوب جواب کے لیے سوال کا معقول اور اصول صحیحہ پر منطبق ہونا ضروری ہے اس لیے ہم اُن فروگذاشتون کو جو سائل صاحب سے ان سوالات مین واقع ہوئی ہین اظہار کرتے ہین تاکہ آیندہ سے جو سوال کرین اوسمین ایسے امور کا لحاظ رکھین۔ اوّل جاننا چاہیئے کہ جس مدعی کا جو دعوی ہو اوس دعوی کو محفوظ رکھکر اوس کی دلیل کا مطالبہ کرنا زیبا ہوتا ہے سائل صاحب نے تینون سوالون مین مسلمانون کے دعوی کو بدل دیا ہے یعنی مسلمانون کا دعوی تینون مسئلون مین یہ ہے کہ قطعی دلیل سے انکا ثبوت ہے اور قطعی دلیل اونکے یہان قرآن مجید مین منحصر نہین بلکہ قرآن مجید اور خبر متواتر اور اجماع اور دلیل عقلی برہانی یہ سب اونکے نزدیک قطعی دلائل ہین پھر قطعیت مین بھی اونکے نزدیک دو مرتبے ہین ایک وہ جس کا انکار کفر ہو گو انکار بتاویل ہو ایک وہ جسکا انکار اگر تاویل سے ہو کفر نہ ہو بدعۃ سیئہ ہو پس مسلمانون کے دعوے مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون مسئلے دلائل مذکورہ سے ثابت ہین خواہ کسی دلیل سے ہون اور دونون مرتبہ

مذکورہ مین سے کسی مرتبہ مین ہون اب ان سے صرف دلیل قرآنی کا مطالبہ کرنے والے سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا تمہارے نزدیک اُن کا دعوے یہی ہے کہ یہ سب مسائل قرآن سے ثابت ہین یا یہ دعوے ہے کہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہین شق اول پر تو اونکے دعوے کی تغییر لازم آتی ہے کیونکہ اُن کا یہ دعوی نہین ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور شق ثانی پر خاص قرآن سے جواب دینا اونکے ذمہ ضرور نہین پس دونون شقون پر مطالبہ دلیل کا استحقاق نہین پہونچتا۔ دوؔم بعد محفوظ رکھنے دعوے کے بھی سائل کو کسی خاص دلیل کا مطالبہ اوسوقت زیبا ہے جب خود اوس دلیل کو وہ صحیح سمجھتا ہو ورنہ بیفائدہ مجیب کا وقت ضائع کرنا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ ہم تو جب جانین کہ فلانے واقعہ کی شہادت زید سے دلوادو اور خود زید کو کاذب کہتا ہو تو مخاطب کو اس سعی بیفائدہ سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ اگر زید سے شہادت بھی دلوادی تو اوسوقت وہ یون کہدےگا کہ میرے نزدیک زید کاذب ہے پس سائل صاحب دو حال سے خالی نہین یا قرآن کو مانتے ہین یا نہین اگر مانتے ہین تو مسلمان ہونے کا اقرار کرین پھر سوال کرنا اس حیثیت سے بے موقع نہین اور اگر نہین مانتے تو بے فائدہ قرآن کی شہادت کیون مانگتے ہین اور یہ اونکا کہنا کسکے دل کو لگ سکتا ہے کہ اگر قرآن سے ثابت کردین گو ہم محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا مان لین گے کیونکہ جو شخص شاہد کو کاذب کہتا ہوگا وہ واقعہ کو کیسے صادق سمجھےگا یہ تو محض کلام بے معنے ہے۔ سوؔم ترتیب فطری سوالات کی یہ ہے کہ اگر بہت سے امور مجتمع ہون تو اول وہ باتین دریافت کرنا چاہیئے جن مین اصل گفتگو ہو اور جن کے طے ہونے سے مابعد کے امور آسانی سے طے ہو جاوین نہ یہ کہ ایسی بات پوچھی جاوے کہ اگر وہ طے بھی ہو جاوے تو اصل الاصول کی تحقیق پھر باقی رہی پس مسلمانون مین اور پادری صاحب مین مسائل مختلف فیہا مین سے سب سے بڑا نبوت و رسالت کا مسئلہ ہے جب تک اسمین اختلاف رہیگا اگر مسئلہ نسخ یا معجزہ یا عصمت پر حجۃ بھی قائم کردی گئی تو ہم پوچھتے ہین کہ آیا مسلمان ہونے کے لیے اوسکی تحقیق ضروری ہوگی یا نہین شق ثانی بداہۃً غیر قابل تسلیم ہے شق اول پر ان مسائل کی تحقیق مین اتنا وقت صرف کرنے سے کیا فائدہ نکلا چونکہ یہ سوالات محض خلاف اصول کیے گئے ہین لہذا مسلمانون کے ذمہ اُنکا جواب نہین ہے اب اُن فروگذاشتون کے اظہار کے بعد ہم خیر خواہانہ عرض کرتے ہین کہ اگر آپ کو واقع مین دل سے طلب حق مقصود و منظور ہے تو آپ ظاہر فرمایئے آپ کو

کسی عالم محمدی کا نام بتلایا جاوے گا آپ بالمشافہ گفتگو کر کے اپنی تسلی کر لیجیے اور اگر ہر انی جتانی ہی مقصود ہے تو غریب مسلمانون کو ان عنایتون سے معاف رکھیئے کیونکہ اس صورۃ مین تقریر و تحریر سب بے سود ہے۔ ۱۸۔ جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

سوال۔ ایک شخص کے یہ اقوال ہین ان کا کیا جواب ہے (قول اوّل) روضۃ الصفا اور بہت سی کتابون سے نقل کر کر ترجمہ کیا ہے بخوف طوالت عبارت نقل نہین کرتا صرف ترجمہ عرض کیئے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو جمع کر کے فرمایا کہ مین تمہارے لیے دنیا و دین کی بھلائی لایا ہون اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس کی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون ایسا ہے کہ اس امر مین میری مدد اور وزارت کرے اور میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو قوم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی (حضرت علی رضؓ کہتے ہین کہ یہ حال دیکھکر) مین نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ کی نصرت اور وزارت کے لیے مین موجود ہون پس جناب رسالتمآب نے میری گردن پر ہاتھ رکھا اور قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم اسکا حکم سنو اور اطاعت کرو انتہیٰ فقط

الجواب۔ روضۃ الصفا اتفاق سے مل گئی اوسمین اول تو آوردہ اند کر کے یہ حکایت بیان کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مؤلف ہی کو وثوق نہین ہے ثانیاً اگر ان کو وثوق بھی ہوتا تو جب بھی کوئی روایت بلا سند معتبر نہین اور اُس مین سند کا نشان بھی نہین ثالثاً اُس مین لفظ خلیفہ کا کہین پتہ بھی نہین رہا بھائی ہونا سو اس سے کسکو انکار ہے اور لفظ وصی عام ہے کچھ خلافت کے ساتھ مخصوص نہین حدیث فاستوصوا بہم خیرا مین ساری امت کا وصی ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ روضۃ الصفا مین در فضائل اہل بیت آوردہ اند کہا ہے اور اثبات خلافت مین نہین کہا معلوم ہوا کہ محض مثبت فضیلت ہی وبس اور کتابین اگر دکھلائی جاوین تو جواب دیا جاوے باقی یہ امر ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بدون سند صحیح کوئی روایت احتجاج مین مقبول نہین ہو سکتی گو کسی کتاب مین ہو واللہ اعلم۔

قول دوم۔ بعضی کتابون سے ثابت کیا ہے کہ آیت یاایہا الرسول بلغ الآیۃ بروز غدیر خم حضرت علی رضؓ کی شان مین نازل ہوا ہے انتہی بلفظہ۔

الجواب۔ اوّل تو حسب قاعدہ مذکورہ جواب قول اوّل سند صحیح کا مطالبہ کیا جاتا ہی بدون اسکے

ذریعہ بعض شبہات شیعہ متعلقہ بہ فضائل حضرت علی رض

حجت نہین دوسرے برتقدیر تسلیم یہ اہل سنت کو مضر نہین غایت مافی الباب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت کا اثبات ہوگا سو فضائل مرتضویہ کا کون منکر ہے باقی خلاف یا افضلیت من الکل کا اس مین کہین نشان نہین اور حدیث غدیر سے صرف حضرت علی رضؓ کا محبوب المومنین ہونا ثابت ہوتا ہے سو وہ عین دین ہے۔

قول سوم۔ تفسیر ابن مردویہ۔ تفسیر در منثور تفسیر فتح البیان سے نقل کیا ہے عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ انتہے کلامہ۔

الجواب۔ لفظ مولی مشترک ہے واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور قرینہ مقام سے معنے محبوب کو ترجیح ہے کیونکہ امام احمدؒ کی روایت مین اسکے بعد یہ بھی ہے اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اور ظاہر ہے کہ عداوت کے مقابل ولایت بمعنے محبت ہے۔

قول چہارم۔ بعضی کتب سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا شکر کرتا ہون مین اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اسبات پر کہ وہ میری رسالت اور علی رضؓ کی ولایت سے راضی اور خوشنود ہوا انتہے کلامہ۔

الجواب۔ بالکل غلط روایت ہے کیونکہ صحیح بخاری مین بروایت حضرت عمر رضؓ اور ترمذی مین بروایت حضرت ابن عباس (کلاہما فی کتاب التفسیر) تصریح ہے کہ آیت اکملت لکم دینکم یوم عرفہ مین نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت عرفات مین تھے اور قصہ غدیر کا وہان سے واپس ہونے کے وقت جحفہ مین واقع ہوا پس بوجہ معارضہ حدیث صحیح کے یہ روایت بالکل غلط سمجھی جاویگی۔

قول پنجم۔ بخاری شریف کی عبارت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضؓ نے یزید سے بیعت کی تھی اور فرماتے تھے کہ مین نے حکم خدا و رسول سے بیعت کی ہے اور جو شخص بیعت نکریگا اس سے مجھے واسطہ نہین ہے انتہے۔

الجواب۔ اس مین کیا اعتراض ہے بیعت کے لیے خلیفہ کا تقی اور ورع ہونا شرط صحت نہین ہے

اور مخالفت مین خوف فتنہ کا تھا اس لیئے اگر باوجود کراہت قلب کے تفریق بین المسلمین سے بچنے کے لیے بیعت کرلی تو کیا خرابی ہوئی اور آپنے لوگون کو اسی خوف فتنہ سے روکا۔

قول ششم۔ روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر سے بالکل خلاف مذہب اہلسنت عجیب و غریب رواتیین نقل کی ہین اور اوّل یہ دعوی کیا ہے کہ یہ کتابین مقبول الطرفین ہین چنانچہ شاہ عبدالعزیز رح صاحب تحفہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۲۱۴ مین فرماتے ہین امنیست آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر ملا معین و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجود ست انتہی کلام تحفہ و نیز جناب شاہ صاحب نے اپنے اثبات دعوے مین انہی کتابون کی رواتیین نقل فرمائی ہین چنانچہ صفحہ ۲۴۴ مین طعن چہارم کے جواب مین روایت نقل کرتے ہین و در معارج و حبیب السیر مذکور است کہ بعد از غزوہ تبوک الخ انتہے کلام تحفہ۔

الجواب۔ کسی تاریخ کے معتبر ہونے کے معنے یہ ہین کہ اکثر امور تاریخیہ مین معتبر ہو نہ کہ امور متعلقہ دین مین اور نہ جمیع امور تاریخیہ مین۔

قول ہفتم۔ جب خاندان رسالت مآب کو یزید نے تباہ کرلیا تو حسب وصیت اپنے باپ معاویہ رض بن سفیان کے مدینہ طیبہ کی بربادی پر کمر باندھی چنانچہ محدث رح دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ ابن ابی خیثمہ بسند صحیح رسانیدہ میگوید کہ اشیاخ مدینہ منورہ حدیث میکردند کہ معاویہ رض در احتضار موت یزید پلید را پیش خود طلبیدہ گفت چنین دانم کہ ترا از اہل مدینہ منورہ روزے پیش خواہد آمد باید کہ علاج آن واقعہ بمسلم بن عقبہ کنی ہیچکس را ناصح تر از وے درین واقعہ نمی بینی چون یزید پلید بعد از پدر بر سریر امارت نشست بر وصیت پدر عمل نمود مہم اہل مدینہ منورہ بانصرام رسانید و مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال مدینہ منورہ فرستاد الخ انتہی کلامہ بلفظہ۔

الجواب۔ اول تو اُس کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہے ثانیاً حضرت معاویہ رض کی وصیت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اہل مدینہ ایذا پہونچادین تو اُس کو مسلم کے ذریعہ سے روکیو یہ کیا ضرور ہے کہ جو مطلب یزید نے سمجھا وہی مراد ہو حضرت معاویہ رض پر کیا اعتراض ہوا۔

قول ہشتم۔ امام یافعی در مرآۃ الجنان و علامہ ذہبی در تذکرۃ الحفاظ و شاہ عبدالعزیز صاحب در بستان المحدثین آوردہ کہ امام نسائی روزے در جامع دمشق از خصائص نسائی برخی در شان جناب

امیر رضؓ میخواند شخصے گفت از فضائل امیر المومنین معاویہ رضؓ ہم چیزے اگر نوشتہ باشی بگو امام نسائی جواب داد کہ معاویہ رضؓ را ہمین بس است کہ نجات یابد اور افضائل کجا بجز اینکہ الا لا اشبع اللہ بطنہ عوام کالانعام چون این سخن بشنیدند امام نسائی را زدوکوب نمودند کہ او مظلوم شہید شد انتہے بلفظہ۔

الجواب۔ امام نسائی کو کوئی حدیث اُن کی فضیلت کی نہ پہونچی ہوگی باقی خود اُن کے اس قول سے کہ ہمین بس ست کہ نجات یابد معلوم ہوتا ہے کہ اُن افعال واقوال کو مثل شیعہ کے یقیناً مانع نجات نہ جانتے تھے۔

قول نہم۔ عبداللہؓ بن عمر جیسے شخص نے یزید ایسے شخص سے بیعت کرلی چنانچہ حدیث بخاری مین ہے عن نافع قال لما خلع اہل المدینۃ یزید بن معاویہ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ وانا قد بایعنا ہذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم احدا منکم خلعہ ولا تابع فی ہذا الامر الا کانت الفیصل بینی وبینہ انتہی بلفظ المؤلف۔

الجواب۔ جواب سوال پنجم مین گذرچکا ہے اور خود لفظ حدیث کے کہہ رہے ہین کہ غدر اور خلع سے امتناع اور منع کررہے ہین اسباب مین بکثرت احادیث وارد ہین کہ بعد بیعت کے نکث ممنوع ہے جب تک کفر صریح عارض نہو جاوے۔

قول دہم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم معاویۃ رضؓ علی منبری فاقتلوہ (منقول از فردوس دیلمی کنوز الحقائق) انتہے۔

الجواب۔ بستان المحدثین مین دیلمی کو تودۂ موضوعات لکھا ہے۔

قول یازدہم۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی نے حضرت علی رضؓ کا نام فہرست خلفائے راشدین سے نکال ڈالا چنانچہ ازالۃ الخفاء مین کہتے ہین کہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر سے زمانہ رسالتمآب وزمانہ ابوبکر وزمانہ عمر رضؓ وزمانہ عثمان مراد ہے بعد ازان اختلاف ظاہر ہوئے پھر آگے چلکر تحریر فرماتے ہین کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ مدینہ مین ہوگی اور سوائے خلفا ثلثہ کے مدینہ مین الخ کسی نے اقامت اختیار نہین کی انتہے عبارتہ بلفظہ۔

الجواب۔ اوّل تو پورا مقام دیکھنا ضرور ہے ثانیاً خیریت اور رشد کلی مشکک ہے اور تفاوت ازمنہ کا ظاہر ہے سو اگر خیر ورشد اکمل کی نفی کردی تو اس سے مطلق خیر ورشد کی نفی کہانسے لازم آئی

سوال۔ بندہ فقیر شیخ عبدالصمد ساکن قصبہ سندیلہ متعلقہ ملک اودھ تین مقامات مندرجہ ذیل پر پریشانی وحیرانی رکھتا ہے امید دانشمندان اہل اسلام سے یہ ہے کہ میری اس حیرانی اور پریشانی کو میرے سوالون کے جوابات قابل اطمینان سے دفع فرمادین اور جوابات دلائل منطقی اور تاویلات سے نہین چاہتا ہون۔

سوال اوّل۔ علی مرتضیٰؓ کے اوصاف جیسے قرآن مجید اور حدیثون مستند رسول مقبول صلعم سے ثابت ہین ویسے کسی دوسرے کے نسبت نہین ہین اکثر علماء سنت وجماعت بھی مقر ہین بلکہ بجواب فرقہ زیدیہ باب خلافت مین افضلیت علی مرتضیٰ کے کلام علماء سنت وجماعت سے ثابت ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فرقہ سنت جماعت مفضولی علی مرتضی مین کوشش اور اہتمام بلیغ کرتے ہین۔

سوال دوم۔ باوصف موجود ہونے امام جعفر صادق کے عہد ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک مین اور امام موسیٰ کاظم کے عہد محمد شافعی مین اور زمانہ ابن حنبل مین اکثر اولاد اہل بیت نبوی موجود تھی کیا سبب ہوا کہ جو ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور حنبل چار شخص غیر امام وپیشوائے دین محمدی کے قائم ہوے اور انہین کے چار مصلے کعبہ مین نصب ہوئے اور امام اور اولاد خاندان اہل بیت نبوی عوام الناس مین شمار کیے گئے۔

سوال سوم۔ علماء سنت جماعت نے بمشورہ امام ابوحنیفہ کوفی وامام ابویوسف گروہ مشائخ مین چار پیر اور چودہ خانوادہ پیری مریدی کے عرب وعجم مین قائم کیے اور یہ بڑا فراخ راستہ رواج دین محمدی کا قرار دیکر جاری کیا گیا اون مین جو سرگروہ تھے بعض محض غیر شخص بعض اولاد ابوبکر صدیق اور بعض اولاد عبدالرحمن بن عوف سے تھے اور اکثر اولاد عباسیون دشمنان اہل بیت نبوی سے تھی کیا وجہ ہوئی جو ایسے بڑے وسیع طریقہ اجراے دین محمدی مین کوئی شخص اہل بیت نبوی سے شامل نہین کیا گیا۔

الجوابات۔ طرز کلام سائل سے مفہوم ہوتا ہے کہ طبیعت سائل کی اختصار پسند ہے لہذا ہم بھی بحکم خیر الکلام ماقل ودل نہایت اختصار سے جواب دیتے ہین۔

جواب سوال اول۔ یہ کہنا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نسبت ایسے فضائل مذکور ہین کہ دوسرے کے حق مین نہین محل کلام مین ہے کمیۃ فضائل امر دیگر ہے اور کیفیت امر آخر اگر کثرت کما

ن۱ افضلیت اعلی ب ثوب بخلیفہ اول

مسلم بھی ہو تو کثرت کیفاً محل نظر ہے بلکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر حضرت صدیق رضہ کے ساتھ مخصوص ہے قال اللہ تعالیٰ وسیجنبہا الاتقی وقال ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان دونوں آیتوں سے بڑھکر کیا فضیلت اور دلیل افضلیت کی ہوگی بعد اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ مفضولی سے سائل کی کیا مراد ہے اگر مفضولی کل اصحاب سے مراد ہے سو اس مین تو کوئی سنی اہتمام نہین کرتا اور اگر مفضولی اصحاب ثلثہ سے مراد ہے سو اُس مین سنی کیا کرین جب خود حدیث مرفوع تقریری سے یہ امر ثابت ہو روی البخاری عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی صلعم فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان آھ وزاد الطبرانی فی روایۃ فیسمع رسول اللہ صلعم ذلک فلا ینکرہ آھ اور تفضیل شیخین کی اپنے اوپر خود جناب امیر علیہ السلام کے ارشاد سے ثابت ہے روی البخاری عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر آھ واخرج ابن عساکر عن ابن لیلی قال قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ حد المفتری واخرج احمد وغیرہ عن علی رضہ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر وعمر قال الذہبی وہذا متواتر عن علی رضہ۔ واللہ اعلم۔

جواب سوال ثانی۔ یہ اعتراض اسوقت صحیح ہوتا جبکہ مقلدین ائمہ اربعہ کے اہل بیت کی مخالفت کرکے تقلید مجتہدین کی کرتے حالانکہ ایسا نہین بلکہ تقلید مجتہدین کی بعینہ اتباع ائمہ اہل بیت کا ہے کیونکہ مجتہدین نے اصول و قواعد کا استفادہ اکثر آئمہ سے کیا ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین اکثر مستفید ہونا اور امام علیہ السلام کا اکثر امام رحمہ اللہ کی تحسین فرمانا معروف ہے البتہ چونکہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اکثر اہتمام افادات باطنی مین زائد رہا ہو ہو المفہوم من حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فالاول ماخذ علم الشریعۃ والثانی ماخذ علم الطریقۃ اور اسی وجہ سے حضرات ائمہ نے کوئی کتاب فروع وجزئیات یا اصول و قواعد مین تصنیف نہین فرمائی بلکہ یہ کام تفویض مجتہدین کے کردیا چنانچہ قول ائمہ اہل بیت کا انما امرنا بالسر مستور فی سر و سر مستتر وسر علی سر وانما علینا ان نلقی الیکم الاصول وعلیکم ان تفرعوا۔ وبعبارۃ اخری علینا القاء الاصول و علیکم التفریع مشہور ہے ولنعم ماقیل ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند + میل او اندر دلش انداختند

ف: تقلید اہل بیت در ضمن تقلید مجتہدین

ع؎ المراد بلا واسطۃ والا فالقرآن ماخذ للاسرار ایضاً لکن بواسطۃ افاضۃ الشیوخ الذین ہم العترۃ او الآخذون منہم ۱۲ منہ

اور اُن مجتہدین نے تمہید اصول و استخراج فروع مین نہایت مشقت اوٹھائی اور سبیل اللہ کو صاف کردیا پس بالضرور اقوال مجتہدین کا اخذ کرنا ضرور ہوا اور اُنکی تقلید بعینہ اتباع اہل بیت کا اور انکے چار مصلے بعینہ مصلے ائمہ کے ہوئے کہ اقوال مجتہدین کی تفصیل مین ارشادات مجملہ حضرات اہل بیت کے وہل من تغایر حقیقی بین الاجمال والتفصیل فافہم واستقم رہا یہ شبہہ کہ اونکی طرف انتساب کیون نہین کرتے اسکا دفعیہ یہ ہے کہ انتساب واسطہ قریب کی طرف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ اکثر مسائل جزئیہ کے ماخذ آثار خلفاء راشدین ودیگر اصحاب رضہ کے ہین پھر کوئی اپنے کو ابوبکری یا عمری یا مثل اسکے نہین کہتا پس جیسا اس انتساب کے ترک سے لازم نہین آتا کہ اہل سنت نے ان صاحبون کو عوام مین شمار کیا ہو علی ہذا ترک انتساب الی الائمہ سے بھی اُنکا معاذ اللہ کالعوام جاننا لازم نہین آتا بلکہ ارباب ذوق کے نزدیک یہ ترک انتساب بھی عین ادب ہے کما قال قائل ہنوز نام توگفتن کمال بے ادبی ست۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ واللہ اعلم۔

جواب سوال ثالث۔ اس سوال مین سائل نے بہت چشم پوشی کو کام فرمایا اول تو یہ کہنا کہ چار پیر اور چودہ خانوادہ بمشورہ امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف رحمہما اللہ کے جاری ہوئے سراسر غلطی ہے کیونکہ مشائخ ہر چہار خاندان کے حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم رحمہ اللہ متوفی ۵۶۱ھ و شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ۔ وخواجہ معین الدین چشتی رح متوفی ۶۳۳ھ وخواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رح متوفی ۷۹۱ھ ہین اور وفات امام ابوحنیفہ کی ۱۵۰ھ مین اور وفات امام ابویوسف کی ۱۸۲ھ مین ہوئی علی ہذا القیاس زمانہ سرگروہان خانوادہ کا زمانہ شیخین سے بہت متاخر ہے پس وہ دونون امام ان سلاسل کے اجرا مین کیسے مشورہ دیسکتے تھے اور رجعت کا کوئی قائل نہین وھو ظاہر۔ دوسرے یہ کہنا کہ حضرات اہل بیت مین سے کوئی شامل نہین کیا گیا یہ دوسرا تسامح ہے کیونکہ جتنے سلسلے ولایت کے ہین سب بواسطہ اہل بیت کے آنحضرت صلعم تک پہونچے ہین چنانچہ نقشبندیہ کے ایک سلسلہ مین حضرت امام جعفر صادق عم اور دوسرے مین حضرت علی رضہ وحضرت امام حسین رضہ وحضرت امام زین العابدین رضہ وحضرت امام محمد باقر رضہ وحضرت امام جعفر صادق رضہ وحضرت امام موسیٰ کاظم رضہ و حضرت امام علی بن موسیٰ رضہ اور سلسلہ قادریہ مین حضرت امام حسن رضہ وحضرت حسن مثنیٰ وحضرت سید عبداللہ محض اور سلسلہ چشتیہ مین حضرت علی رضہ اور سلسلہ سہروردیہ مین حضرت امام علی موسیٰ رضا عم واقع ہین پس یہ

ن بعض مشائخ بعض اہل بیت

سب سلاسل اہل بیت کے ہین فہذہ السلاسل کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا - رہا ترک انتساب اسکی وجہ جواب سوال ثانی مین مذکور ہو چکی فلا نعیدہ - امید مستفتی منصف سے یہ ہے کہ ان سہل جوابون پر غور کرکے اپنی پریشانی کو مبدل بہ اطمینان فرمادین اوراس عاجز کو گاہے گاہے دعائے خیر سے یاد کرین واللہ الہادی وانما علینا البلاغ واللہ اعلم -

سوال - جناب بندہ - تسلیم مزاج شریف - اثناء تقریر مین جو آپ نے کل بمقام سہارنپو جلسہ مین بڑے لطف سے فرمایا تہا کہ ہم تمام قسم کے شکوک کو رفع اور اعتراضات کا بلا تعصب جواب دینے کو موجود ہین کوئی محرک بنکر دکھاوے اسی سے مجھے جرأت ہوئی ہے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کچھ حصہ لون اگرچہ مجھے جناب مرزا صاحب قادیانی سے فی زمانہ کوئی سروکار نہین اور مین ایک ایسی سٹیج پر ہون جو بباعث شکوک بالکل متزلزل اور قریب ہے پھسل کر بالکل برباد ہو جانیوالی ہو بلکہ زیادہ تر میرا میلان آپ ہی لوگون کی طرف ہے مگر تاہم مین جسقدر سوالات کرونگا ان سے میرا مرجع طبیعت زیادہ جناب مرزا صاحب ہی کی طرف ان کی مطابقت اصول مین ثابت ہوگا -

سوال اول - مسیحؑ کی حیات وممات کے بارہ مین آپ کا کیا خیال ہے جناب مرزا صاحب نے قرآن شریف کی تیس ۳۰ آیات مصرحہ (مثل فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم) قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ) سے ان کی ممات ثابت کی ہے کیا آپ کسی آیت سے اُن کی حیات کا ثبوت دیسکتے ہین مہربانی کرکے مرزا صاحب کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے اپنے دعاوی کا ثبوت قرآن شریف کی آیات اور حدیث سے مع پتہ رکوع وسورۃ تحریر فرمادین - سوال دوم - اگر مسیح کی وفات کو آپ تسلیم کرتے ہین اور زمانۂ نزول مسیح بھی کہا جاتا ہے کہ یہی ہے اور جناب ختم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی مثیل موسیٰؑ مسلم ہو چکے ہین تو پھر مرزا صاحب کو مسیح موعود کیون نہ مانا جاوے اور اگر یہ بات ثابت ہو جاوے کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہے تو کیا پھر ان کی مخالفت مین کفر لازم ہوگا اور کیا یہ لازم نہین کہ فی الفور انکی بیعت کرلی جاوے - سوال سوم - کیا فرشتون کا نزول زمین پر بجسد ہوتا رہا ہے اور کیا کوئی مردہ پہلے زمانہ مین اسطرح مستقل طور سے زندہ ہوا ہے کہ جینے کے بعد برسوں جیتا رہا اور خدا نے اُس کی نسل مین برکت دی اور پھولا پھلا - سوال چہارم اگر مسیح زندہ ہین اور اُن کو دوبارہ تشریف لانا ہی تو کیا اس سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت مین معاذ اللہ کوئی فرق

ف - دفع ترددات بعض مائلین بسوی قادیانی

لازم نہین آتا۔ فرض کرو کہ حضور ایڈورڈ کی عہد حکومت مین لارڈ کرزن انگلستان سے آکر ہندوستان مین کچھ زمانہ حکومت کر کے واپس بلالیا جاوے تو عملداری حضور ایڈورڈ کی سمجھی جاوے گی یا لارڈ کرزن کی اور کیا حضور ایڈورڈ کی حکومت کے ساتھ لفظ قیام اور ختم کا استعمال کیا جاویگا یا لارڈ کرزن کی حکومت کے ساتھ اور کیا جب مسیح دوبارہ دنیا مین رونق افروز ہون گے اُسوقت بھی وہ رسول ہون گے یا اُن کا درجہ اُن سے چھین لیا جاوے گا اور بہشت سے نکالکر پھر کیون اُنھین دنیا مین بھیجا جاویگا ازراہ کرم ان کے جواب سے مفصل مطلع فرماوین۔

الجواب - مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مین مسرور ہوا کہ آپ نے اپنے شبہات پیش فرمائے مین آئندہ کے لیے بھی اس خدمت سے مشرف ہونا چاہتا ہون لیکن کچھ ضروری امور بطور اصول موضوعہ کے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہون جن کی رعایت سے آپ کو اور مجھکو سہولت رہیگی ۱؎ جس دعوے کی آپ دلیل پوچھین آپ کو تعیین دلیل کا حق نہو گا کہ قرآن سے ثابت ہو یا حدیث سے۔ شریعت کے اصول مین سے جس اصل سے دل چاہے مجیب کو جواب دینا جائز ہو گا مع لحاظ درجہ دعوے کے ۲؎ اپنی جس دلیل یا مضمون کا آپ جواب چاہین اُس دلیل اور مضمون کی پوری تقریر کر دینا آپ کے ذمہ ہو گی اجمال اور اشارہ کافی نہ سمجھا جاویگا نہ کسی دوسرے شخص کے بیان کا حوالہ کافی ہو گا خواہ وہی تقریر آپ نقل کرین مگر اپنی طرف منسوب کر کے ۳؎ دلیل کے جواب مین مجیب کو اختیار ہو گا کہ کسی خاص مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کرے جبتک اس مقدمہ پر دلیل نہ پیش کیجاویگی اُسوقت تک یہی مطالبہ جواب ہو گا اس کا نام منع ہے ۴؎ استدلال یا جواب استدلال مین آپ کو تطویل کے مطالبہ کا حق نہو گا اگر جواب مختصر مگر کافی ہو آپ اُسپر یہ شبہہ نہین کر سکتے کہ یہ جواب چھوٹا ہے ۵؎ آپ وہی مضامین لکھ سکین گے جو واقع مین آپ کو شبہہ مین ڈال رہے ہین اور جواب کو خلوذہن کے ساتھ معاینہ فرمانا ضروری ہوگا کیونکہ محض سوچکر کوئی شبہہ زبردستی صرف رد کرنے کی غرض سے پیش کر دینا یہ مجادلین کا کام ہے نہ طالبین حق کا اور اس سے کبھی فیصلہ نہین ہو سکتا ہے ۶؎ جو سوال آپ کرین اُس کی غرض اور غایت کا ضرور ساتھ ساتھ اظہار فرمایا جاوے اور جو وجہ شکال کی ہو اسکو بھی ظاہر فرما دیا جاوے بدون اس کے ایسے سوالون کا جواب بذمہ مجیب نہ ہو گا کیونکہ بے نتیجہ کام مین وقت صرف کرنا عبث ہے اب جواب عرض کرتا ہون۔ جواب سوال اوّل حضرت

مسیح علیہ السلام میرے عقیدہ مین زندہ ہین ان آیتون مین سے جس جس کی آپ تقریر نقل کرین گے
اُس کا جواب میرے ذمہ ہوگا (اصول موضوعہ نمبر ۲) آپ کو ایسے سوال کا حق نہین کہ آیت یا حدیث
سے ثبوت دیسکتے ہین البتہ اتنا سوال کر سکتے ہین کہ حیات کی کیا دلیل پھر مجیب کو اختیار ہے جو
دلیل چاہے بیان کرے اور آپ کو پھر اُس پر موجہ شبہہ کرنے کا حق ہے (اصول موضوعہ ۱) جواب
سوال دوم چونکہ اس سوال کے سب اجزاء اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام پر متفرع ہین اور مین خود
وفات کا قائل نہین اس لیے کسی جز کا جواب میرے ذمہ نہین - جواب سوال سوم اس سوال
کی غرض اور جو اس مین وجہ اشکال ہے ظاہر فرمائیے تو جواب دیا جاوے (اصول موضوعہ ۶) جواب
سوال چہارم فرق آنے کی وجہ لکھیے تو جواب دیا جاوے (اصول موضوعہ نمبر ۲) آگے جو مثال لکھی ہے
اُس کو ممثل لہ پر پورا دلیل منطبق فرما کر پھر اشکال کیجیے - ان سوالات کے لیے ان ہی اصول موضوعہ
کو کافی سمجھا گیا اگر کسی جدید سوال سے کسی اور اصل موضوع کی ضرورت معلوم ہو گی اصول موضوعہ
کا نمبر بڑھا دیا جاویگا اصول موضوعہ کے لحاظ سے سوال فرمائیے تاکہ باضابطہ گفتگو ہو البتہ اگر کسی اصل
موضوع کو آپ غلط ثابت کر دینگے اوسکا جواب یا رجوع میرے ذمہ ہوگا - والسلام ۱۱ - ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

اصلاح الفلسفۃ الجدیدۃ [5]

سوال - سید صاحب ... جج کبھی کبھی کوئی مسئلہ دریافت کر لیا کرتے ہین چنانچہ اب اُنہون نے
فعال لما یرید اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق دریافت کیا ہے شاید یہ مطلب ہو کہ ان مین بظاہر
تعارض ہے کیونکہ پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے کیا کرتا ہے کوئی قاعدہ اور قانون
اُس کو نہین روکتا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی سنت ہرگز نہین بدلتی یعنی وہ
اپنے طریق اور سنت کے موافق کیا کرتا ہے اُس کے خلاف نہین ہو سکتا بہرحال غالبًا لما یرید کے ما
کے عموم سے اور اُدھر سنۃ اللہ کے معنے نہ معلوم ہونے کی باعث شبہہ پیدا ہوا امید کہ جناب والا
علاوہ دفع تعارض کے سنۃ اللہ کی بھی تفصیل بیان فرماوین کہ عاجز بھی مستفید ہو کیونکہ احکام شرعیہ
سنۃ اللہ سے مراد نہین ہو سکتے کیونکہ ان مین نسخ ہوتا ہے قواعد عادیہ عالم (جسکو قوانین قدرت کہتے
ہین) بھی مراد نہین ہو سکتے کیونکہ یہ وہ اُمور خارق عادت معجزہ یا تصرفات سے بدل جاتے ہین اور

نہ معنی لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

طبعیات ہی سے متعلق ہون (تتمہ ثانیہ ص ۱۱۲ حصہ)

[5] یہ بھی گویا ماقبل کا تتمہ ہے اور فلسفہ جدیدہ سے مراد بالمعنی الاعم تمام وہ شبہات و اوضاع ہین جو اسوقت تعلیم جدید کے اثر سے شائع ہین گو وہ

اگر کہا جاوے کہ امور خارق عادت بھی قوانین عادیہ غیر مستمرہ ہین جو احیاناً واقع ہوتے ہین اور علی العموم قواعد عادیہ مستمرہ عالم مین جاری ہین تب بھی شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر قیامت مین تو سب کچھ درہم برہم ہوجاویگا تب تو سنۃ اللہ بدل جاویگی یا یون کہا جاوے کہ قبل تخلیق عالم غیر متناہی زمانہ (اس سے یہ غرض نہین کہ اُس امتداد کو لفظ زمانہ سے تعبیر کرین یا نہ کرین) تک خدا تنہا تھا کان اللہ ولم یکن معہ شئی پھر چند معدود برسون سے خدا نے اپنی غیر متناہی زمانہ کی سنت کو بدلکر عالم مین سب کچھ پیدا کیا اور کچھ قوانین عادیہ جاری کردیے اور یہ سنت جاریہ فی العالم بطور خرق عادت احیاناً بدلنے کے علاوہ قیامت مین سرے سے بدلجاویگی یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوات مطویات بیمینہ الخ قبل تخلیق عالم غیر متناہی زمانہ تک خدا کا کچھ پیدا نہ کرنا اور معدود زمانہ سے پیدا کردینا اسکو خواہ دوسرا سوال مستقل قرار دیا جاوے اور تعارض سے کوئی تعلق نہو تو اور بھی بہتر ہے۔

الجواب۔ اگر تبدیل کا فاعل غیر اللہ کو مانا جاوے تب تو کوئی اشکال ہی متوجہ نہین ہوتا کیونکہ معنے یہ ہونگے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا من غیر اللہ ای لایقدر غیر اللہ ان یبدل سنۃ اللہ خواہ سنت کو خاص لیا جاوے یا عام قولی لیا جاوے یعنی وعدہ یا فعلی اس صورت مین یہ آیت مقارب المعنی ہوگی اِن آیات کے واللہ یحکم لا معقب لحکمہ الخ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ ونحو ذلک اور اگر تبدیل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی کو مان لیا جاوے تو سنت سے مراد یا وعدہ لے لیا جاوے اس صورت مین اسکا حاصل یہ ہوگا ان اللہ لایخلف المیعاد اور یا عادۃ فعلیہ ہی مراد لی جاوے لیکن اضافت کو عہد کے لیے کہا جاوے یعنی عادت خاصہ کو وہ بقرینہ مقامات ورود آیت کریمہ خاص حضرات انبیاء علیہم السلام اور اُن کے تابعین کا انجام کار مین غالب رہنا اور کفار کا مغلوب ہونا ہے مراد لیجاوے اور نفی سے نفی وقوع مراد ہوگی نہ نفی مقدوریۃ وامکان جس کا فعال لما یرید مین بلا حکم وقوع اثبات ہی اور میرے نزدیک بعد تتبع وتدبر مقامات مذکورہ کے یہی اخیر سب سے ارجح واوفق ہے اس صورت مین اسکا حاصل وہ ہوگا جو دوسری آیات مین مذکور ہے۔

لاغلبن انا ورسلی الخ الا ان حزب الشیطٰن ہم الخاسرون والا ان حزب اللہ ہم المفلحون الخ وان جندنا لہم الغالبون الخ وانا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الخ اور حدیث بخاری مین ہے وکذلک الرسل تبتلی ثم تکون لہم العاقبۃ او

کما قال اور ان تقدیروں مین سے ہر تقدیر تعارض وجمیع اشکالات مذکورۂ سوال کے دفع کے لیئے کافی ہے کما یظہر بادنی تامل اور احکام شرعیہ کے نسخ کو اور خوارق عادت کو اس سے اصلا مس نہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ یکم صفر ۱۳۲۲ھ

دفع شبہ بر کامل بودن قرآن شریف

سوال۔ کیا قرآن مجید ضروریات دین کے لیے کامل اکمل کتاب ہے اگر نہین تو افسوس اگر ہے تو ہمین نماز جو ہم لوگ پڑھتے ہین نکال دیجیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نماز ایسی ضروری چیز کے لیے بھی ہمین قرآن کے سوا اور کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر آپ کہین کہ قرآن مین آیت صلوٰۃ مجمل ہے جس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کردی ہے تو آپ سے سوال ہے کہ ان آیات کے کیا معنے ہین تفصیل کل شئی تفصیل الایات انزل الیکم الکتاب مفصلا ثم فصلت غرضکہ اگر آیتین مجمل بھی قرآن مین ہین تو مفصل کا اطلاق انپر کیسے ہوسکتا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ تفسیر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا نماز کی وہ ہیئت جو بتلائی وہ اپنی رائے سے ہے یا اعلام الٰہی سے اگر رائے وقوت اجتہاد سے ہے تو آخر ہمین بھی کچھ پتہ ملنا چاہیئے کہ۔ ص۔ ل۔ ا۔ ۃ سے کس طرح اذکار ماثورہ نکال لیئے گئے اور اگر اعلام الٰہی سے ہے جسے دوسری عبارت مین وحی خفی کہین گے تو ایسی وحی کا ثبوت قرآن مجید سے دینا چاہیئے نیز یہ بھی بتانا چاہیئے کہ پھر اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب کے کیا معنے ہون گے۔ کیونکہ اسطرح تو وحی جلی اور وحی خفی ملکر کامل ہون گی نہ کہ قرآن فی ذاتہ کامل ہوگا ما فرطنا فی الکتاب من شئی پر بھی نظر رہے اور لیسّرنا القرآن للذکر لسان عربی پر بھی آخر قرآن مجید کوئی معما تو نہین جواب آیات قرآنی سے مدلل بہت جلد دیجیے۔

الجواب۔ کسی شئے کے کامل اکمل ہونے کے یہ معنے ہوتے ہین کہ جس غرض کے لیے وہ موضوع ہے وہ غرض اُس سے پوری حاصل ہو اصل غرض قرآن مجید سے اثبات توحید واثبات معاد ہے چنانچہ آیات مین تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے جہان کہین تفصیل یا مفصل وغیرہ الفاظ واقع ہوے ہین اسی مضمون کے اعتبار سے ہے اور کل شئی مین استغراق اضافی وعرفی ہے حقیقی نہین فروع کے بارہ مین تفصیل مراد نہین چنانچہ حدیث مین خود آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی برابر حدیث کی بھی حاجت ہے یوشک رجل شبعان الخ اُس حدیث کے الفاظ ہین اب سب

شبہات دفع ہو گئے اور اولم یکفہم مین مراد کفایت فی الدلالۃ علی النبوۃ ہے اور ما فرطنا مین کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور یسرنا مین ذکر سے مراد یا حفظ الفاظ ہے یا تذکر و الفاظ سو ان دونون امرون مین قرآن آسان ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ۲۵۔ رجب ۱۳۲۲ھ

سوال۔ جب خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو رسول کی کیا ضرورت ہے نائب اور منیجر تو اُس جگہ بھیجا جاتا ہے جہان مالک کی موجودگی نہو۔

الجواب۔ اس لیے کہ ہر شخص مین یہ قابلیت نہین کہ بلا واسطہ فیض احکام حاصل کر سکے جس طرح بادشاہ دربار کے عام حاضرین کو بواسطہ وزیر کے حکم سناتے ہین۔ ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ دو فرشتے حساب کتاب لکھتے ہین وہ کیون لکھتے ہین کیا خدا تعالیٰ مین بھی بھول ہے جو لکھنے کی ضرورت پڑی۔

الجواب۔ ہر کام ضرورت سے نہین ہوا کرتا بلکہ بعضے کام محض کسی مصلحت سے ہوا کرتے ہین اور خدائی مصلحتون کا احاطہ ہم لوگ نہین کر سکتے ہین جس طرح عام رعایا قوانین سلطنت کی مصلحت کو نہین سمجھ سکتی دنیوی قوانین مین بھی بہت سے کام محض ضابطہ کی حفاظت سے ہوتے ہین گو ضرورت نہو ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ مسلمان کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ساتوین آسمان پر خاص کر ہے پہلے خدا تعالیٰ کو محدود مان لو پھر ساتوین آسمان پر کہو۔

الجواب۔ جو مسلمان یہ کہتے ہین وہ اس کے معنے بھی تو بتلاتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ اُنکی عظمت وجلال کا ظہور وہان زیادہ ہے کیونکہ بڑی مخلوق سے زیادہ قدرت کا ظہور ہوتا ہے اب مسلمانون کا یہ قول اور اس کے یہ معنے دونون ملا کر دیکھیں تو کچھ بھی شبہ نہین۔ ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ جب خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کو ساتوین آسمان پر ہی کیون تشریف لے گئے۔

الجواب۔ خدا تعالیٰ سے ملنے نہین تشریف لے گئے بلکہ اُس کی آیات عظیمہ دیکھنے کے لیے جیسا خود فرمایا ہے لنریہ من آیاتنا۔ ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ جب حساب کتاب قیامت کے روز ہے اور قیامت تک مردے قبرون مین رہین گے

دفع شبہ ضرورت نبوت

دفع شبہ عن کتابت اعمال

دفع اشکال در بیان بودن حق تعالیٰ بر عرش

دفع شبہ عن معراج

دفع شبہ از عذاب قبر

حضورؐ جب معراج کو تشریف لے گئے اور جنت دوزخ ملاحظہ فرمایا تو دوزخی بھی نظر آئے اور جنتی بھی تو یہ دوزخی جنتی کیسے۔

الجواب۔ یہ کشف تھا اور کشف مین آیندہ کے واقعات بشکل حاضر و موجود نظر آجاتے ہاین جسطرح دوربین سے دور کی چیز نزدیک نظر آتی ہے یا کٹورہ مین پانی بھر کر اُس کے اندر پیسہ چھوڑا جاوے اور وہ تہ مین ہے لیکن اوپر سطح کے قریب نظر آتا ہے فقط واللہ اعلم ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ عیسائی ہم لوگون سے کہتے ہین کہ آپ لوگ دین عیسائی کی پیروی کیون اختیار نہین کرتے جس نے کہ اپنی امت پر اپنی جان قربان کردی اور اُن کو خدا سے بخشوا کر نجات دلائی اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ زاری اور عاجزی کر کے اپنے والدین کی شفاعت و چچا ابو طالب کی کہ جس نے آپ کو پرورش کیا تھا اور حین حیات تک آپ کے حامی رہے مغفرت چاہی مگر خدا تعالی نے منظور نہ کی تو آپ لوگون کو کیا امید ہوگی ایسے نبی سے پس یہ کلمات عیسائیون سے سنکر ہمارے محمدی اپنے علماؤن سے دریافت کرتے ہین تو وہ بھی اسیطرح کہتے ہین کہ ہان ان کے حق مین شفاعت منظور نہین ہوئی تو ہمارے محمدی نہایت پریشان ہوجاتے ہین اور اُن کے عقائد مین خلل پڑجاتا ہے پس کفر آپ کے والدین کا اجماعی ہے یا مختلف فیہ اگر مختلف فیہ ہے تو راجح جانب کفر ہے یا اسلام اگر راجح جانب اسلام ہے تو اس آیت کا کیا جواب ہوگا ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا الخ اور انک لاتہدی من احببت الخ اور امام صاحب علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مین فرماتے ہین مات والدا رسول اللہ علی الکفر کا کیا جواب ہے جس شخص کے کفر مین اختلاف ہو وہ قطعی کافر ہوجاتا ہے یا نہین۔ اگر قطعی کافر آپ کے والدین کو سمجھا جاوے تو ہم عیسائیون کو کیا جواب دین۔ اور جو قول علماء کے اُن کے اسلام مین آئے ہیں انکا کیا جواب ہے کیونکہ روایات ضعیفہ دفع کفر مین مفید ہوتی ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طالب آگ سے نکال کر گٹون تک لایا جاوے گا ساتھ شفاعت کے اور آیات اور احادیث مین صریح آیا ہے کہ شفاعت کافر کی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر عدم اسلام ابو طالب کا ہو تو احادیث شفاعت کا کیا جواب ہوگا۔ جواب صریح دلیل کے ساتھ ہو اور مختصر۔

الجواب۔ یہ تقریر عیسائیون کی سراسر مغالطہ ہے اور غور کیا جاوے تو یہی تقریر اُنکے کاذب

دفع اعتراض عیسائی در ترجیح عیسائیت بر اسلام

اور مسلمانون کے صادق ہونیکی کافی دلیل ہے کیونکہ یہ امر ظاہر اور عقلی ہے کہ اصلی غرض مذہب سماوی کی یہ ہوتی ہے کہ مکلفین کے عقائد و اعمال و احوال ظاہری و باطنی کی اصلاح ہو اور اس اصلاح پر وعدہ حصول ثمرہ فلاح و نجات آخرت کا ہوتا ہی آیت اولئک علی ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون اس امر عقلی کی تائید نقلی ہے جب یہ امر ثابت ہو گیا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب مین یہ تعلیم ہو کہ اُس مذہب کا پیشوا سب کے گناہون کا کفارہ ہو گیا خواہ امت کچھ ہی کرے سب بخشے بخشائے ہین تو ایسے مذہب والون کو اُن کے اغراض نفسانیہ شہوۃ و غضب اور ان کے مفاسد سے روکنے کے لیئے کونسی قوت زاجر و مانع ہو گی دل کھول کر جو چاہین گے کرین گے تو ایسے مذہب سے اصلی غرض یعنی اصلاح ہرگز ممکن الحصول نہین ہو گی بخلاف اس مذہب کے جس مین یہ بتلایا جاوے کہ جو شخص اس مذہب کے خلاف کرے گا وہ ناری اور معذب ہو گا گو وہ شخص اُس مذہب کے پیشوا کے اصول و فروع ہی مین سے کیون نہو اس تعلیم کا اثر ہر شخص پر ظاہر ہے کہ یہی ہو گا کہ خوب دین مین اور اپنی اصلاح میں کوشش کرنا چاہیئے اس صورت مین البتہ اس مذہب کا ماننے والا اپنی شہوت و غضب و غرض نفسانی پر دین کو ہمیشہ مسلط اور غالب رکھیگا جو اصلی فائدہ ہی مذہب کا پس اگر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کے اثبات اسلام مین کوشش نہ بھی کی جاوے جب بھی اسلام پر کوئی اعتراض نہین پس اس مسئلہ کو اس شبہہ سے کوئی مس اور تعلق نہین البتہ اگر مستقل طور پر اس مسئلہ کی تحقیق مقصود ہو تو وہ اور بات ہے جس مین محققین کے نزدیک بوجہ مختلف فیہ ہونے کے احتیاط کف لسان اور سکوت ہین ہے۔ رہا جواب آیت کا سو مرجبین اسلام ان آیتون کو حق والدین مین نہ کہین گے۔ اور موت علی الکفر اور ایمان بعد الاحیاء مین منافاۃ نہین۔ اور اختلاف مین قطعیت نہین رہتی۔ لیکن جواب قطعیت کی تقدیر پر بھی ظاہر ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ اور نافیین اسلام اُن روایات کو غیر ثابت سمجھتے ہین ضعیف نہین جانتے اور کافر کے لیے شفاعت مغفرت نہین ہوتی شفاعت تخفیف عذاب ممتنع نہین اور چونکہ مقدمات جواب کے نہایت ظاہر ہین اس لیے جواب کی دلیل بالکل صریح ہے۔ ۲۰ رجب ۱۳۲۲ھ

سوال۔ (۱) توریت مین ڈاڑھی کے بال تراشنے کی ممانعت ہی اور نصاری کی شریعت مین بھی ڈاڑھی کا منڈانا بمنزلہ گناہ کے ہے آیا مسلمانون مین بھی ایسا ہی ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے

فع شبہات متعلق بمسئلہ ریش

(۲) ڈاڑھی کا منڈانا اگر گناہ ہے تو کس درجہ کا کبیرہ ہے یا صغیرہ (۳) قرآن شریف کو مین نے شروع سے اخیر تک دیکھا اُس مین ڈاڑھی کی نسبت کوئی حکم نہین پایا کیا یہ صحیح ہے کہ اُس مین ڈاڑھی رکھنے یا منڈانیکی بابت حکم نہین ہے (۴) اُن احادیث کو مع حوالہ فصل و کتاب کے تحریر فرمایئے جس مین ڈاڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کا حکم ہو (۵) آیا کوئی حدیث ایسی ہے جس مین یہ لکھا ہوا ہے کہ جسنے ڈاڑھی منڈائی وہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ہے (۶) من تشبہ بقوم فهو منهم حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول اور کس درجہ کی حدیث ہے اور کس کتاب مین ہے (۷) کوئی اچھی بات کسی قوم مین ہو تو اُس کے سیکھنے کی کیون ممانعت کی گئی ہے (۸) ترک و عرب و عجم مین ڈاڑھی کا منڈوانا مروج ہے اور گناہ نہین سمجھا جاتا اس کی کیا وجہ ہے (۹) یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی مسلمان ڈاڑھی منڈے ہوئی مسلمان سے بحث کرے اور اُس سے سخت کلامی کرے آیا یہ اسلامی آداب مین داخل ہے۔

الجوابات۔ الحدیث الاوّل عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب وفی روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ متفق علیہ مشکوۃ باب الترجل

الحدیث الثانی وعن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا رواہ احمد والترمذی والنسائی مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الترجل۔

الحدیث الثالث عن عبداللہ بن مسعود قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ فجاءت امراۃ فقالت انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ھو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدت فیہ ما تقول قال لئن کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ اما قرأت ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا قالت بلی قال فانہ قد نھی عنہ متفق علیہ مشکوٰۃ الفصل الاول من باب الترجل۔

الحدیث الرابع عن عائشۃ رضؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث رواہ مسلم مشکوۃ باب السواک۔

الحدیث الخامس عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ وفی روایۃ عن المقدام بن معدیکرب

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الحدیث رواہ ابوداؤد وروی الدارمی نحوہ وکذا ابن ماجہ مشکوۃ الفصل الثانی من باب الاعتصام۔

الحدیث السادس عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منہم رواہ ابوداؤد وفی باب ماجاء فی الاقبیۃ من کتاب اللباس۔

الحدیث السابع عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما رواہ مسلم مشکوۃ الفصل الاول من کتاب اللباس۔

الحدیث الثامن عن ابی ریحانۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عشر الی ان قال وان یجعل الرجل فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیہ حریرا مثل الاعاجم الحدیث رواہ ابوداؤد و النسائی مشکوۃ الفصل الثانی من کتاب اللباس۔

الحدیث التاسع عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال رواہ البخاری مشکوۃ الفصل الاول من باب الترجل۔

الحدیث العاشر عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم تستطع فبلسانہ فان لم تستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان رواہ مسلم مشکوۃ الفصل الاول من باب الامر بالمعروف وفی روایۃ لابی داؤد عن عبداللہ بن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر ولتاخذن علی ید الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا اولیضربن اللہ قلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم کما لعنہم مشکوۃ الفصل الثانی من باب الامر بالمعروف۔ سائل کو چاہیئے کہ اوّل ان حدیثون کا ترجمہ کسی صاحب علم سے تقریرا یا تحریرا دریافت فرمالین پھر جوابات ملاحظہ فرماوین۔

جواب سوال اول۔ ہان سخت ممانعت ہے جیسا حدیث اوّل مین صیغۂ امر سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ دلائل صحیحہ سے اپنے موقع پر ثابت ہوچکا ہے کہ اصل امر مین وجوب ہے اور واجب کا ترک حرام ہے اور کسی شے کا حرام ہونا ہی سخت ممانعت ہے۔

جواب سوال دوم۔ اوّل تو یہ پوچھنا اس لیے بیکار ہے کہ گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ سب واجب الترک ہے اگر صغیرہ کی اجازت ہوا کرتی تو اس سوال کا مضائقہ نہ تھا پھر نظر صحیح سے یہی معلوم ہوتا ہے

کہ کبیرہ ہے کیونکہ کبیرہ کی علامت اپنے مقام پر یہ طے ہو چکی ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی وعید متعلق ہو اور اس مین وعید کا آنا عنقریب جواب وسوال پنجم مین آتا ہے علاوہ اس کے استخفاف واصرار سے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے اور اس مین تو آجکل اس سے بڑھکر استحلال بلکہ استحسان کا درجہ ہو گیا ہے جس مین اندیشۂ کفر ہے۔ جواب سوال سوم۔ سائل کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ جو حکم قرآن مین تصریحاً نہ ہو وہ واجب العمل نہین حدیث خامس اس دعوے کو صراحۃ باطل کر رہی ہے اور اُس مین صاف مذکور ہے کہ حدیث بھی حجت شرعیہ ہے اور اس باب مین حدیث کا وارد ہونا جواب سوال اول سے معلوم ہو چکا ہے اور حدیث ثالث مین بعینہ الیسا ہی قصۂ مذکور ہے کہ اُس عورت نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہی شبہہ کیا تھا اُنھون نے نہایت لطافت سے احکام ثابتہ بالحدیث کا ثابت بالقرآن ہونا ثابت فرمادیا۔ بعینہ اُسی طریق سے یہ حکم بھی داخل احکام قرآنی ہے غرض کلیاً قرآن مین اور جزئیاً حدیث مین یہ حکم موجود ہے۔ بلکہ تتبع غائر سے یون معلوم ہوتا ہے کہ طریق مذکور سے بھی زیادہ اس کی تصریح قرآن مین موجود ہے قال اللہ تعالیٰ فلیغیرن خلق اللہ آیت بعبارۃ النص تغییر خلق اللہ کے امر شیطان اور مذموم ہونے پر دال ہے اور اس فعل مسئول عنہ کا تغییر خلق اللہ ہونا مشاہدہ سے ثابت اور نیز یہ حدیث ثالث اس کی مؤید ہے کیونکہ اس مین تنمص وغیرہ سے بدرجہا زیادہ تغییر ہے جب حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن مین موجود پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہو گیا۔ جواب سوال چہارم۔ جواب سوال اول کو ملاحظہ فرمالیا جاوے فصل وکتاب کا حوالہ بھی موجود ہے۔ جواب سوال پنجم۔ حدیث اوّل سے اعفاء لحی اور احفاء شوارب دونون کا وجوب بلا کسی فارق کے ثابت ہے تو دونون متماثل ہوے اور حدیث ثانی مین احفاء شوارب پر وعید وارد ہے اور متماثلین کا ایک حکم ہوتا ہے پس یہی وعید عدم اعفاء لحیہ پر بھی متوجہ ہو گی اور لیس منا کا یہی حاصل ہے کہ وہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین دوسرے حدیث ثالث مین چند افعال پر لعنت آئی ہے اور مبنیٰ اُسکا تصریحاً تغییر خلق اللہ فرمایا گیا ہے اور علت کے عموم سے معلول عام ہوتا ہے اور حلق لحیہ مین تغییر یقینی ہے پس یہ بھی موجب لعنت ہو گا اور لعنت کی حقیقت ہے بُعد عن الرحمۃ اور اس اُمّت کے لیے مرحوم ہونا لازم اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم کو پس بُعد عن الرحمۃ مستلزم خروج عن الامۃ کو ہوا اور اس سے وعدہ مذکورہ جواب سوال

کا ایفا ہو گیا۔ جواب سوال ششم یہ حدیث ہے اور ابو داؤد مین موجود ہے جو کہ صحاح ستہ مین سے
ہے چنانچہ حدیث سادس یہی تھی اور ابو داؤد نے مقدمہ مین کہا ہے وما لم اذکر فیہ شیئاً فہو صالح
اس لیے محدثین سکوت ابو داؤد سے احتجاج کرتے ہین اور اس حدیث پر انہون نے سکوت کیا ہے
پس اُسکا صالح للحجیۃ ہونا ثابت ہو گیا علاوہ اس کے اور بہت قوی اور صحیح حدیثین ذم تشبہ
مین موجود ہین چنانچہ حدیث سابع و ثامن و تاسع بطور نمونہ کے ذکر کی گئی ہین جس مین مدار مذمت
کا تشبہ کو فرمایا ہے اور بھی صحاح مین کثرت سے حدیثین آئی ہین۔ جواب سوال ہفتم۔ واقع مین اچھی
یا اُس قوم کے نزدیک اچھی شق اول پر اس فعل کے یا دوسرے افعال منہی عنہا کے اچھے ہونے
کی کیا دلیل اور شق ثانی پر اگر اُن کے نزدیک کفر اچھا ہو تو اُس کی ممانعت کیون کی گئی۔

جواب سوال ہشتم۔ جو کرے اُس سے پوچھیے ہم کیا جانین دوسرے یہ مسلم نہین کہ وہ گناہ نہین سمجھا
جاتا تیسرے علی تقدیر التسلیم شیوع سے اور کسی کے گناہ نہ سمجھنے سے حرام حلال نہین ہو سکتا نہ بالعکس
کیا غیبت کو کالحلال اور نکاح بیوہ کو کالحرام نہین سمجھتے۔ جواب سوال نہم ہان اگر قدرت اور ضرورت
ہو تو ضرور ہے جیسا حدیث عاشر مین موجود ہے اور جیسا اولاد کو ضرورت تادیب کے لیے زجر و ملامت
ضرورت تادیب کے لیے آداب اسلامی سے خارج نہین ایسا ہی یہ بھی خارج نہین (**تنبیہ لطیف**)
فطرت بھی حلق لحیہ سے مانع ہے جیسا حدیث رابع مین ہے اگر حدیث پر عمل نہین تو فطرت پر سہی واللہ
اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ ۲۵۔ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

فائدہ رفع بعض شکوک متعلقہ طبیعیات

سوالات (۱) ہلال جو حجاب سے عروج پاتا ہے یا کمی کرتا رہتا ہے آسمان پر کس شئے مین
محجوب ہوتا رہتا ہے (۲) چاند مین جو سیاہی ظاہر ہے اصلیت اسکی کیا ہے (۳) وسط آسمان
مین جو ستارہائے خفیف گنجان ہویدا ہوتے ہین جس کو کہکشان اور عوام لوگ سڑک کہا کرتے
ہین علی اختلاف الاقوال المشہورۃ حقیقۃً یہ کیا شئے ہے (۴) حکماء یونان کہتے ہین کہ حدت آفتاب
کی وجہ سے سمندر کے بخارات اُٹھتے ہین اور وہ جس وقت طبقۂ زمہریر تک پہونچکر منجمد ہوتے
ہین پس اُنہین سے ابر بنتا ہے اور بارش ہوتی ہے اور بعض کتب دینیہ مین ہے کہ موسم گرما مین
ہوا سے اڑکر غبار اوپر کو چڑھ جاتا ہے حق تعالیٰ اوسی کو با قدرت سے ابر بناتا ہے پھر دوسری ہوا
بھیجتا ہے کہ جس سے ابر مین پانی ہو کر بحکم ایزدی جہان کا حکم ہوتا ہے برسنے لگتا ہے جب خالی ہو گیا

پھر ہوا نے قدرت حق سے ابر مین پانی ہوجاتا ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ مابین زمین و آسمان دریا معلق ہے اُس پانی سے ابر کو مدد پہونچتی ہے اور ایک ایک فرشتہ ایک ایک بوند چھوڑتا ہے اور جو فرشتہ قطرۂ آب چھوڑ چکا پھر اُسکا قیامت تک دور نہین آئیکا ان جملہ خدشات مختلفہ سے آگاہی مطلوب ہے ۱؎ ابر کی اصلیت کیا ہے ۲؎ آب دریا معلق سے ابر کو مدد پہونچتی ہے یا قدرت الٰہی سے ابر مین پانی پیدا ہوجاتا ہے ۳؎ اور حقیقۃً ہر قطرہ کو فرشتے ڈالتے ہین یا حکم حق تعالیٰ سے ابر پانی چھوڑتا ہے ۴؎ یہ بات کہ فرشتے جو بوند چھوڑتے ہین قیامت تک نہ دور آویگا صحیح ہے یا غلط اور ابر سے مچھلیان برسنا ممکن ہے یا نہین چونکہ بعض وقت کوچہ آبادی اور صحرا مین چھوٹی چھوٹی مچھلیان بوقت بارش دیکھنے مین آئی ہین (۵) حکماء یونان کہتے ہین کہ ابر مین اجزائے ناریہ ہین اور مساویہ رہنے کی جہت سے آتش ابر زیادتی سے کمی کی جانب دوڑتی ہے جس سے صاعقہ و برق پیدا ہوتی ہے اور اہل شرع کہتے ہین کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو ابر پر حکمران ہے اور صعق اس کی آواز اور برق اُسکا کوڑا ہے اور مشہور یون ہے کہ قد اوسکا مقدار نر انگشت ہے اور جب آواز کرتا ہے ستر فرشتے اُسکے منہ کو دابتے ہین تس پر اتنی آواز نکلجاتی ہے۔ (شکوک رفع طلب) ۱؎ فرشتہ کا قد بمقدار مذکور ثابت ہے یا نہیں ۲؎ فرشتون کا وقت آواز کرنے کے رعد کا منہ بند کرنا جو مشہور ہے صحیح ہے یا لغو ۳؎ اور رعد صرف ایک فرشتہ ہے یا بنام مقررہ بہت سے فرشتے ہین کیونکہ روئے زمین پر ایک دن مین مختلف مقامات مین صدہا جگہ بارش ہوتی ہے (۶) حدیث شریف مین آیا ہے کہ وقت غروب آفتاب کو فرشتے عرش کے نیچے ڈالدیتے ہین اور وہان تمام رات حق جل وعلا کو سجدہ کرتا ہے وقت فجر اجازت لیکر منازل افق شرق دوار پر طالع ہوتا ہے اور علم طبعی والے کہتے ہین آفتاب غیر متحرک ہے اور زمین گول اور دوازدہ سیارگان زحل ۔ مریخ ۔ و قمر وغیرہ یہ بھی آفتاب قائم کے گرد چکر لگاتی ہے اور باین قاعدہ معینہ جانب جنوبی و شمالی اختلاف الطرفین چھ چھ ماہ کے دن اور رات ہوتے ہین اور ایک مقام بلغار ہے اس کا حال لکھا ہے کہ وہان رات ہی نہین ہوتی اُدھر آفتاب غروب ہوا اور اُدھر صبح صادق نمودار ہوئی اور بعض کا مقولہ ہے کہ ہر ہفت آسمان گول بشکل بیضوی متحرک ہین اور ساتوین زمین غیر متحرک قائمہ اور جو اس کے اسفل متعلقہ ارض طبقات عالم سفلی تحت الثریٰ تک کل آسمانون کے اندر ہے اور آسمان مثل گرّی یعنی گھیڑی چاہ کے چکر لگاتے ہین اور بعضے کہتے ہین مانند چاک سفال گر اور آسیا سائی

کے حرکت مین لگے ہوئے ہین کہ شمس وقمر اور سائر کواکب دوامہ ہر دن رات بایام مختلفہ اپنی اپنی جائے متعینہ نظر آتے رہتے ہین اور قطب تارا آسمان کے وسط مین ہمیشہ اپنی خاص جگہ مین بلاحرکت قائم رہتا ہے کیلی چاک کمہار اور کیلی چکی کی طرح اور بعض لوگ وجود آسمانی کے منکر ہین اور اس کو حد بصیرت قرار دیتے ہین (شبہات دریافت طلب) ۱ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہر شب آفتاب کا زیر عرش سجدہ مین رہنا اور خلاف اقوال دیگران یعنی شش ماہ رات دن یا شب نہونے اور ہمیشہ دن رہنے مین اہل اسلام کی طرف سے کیا جواب ہے ۲ جب عرش اعظم بالای سموات ہے تو زیر زمین عرش کے نیچے سجدۂ آفتاب کا کیا بیان ہے ۳ آفتاب آسمان چہارم پر ہے تو ارض سبعہ کے غرب سے کس طبقہ مین ہو کر شمس سمت شرق طالع ہوتا ہے ۴ آسمان بیضوی محیط زمین چکر کنندہ بطرح گیڑی چاہ یا چاک کمہار اقوال مخالفہ پر اہل شرع کیا امر واضح فرماتے ہین ۵ مشہور ہے کہ آفتاب کا طرف اعلی منہ ہے اور این جانب اسفل پشت یہ کیسا ہے ۶ آفتاب و ماہتاب و کواکب اجرام فلکی کیا شئے ہین آیا زجاج یا سنگ تابان وغیرہ اسکی اصلیت نیز دریافت طلب ہے ۷ حکماء یونان کہتے ہین کہ جب انجرات مرکبہ زمین مین دھنسکر حرکت کرتے ہین اسوقت زمین مین زلزلہ واقع ہوتا ہے اور کتب دینیہ مین ہے کہ کوہ قاف زمردین جو پانچسو برس کی راہ بلندی رکھنے والا ہے اور محیط زمین ہے اور شاخہائے بیخ اس کی ہر قریہ وامصار وغیرہ مین پھیلی ہوئی ہین چنانچہ جب خوف دوزخ سے قاف لرزتا ہے اسکی جنبش وحرکت جڑون سے جو زمین مین پھیلا ہے طبقہ زمین ہلجاتا ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ گائے جس کے سینگ پر زمین قائم ہے دوسرے سینگ پر بدلتی ہے اسوقت طبقۂ زمین ڈگمگاتا ہے اور عند البعض پہاڑ گندک جو اندر زمین ہین حرارت آتش کے اشتعال کے پانیکی وجہ سے بھونچال آتا ہے ان مختلف اقوال مین کونسی بات قابل تسلیم اور صحیح ہے (۸) لکھا ہے کہ زمین سے آسمان کو پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور اسیقدر اُس کا دل ہے اور ہر آسمان بالایہ اپنے طبقہ زیرینہ سے دس گونہ زیادہ وسعت رکھتا ہے وہو من السموات السبع الی اعلیٰ اور قرآن مجید مین ہے خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن تو اب یہ شکوک دریافت طلب ہین کہ ہر ہفت طبق زمین پیوستہ ہین یا مثل آسمان فاصلہ اور جسامت پنج صد سالہ راہ ہے اور درازی زمین ہر ایک طبق اعلے اپنے طبقہ اسفل سے دس گونہ زائد مانند آسمان ہے

یا ہر طبقہ بالا سے طبقات زیرین دس گونہ وسعت مزید رکھتے ہین اور مابین طبقات ارض کوئی ذی روح وغیرہ کچھ شئے ہے یا خالی ہین اور زمین جو پانی پر بچھائی گئی ہے آیا چاہ وغیرہ کا پانی اسی پانی سے ہے یا قادر مطلق نے مثل خون رگہائے انسان زیر زمین سوت جاری کر رکھے ہین (۹) سورہ ن کی تفسیر مین مفسرین نے طبقات زمین گائے کے سینگون پر اور وہ پشت ماہی پر وغیرہ ترتیباً الی اسفل السافلین السعیر الدخان وھو ریح القدرۃ الرحمٰن جو بیان کیا ہے آیا یہ مضمون کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے یا کسی اور بزرگ کے اقوال درج کیے ہین۔ کیونکہ بعض اہل اسلام اپنے تئین مولوی کہلاکر حکماء و فلاسفر کے مقلدین زمین کو گول گیند بنائے ہوئے ہین متحرک آفتاب پر چکر لگانیوالی بتاتے ہین اور طعناً لکھتے ہین کہ یہ ثور و سمک وغیرہ گڑھی ہوئی باتین ہین اور نیز لکھتے ہین کہ مثلاً اگر جہاز کسی جگہ سے سمندر مین چھوڑا جاوے تو ۹۱ سال کی گردش مین لوٹ کر آغاز رفتار جائے سابق مین آجاویگا پس زمین ساکن گائے و مچھلی وغیرہ قائمہ اور ترک متحرک اقوال مختلفہ مین علماء ربانی معترضان و مخالفان کو کیا جواب دیتے ہین (۱۰) حدیث مین ہے کہ جب حق تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو دوزخ حضرت عز سبحانہ مین عارض ہوئی کہ یا الہ العالمین میری سوزش مجھی کو جلائے دیتی ہے تب قادر مطلق نے دوزخ کو سرد و گرم دو سانس عطا کیے پس برس روز مین دوزخ دو سانس لیتی ہے جس کے اثر سے دنیا مین سردی و گرمی محسوس ہوتی رہتی ہے اور کلام حکماء سے یون مشہور ہے کہ آفتاب وسط سماء سے بعد قطب جنوبی مائل ہونے سے دنیا مین سردی نمایان ہوتی ہے اور گرمی کے دنون مین آفتاب عین خط استوا سرطان پر ہوتا ہے لہذا گرمی کا اثر ظاہر ہوتا ہے امر ہذا نیز وضاحت طلب ہے

الجواب۔ اوّل یہ سمجھنا چاہیئے کہ فلسفہ قدیمہ یا جدیدہ کے مسائل تین قسم کے ہین ایک وہ کہ قرآن مجید و حدیث شریف کے موافق ہین دوسرے وہ جو مخالف ہین تیسرے وہ جنسے قرآن و حدیث ساکت ہین پس قسم اوّل و سوم کے جواب دینے کی تو کوئی ضرورت نہین اول مین تو اسلیئے کہ وہان موافقت ہی ہے سوم مین اس لیئے کہ وہان مخالفت نہین جو شبہہ ہو البتہ قسم دوم مین ہمکو جواب دینا ضروری ہے اور جواب کے دو طریقے ہین اگر ان مسائل فلسفیہ پر کوئی دلیل صحیح قائم نہین ہوئی تو اتنا جواب کافی ہے کہ ہم بلا دلیل نہین مانتے اور اگر کوئی دلیل صحیح قائم ہو چکی ہے تو اُسوقت قرآن و حدیث کی شرح کر کے بتلا دیا جاویگا کہ دیکھو یہ مخالف نہین اس تمہید کے بعد مفصل جواب لکھتا ہون۔

(جواب سوال یکم) یہ قسم سوم سے ہے اس لیے جواب ضروری نہین (۲) یہ بھی قسم سوم سے ہی اس لیے جواب ضروری نہین (۳) یہ بھی قسم سوم سے ہے (۴) سارے مقولے قرآن وحدیث نہین ہین اسلیے سب کا جواب ضروری نہین البتہ قرآن سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پانی آسمان سے آتا ہی تواسمین فلسفہ کی کوئی مخالفت نہین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے ذریعہ سے آسمان سے پانی بادلون مین بھر دیتے ہون جس طرح مشک کنوے سے بھر کر گھر کے برتنون مین پانی چھوڑ دیا جاتا ہے اور ادہر زمین سے ابخرے اٹھتے ہین دونون جمع ہو کر برستے ہون یا کبھی صرف ابخرون کا پانی بنتا ہو کبھی صرف آسمان سے بھر دیا جاتا ہو غرض یہ ایک شئے کے دو سبب ہون ایک کو حکماء نے دریافت کیا دوسرے کی خبر نصوص مین دیدی گئی اب سوال کے چارون نمبر کے جواب مفصل کی حاجت نرھی (۵) حدیثون مین رعد کا ایک فرشتہ ہونا اور برق کا اُس کے تازیانہ کی چمک ہونا وارد ہے تو جس طرح ہیکل انسانی چند عناصر کے اجتماع سے بنتی ہے اور اُس کے اندر روح پھونکدی جاتی ہی جو محسوس نہین ہوتی اسی طرح اگر رعد کی ہیکل تو یہی ہو جس کو حکماء نے سمجھا ہے اور اس ہیکل مین اللہ تعالیٰ ایک روح پیدا کر دیتے ہون اور وہ روح فرشتہ ہو اور وہ ہیکل اور روح ملکر اس لمعان برقی کے فاعل ہون اور اسکو بادلون کی حرکت اور تقاطر مین دخل ہو پس حکماء نے ہیکل و صوت لمعان کو بیان کر دیا ہے اور شارع نے روح اور حقیقت کو جس کا نام فرشتہ اور سوط ہے تو اسمین کیا تخالف ہی۔ یا اسکی ایسی مثال سمجھیے کہ جسطرح طاعون کے جمیع آثار کا فاعل تحقیق قدیم کے موافق مادہ سمیہ تھا اور تحقیقات جدیدہ سے کیڑون کا فاعل ہونا ثابت ہوا پس مادہ محسوس ہی اور کیڑے بدون آلات کے غیر محسوس اسیطرح آثار سحابیہ کا فاعل اہل مشاہدہ کے نزدیک صرف سحاب ہی اور مدرکین حقائق کے نزدیک فرشتہ جو کہ آلات متعارفہ سے بھی محسوس نہین ہوتا اُس کے ادراک کے لیے دوسری قوت قدسیہ کی ضرورت ہے یا یہ کہ کبھی یہ آواز اور چمک محض سحاب سے ہو اور کبھی فرشتے کی صوت اور سوط ہو یہ بھی ممکن ہے نہ شارع کے کلام مین کوئی لفظ حصر ہے نہ حکماء کے پاس کوئی دلیل حصر ہا ہے اب اس سوال کے مفصل نمبرون کے جواب کی بھی ضرورت نرہی (۶) حدیث مین ہے کہ آفتاب بعد غروب کے تحت العرش جاکر سجدہ کرتا ہے اور حکم کا منتظر ہوتا ہے اسکو حکم ہوتا ہے کہ اپنے نظام کے موافق چلتا رہ چنانچہ پھر حساب کے موافق طلوع ہوتا ہے انتہے بحاصلہ اس سے ایک تو آفتاب کی حرکت معلوم ہوتی ہے

اس کے خلاف پر فلاسفہ کے پاس کوئی دلیل غیر مخدوش نہیں دوسرے بعد غروب انقطاع حرکت
کا معلوم ہوتا ہے اس کا فلاسفہ انکار کرتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ یہ انقطاع آنی ہو یعنی وہ لمحہ ایسا لطیف
ہو کہ آلات سے نہ اُس کا ادراک ہوتا ہے نہ اُس سے حساب میں فرق پڑتا ہے تیسرے غروب اسمیں
مجمل ہے اور غروب ہر جگہ مختلف ہوتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی خاص جگہ کا غروب مراد ہو مثلاً مقام تکلم
بھذا الخبر کا ہی مراد ہو حدیث میں کوئی لفظ اس سے مانع نہیں چوتھے تحت العرش جانا مفہوم ہوتا ہے
حالانکہ ہر وقت تحت العرش ہے مگر کسی نقطہ خاص کو تحت العرش کہنا دوسرے نقاط کے تحت العرش
ہونے کی نفی نہیں کرتا نہ حدیث میں کوئی دلیل تخصیص کی ہے محض واقعی قید کے طور پر اُسکو تحت العرش
کہدیا گیا باقی ساری رات آفتاب کا پڑا رہنا کسی حدیث میں نہیں آیا اور جب غروب خاص مقام
کا مراد ہو تو بلغار اور عرض تسعین کے نظام کی نفی حدیث سے لازم نہیں آتی اور آفتاب کا آسمان چہارم
پر ہونا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں اور اگر ہو تو اس تقریر کو مضر نہیں نہ آسمان کے انکار کی کوئی دلیل
کسی کے پاس ہے اور جس کو حد بصر کہتے ہیں ممکن ہے کہ آسمان اس کے آگے ہو اور نہ آسمان کے وجود
یا عدم کو اس تقریر سے کوئی تعلق ہے اور نہ شرع نے آسمان کی حرکت کا کہیں اثبات کیا نہ آفتاب
کے رو پشت سے کوئی بحث کی نہ کواکب کے حقائق سے کوئی تعرض کیا اور نہ امور کو تحقیق طلب
امر سے کوئی علاقہ (۷) قاف زمردین اور گائے کے سینگ کا شریعت نے دعوی نہیں کیا البتہ زلزلہ
کی وجہ بعض روایات میں عروق ارض کی تحریک ہے جو بوجہ کثرت ذنوب ہوتی ہے سو ممکن ہے کہ
کبھی یہ سبب ہو اور کبھی دوسرے اسباب یا مجموعہ ہر دو سبب کو دخل ہو پس اسمیں بھی کوئی تخالف
نہیں (۸) شریعت میں عدد اور بُعد طبقات کا آیا ہے باقی امور سے بحث نہیں کی ممکن ہے کہ جو فضا بین السماء
والارض نظر آتی ہے اس میں وہ زمینیں ہوں اور مثل کواکب کے ایک دوسرے سے خوب دور ہوں
اور وہ اس زمین کے بعض اوضاع وجوانب کے اعتبار سے اسفل کہے گئے ہوں اور فصل مابین السماء
والارض میں پانسو سے مراد محض کثرت ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اور پانی پر زمین کے
بچھنے کو اس سوال میں کوئی دخل نہیں (۹) واقعی یہ مضمون کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں نہ کسی
نص نے زمین کے گول ہونے کی نفی کی ہے لیکن حکماء کے پاس بھی کوئی شافی دلیل حرکت ارض کی
نہیں لیکن باوجود اس کے کسی نص کے بھی خلاف نہیں البتہ شمس و قمر کی حرکت کی نفی کا اعتقاد

ظاہر قرآن کے خلاف ہے (۱۰) اگر دونون امر کو سردی گرمی مین دخل ہو ایک کی خبر شارع نے دیدی اور دوسرے سبب کی نفی نہین کی اور ایک کا اثبات عقلاء نے کیا اور دوسرے کی نفی پر دلیل نہین قائم کر سکتے تو اس مین کیا تخالف ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ۲۔ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

سوال - بغرض حصول دنیا انگریزی پڑھنا کیسا ہے اور کس درجہ کا گناہ ہے کبیرہ یا صغیرہ یا کفر کے قریب ہے انگریزی پڑھنے والا کا نور ایمانی جاتا رہتا ہے یا رہتا ہے امید کہ اس کا جواب مشرح دین۔

الجواب - رسالہ تحقیق تعلیم انگریزی مین مفصل جواب لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ انگریزی مثل اور زبانون کے ایک مباح زبان ہے مگر تین عوارض سے اُس مین خرابی آجاتی ہے۔ اوّل بعض علوم اُس مین ایسے ہین جو شریعت کے خلاف ہین اور علم شریعت سے واقفیت ہوتی نہین اس لیے عقائد خراب ہو جاتے ہین جس مین بعض عقائد قریب کفر بلکہ کفر ہین۔ دوسرے اگر ایسے علوم کی بھی نوبت نہ آئے تو اکثر صحبت بد دینون کی رہتی ہے اُن کی بد دینی کا اثر اُس شخص مین آجاتا ہے کبھی اعتقاداً جس کا حکم اوپر معلوم ہو چکا کبھی عملاً جس سے نوبت فسق کی آجاتی ہے۔ تیسرے اگر صحبت بھی خراب نہو یا وہ مؤثر نہو تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ یہ نیت رہتی ہے کہ اس کو ذریعہ معاش بناوینگے خواہ وہ طریقہ معاش حلال ہو یا حرام اور یہ مسئلہ عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ جو مباح ذریعہ کسی حرام کا بن جاوے وہ حرام ہو جاتا ہے پھر ایسا عزم خود معاصی قلب سے ہے تو اُس صورت مین فسق ظاہری کے ساتھ فسق باطنی بھی ہے ان عوارض ثلثہ کی وجہ سے گاہے کفر و الحاد تک گاہے فسق ظاہری تک گاہے صرف فسق باطنی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر کوئی ان عوارض سے مبرا ہو یعنی عقائد بھی خراب نہون جسکا آسان طریقہ بلکہ متعین طریقہ یہی ہے کہ علم دین حاصل کر کے یقین کے ساتھ اُسکا اعتقاد رکھے اور اعمال بھی خراب نہون عزم بھی یہ رہے کہ اس سے وہی معاش حاصل کرین گے جو شرعاً جائز ہوگی اور پھر اُسی کے موافق عملدرآمد بھی کرے تو ایسے شخص کے لیئے انگریزی مباح اور درست ہے اور اگر اس سے بڑھکر یہ قصد ہو کہ اس کو ذریعہ خدمت دین بناوینگے تو اسکے لئے عبادت ہوگی لیکن اِس اخیر صورت مین پاس حاصل کرنیکی کوشش کرنا اس دعوے کا مکذب ہوگا کیونکہ اس خدمت کے لیے صرف استعداد کافی ہے حاصل یہ کہ انگریزی کبھی حرام ہے کبھی مباح کبھی عبادت۔ واللہ اعلم

فرار از طاعون و وضع انگریزی

۲۵- جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال- جناب قبلہ وکعبہ حضرت مولویصاحب مدظلہ- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- الحمد للہ مین بخیریت ہون آپ کا آخری کارڈ مجھکو لاہور مین ملا تھا اور ارادہ کررہا تھا کہ تھانہ بھون آکر قدمبوسی حاصل کرون مگر مجھکو ایک ضرورت سے امرتسر ٹھیرنا پڑا وہان ضلع کل گورکھپور مین یہ خبر دیکھی کہ آپ گورکھپور مین مقیم ہین مجبوراً اپنے ارادہ کو فسخ کرنا پڑا اب مین جے پور مقیم ہون ابکے امتحان مین ناکامیاب رہا خیر مجبوری آیندہ پھر دیکھا جاویگا مین نے جو آپ سے طاعون کے بارہ مین دریافت کیا اس کی غرض و غایت محض یہ تھی کہ آیا مرض کی شدت مین شہر چھوڑ دینا اور بھاگ جانا جائز ہے یا نہین اسکا جواب دیجیے- آپ کی اسبارہ مین کیا رائے ہی کہ کوئی شخص نماز روزہ کا پابند ہے اور کل اُمور اسلامی کا متبع ہے مگر وہ کوٹ پتلون پہنتا ہے اور پتلون ایسا ہے کہ نماز مین حارج نہین ہی پائینچے ٹخنون سے اونچے رکھتا ہی چونکہ لباس کو عادت سے تعلق ہے اس مین کیا حرج ہوسکتا ہے اور جملہ اُمور قرآنی کا پابند ہے پس کیا وہ عیسائی سمجھا جاویگا اور وہ شخص بعض موقع پر اردو انگریزون کیطرح بولتا ہے مگر ہمیشہ نہین بولتا ہے چرٹ بھی پیتا ہے اور حقہ بھی مگر چرٹ سے بو نہین آتی مگر ان لوگونکو آتی ہے جو تمباکو وغیرہ سے معرا ہین اور کیا کوئی حقہ چرٹ پینے کے بعد کلی کرکے نماز پڑھ سکتا ہی یا نہین یا مسجد مین جا سکتا ہے یا نہین- اب میرا قصد ہے کہ آپ کی زیارت سے بہت جلد مشرف ہون اگر موقع ملیگا تو ستمبر مین حاضر ہونگا اگر ستمبر مین حاضر نہو سکا تو تعطیلات کرسمس یعنی وہ تعطیل جو ۲۵ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک ہوا کرتی ہے آؤنگا- اور زیادہ امید اسی زمانہ مین آنیکی ہے کم سے کم وہ زمانہ آپ مجھکو دین آپ اسوقت مین کہان ہونگے آج کل آپ کے شاگرد جناب مولنا صاحب یہان مقیم ہین لباس کے بارے مین علماء مصر نے ایک مضمون لکھا ہے جو وہان کے رسالہ مین طبع ہوا ہے اس مین لانبے لانبے دامنون اور آستینون والے کپڑے کو حرام قرار دیا ہے اور مشہور کتب کا حوالہ دیا ہے اب مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کس قدر لانبے دامن ہون یا آستین وہ کپڑا حرام ہو جاتا ہے کیا جو کپڑا عادت وحاجت سے زیادہ لانبا ہو وہ مکروہ نہین ہی امید ہی کہ آپ کی نظر کرم میرے حال پر ویسی ہی ہوگی اور جلد جواب دینگے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے فقط

الجواب- عزیزم سلمہم اللہ تعالی- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- محبت نامہ کاشف حالات ہوا

مین نے غالبًا پہلے بھی لکھا تھا اور اب پھر لکھتا ہون کہ جب کبھی آنے کا ارادہ ہو اول ایک خط سے میرے قیام کی تحقیق مجھسے کر لیجیے بلا تحقیق آنے سے پریشانی کا احتمال ہے - مجھکو دخل دینے کا تو منصب نہین ہے لیکن بطور مشورہ اس کہنے کو دل چاہتا ہے کہ بجز نوکری کے کوئی اور ذریعہ معاش کا نہین ہے جو اُس کے لیے اسقدر پریشانی برداشت کی جاوے ؎ حیف باشد دل داناکہ مشوش باشد

طاعون کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اُس مقام سے بھاگنا جائز نہین اگر کہا جاوے کہ کیون اُس کا جواب اصلی یہ ہے کہ جس ذات مقدس کی بدولت ہم کو یہ پوچھنا آیا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز اُس ذات نے منع فرمادیا ہے اگر کہا جاوے کہ کیون منع کردیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُن سے خدا تعالےٰ نے کہدیا ہے اگر کہا جاوے خدا تعالیٰ نے کیون کہدیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سوال کے معنے یہ ہین کہ خدا تعالےٰ صاحب اختیار کیون ہین صاحب حکمت کیون ہین تو سیدھی بات یہی کیون نہ کہی جاوے کہ خدا کیون ہے تو اُس کا جواب جس قدر مولویون کے ذمہ ہے اُسی قدر ہر مسلمان کے ذمہ ہے - اگر پوچھا جاوے وہ حکمت کیا ہے جواب یہ ہے کہ ہم کو اس تحقیق کی ضرورت نہین مزدور کو اس سے کیا بحث کہ اس مکان کو کیون گرواتے ہو اور اُس کو کیون بنواتے ہو کام کرو مزدوری لو زیادہ کیا دخل اگر ان بے نیازی کی باتون سے تسلی نہ ہو تو یون سمجھیئے کہ فوجی لوگون کو مقابلہ کے وقت باوجودیکہ ہلاکت کا قوی اندیشہ ہے بھاگنا کیون قانونًا ناجائز ہے یا جسوقت سول سرجن کسی زخم کو شگاف دینا چاہے ملازم مریض کو روپوش ہو کر بھاگ جانا کیون ناجائز ہے اسی طرح طاعون مین قوت مدرکہ مخفیات سے معلوم ہوگیا ہے کہ ایک مخفی مخلوق کا اثر ہے جن کے مقابلہ سے بھاگنے کی اجازت نہین اور نیز اس کا اہل ایمان کے لیے رحمت ہونا اور علاج ذنوب ہونا ثابت ہوگیا ہے اس لیے اس نشتر سے ہٹنے کی اجازت نہین

پتلون والے سوال مین جو آپ کے شبہہ کا منشاء ہے اُس کی تحقیق کے بعد جواب آسان ہو جاویگا منشاء اس کا وہ ہے جس کو آپنے ان لفظون مین ظاہر کیا ہے کہ چونکہ لباس کو عادت سے تعلق ہے اس مین کیا حرج ہو سکتا ہے - عزیز من آپ نے ماشاءاللہ سمجھدار ہو کر کیا بات کہدی - عزیز من جیسے لباس کو عادت سے تعلق ہے اُسی طرح کھانے پینے کو بھی عادت سے تعلق ہے تو پھر یہ شبہہ شراب اور ماکولات محرمہ مین بھی ہو سکتا ہے آخر ان چیزون کی حرمت صرف نہی شرعی کی وجہ سے

ہے سوایسے ہی نہی تشبہ سے بھی ہے جو پتلون مین موجود ہے۔ رہا نماز ور وزہ کا پابند ہونا اور پائینچون کا ٹخنون سے اونچا ہونا اس کا اثر یہ ضرور ہے کہ اور گناہون سے بچ گیا مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس گناہ خاص سے بھی بچا رہا ورنہ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ جو شخص چار گناہ سے بچتا ہو اسکو پانچوان گناہ کرنا جائز ہے بھلا کون عاقل اس کا قائل ہو سکتا ہے البتہ عیسائی اُس کو کوئی نہین کہتا اس لیے یہ الزام غلط ہے یہی جواب چرٹ مین ہے کہ وہ بھی موجب تشبہ ہے رہا کلی کرکے نماز پڑھنا اور مسجد مین جانا جب منہ صاف کر لیا کچھ حرج نہین اگر بدبو رہی تو کراہت ہے لانبے دامن اسقدر کہ ٹخنون سے نیچے ہون حرام ہین اسی طرح آستین اسقدر دراز کہ انگلیون سے نکلی ہوئی ہون ممنوع ہین اگر اس سے کم ہون گو عادت و حاجت سے زیادہ ہو مکروہ نہین البتہ اگر اُس مین بھی تفاخر مقصود ہو گا اس صورت مین ممنوع ہو جانا اور بات ہے۔ باقی بحمد اللہ تعالیٰ مین خیریت سے ہون آپ کے زمانہ تعطیل مین ابھی سے اپنے قیام کی نسبت کچھ کہکر کیسے پابند ہو سکتا ہون قریب زمانہ مین مکرر تحقیق کرنا مناسب ہے ایک اور بات مین مجھکو دخل دینا پڑا جس کی وجہ صرف آپ کی خصوصیت ہے ورنہ مین تو بعضے اپنون کو کچھ نہین کہتا آپ نے اپنے بھائی کو ایسے عنوان سے لکھا ہے جس سے آپ کا اُن سے کوئی تعلق ظاہر نہین ہوتا میرے ساتھ تو علاقہ جدید ہے لیکن آپ سے قدرتی تعلق ہے جدید مکتسب کو ظاہر کرنا اور قدرتی کو مخفی کر لینا فطرۃ سلیمہ کے خلاف ہے اگر مولٰنا سے پہلے بھائی صاحب کا لفظ بھی لکھدیا جاتا تو میرے نزدیک وہ بھی معین ہوتا باہمی خصوصیت اور دلی اتفاق اور الفت پیدا ہونے مین والسلام فقط مورخہ ۲۵- جمادی الاولے ۱۳۲۲ھ

سوال- مخدوم و مکرم بندہ مولوی اشرف علی صاحب تھانہ بھون تسلیم آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانون کی خوش نصیبی سے یہ امر طے ہو گیا ہے کہ حضرت سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ اس قومی کالج کے ملاحظہ کے لیے تشریف لاتے ہین حضور والا کی سواری ۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء کو گیارہ بجے دن کے اسٹیشن پر پہونچے گی اور سیدھے وہانسے کالج مین حضور ممدوح رونق افروز ہون گے اسٹریچی ہال مین ٹرسٹیان کالج کی طرف سے حضور ممدوح کی خدمت مین سپاسنامہ پیش کیا جاویگا اور چار بجے سہ پہر کے گارڈن پارٹی ہوگی امید ہے کہ آپ

اس مبارک موقع پر تشریف لاکر شریک جلسہ اور پارٹی ہونگے اگر آپ کا ارادہ تشریف لانیکا مصمم ہو تو براہ مہربانی ایک ہفتہ پیشتر اپنے آنے کی تاریخ اور وقت سے اطلاع دیجیے۔ والسلام۔ محسن الملک آنریری سکرٹری مدرسۃ العلوم علیگڈھ۔

جناب اخ مکرم۔ یہ موقع ہے آپ ضرور اسوقت تشریف لاوین ایک مسلمان فرمانروا کو کم از کم دیکھ تو لینا چاہیئے امید کہ جواب سے جلد مطلع فرمائین گے والسلام بندہ سعید احمد۔

الجواب۔ قال اللہ تعالیٰ قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما ؂ قال السعدی رح نہ دوری دلیل صبوری بود ؂ کہ بسیار دوری ضروری بود۔ اخی المعظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مفاسد اور مصالح کے تعارض کے وقت جبکہ وہ مفاسد مظنون اور وہ مصالح غیر ضروری ہون مفاسد کے اثر کی ترجیح اوپر کی آیت سے اور ایسے وقت مین ان کے منافع کے تحصیل کے مقتضائے اشتیاق پر عمل نکر سکنے کا عذر اوپر کے شعر سے واضح ہے تفصیل اسلیے نہین کی کہ وہ متفق علیہ نہین ہے اگر جناب نواب صاحب کے خلاف مزاج نہ سمجھا جاوے تو ان کی خدمتین یہ سطرین پیش کر دیجیے ورنہ خیر مین نے براہ راست جواب عرض کرنا خلاف ادب سمجھا فقط والسلام دعاگو و دعا جو خاکسار اشرف علی از تھانہ بھون۔ ۲۳۔ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

تحقیق صلوٰۃ یا دخول مسجد در نعال

متعلق فقرۂ ذیل مندرجہ خط عزیزی بہ نسبت امیر کابل ؛ جوتون سمیت سب اُن کے آدمی مسجد مین آئے اور جوتون سمیت نماز پڑھی ؂ اس مقام پر تین امر ہین دو نہایت جلی اور ایک خفی۔ امر اوّل یہ بات یقینی اور متفق علیہ و ثابت بالدلیل اور مسلم ہے کہ نعال اگر طاہر ہون تو اُن کو پہنے ہوئے مسجد مین آنا یا نماز پڑھنا فی نفسہ قطع نظر عوارض خارجیہ سے جائز اور مباح ہے عام اس سے کہ عوارض کی وجہ سے کہین مستحسن ہو جاوے اور کہین مستقبح ہو جاوے۔ امر دوم یہ بات بھی یقینی اور متفق علیہ اور محقق ہے کہ اگر نعال نجس ہون تو اُن کو پہنے ہوئے مسجد مین آنا یا نماز پڑھنا ناجائز و حرام اور معصیت ہے جس مین جواز یا اس سے بڑھکر استحسان کا اصلا شائبہ بھی نہین یہ دونون امر تو جلی ہین جو محل اشتباہ نہین ہو سکتے۔ امر سوم جو کہ خفی اور محل اشتباہ و معرض بحث ہے یہ ہے کہ عوارض خارجیہ کے اعتبار سے بصورت طہارت آیا اس مین کوئی استقباح ہے یا نہین یا اس سے

ترقی کرکے استحسان کا حکم کیا جاوے سو اوّل یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو حکم کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے وہ عارض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور جو حکم شارع کو فی نفسہ مقصود ہوتا ہے وہ کسی حالت مین نہین بدلتا اس کے شواہد و نظائر علم فقہ مین بکثرت پائے جاتے ہین دوسرے یہ جاننا چاہیئے کہ یہ یقینی ہے کہ صلوٰۃ فی النعال شارع کے نزدیک کوئی حکم مقصود نہین کیونکہ مقاصد شرعیہ مین سے کوئی غرض اس کے ساتھ متعلق نہین اب اس کا مدار عوارض پر رہا پس جہان کوئی عارض مانع نہ ہوگا وہان منع نہ کیا جاویگا بلکہ جہان کوئی عارض مؤثر فی الاستحسان ہوگا وہان مستحسن کہا جاوے گا اور جہان کوئی عارض مانع ہوگا وہان منع کیا جاویگا۔ تیسرے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مسجد اور صلوٰۃ دونون چیزین واجب الاحترام و الادب ہین اور ادب کے بعض طرق محض عرف پر مبنی ہوتے ہین پس جس ملک مین مع النعال کسی کے فرش پر آنا اور آکر ملنا عرفاً خلاف ادب شمار کیا جاتا ہو وہان صلوٰۃ و دخول مسجد مع النعال اس عارض بے ادبی کی وجہ سے واجب المنع ہوگا جس کا پتہ قرآن سے لگتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا فاخلع نعلیک اور اس کی علت یہ فرمائی انک بالواد المقدس طوے خواہ ان کے نعال طاہر ہون یا نجس ہون لیکن عموم علت ادب سے حکم معلول مین عموم ہوجاویگا جہان نعال نجسہ کے ساتھ جانا خلاف ادب ہوگا نہی اس کے ساتھ خاص ہوگی اور جہان مطلق نعال کے ساتھ جانا خلاف ادب ہوگا نہی اس کو بھی عام ہوجاوے گی اور ہمارے دیار ہند کا عرف اسبارہ مین ظاہر ہے پس بناءً علی التقریر المذکور یہان اس کی ممانعت ضروری ہے اور جس ملک مین یہ عرفاً خلاف ادب نہ ہو وہان منع نکیا جاوے گا سو اہل کابل کا عرف ایسا ہی ہوگا اور یہان کے عرف کی اُن کو اطلاع نہ ہوگی یا خاص وردی کے نعال مین ایسا عرف ہوگا یا دوسرے ملک مین ہونیکی وجہ سے بے اطمینانی اس کا عذر ہوگا اور اخیر درجہ یہ کہ فعل غیر نبی کا فی نفسہ حجت نہین اور اگر کوئی عارض مؤثر فی الاستحسان ہو استحسان کا حکم کیا جاویگا جیسا بعض روایات مین اس کی ترجیح کی یہ علت فرمائی ہے کہ اہل کتاب نعال مین نماز نہین پڑھتے لیکن یہ عارض یہان متحقق نہین بلکہ اصل علت کہ نہی عن التشبہ ہے خود مقتضی منع کو ہے کیونکہ یہان اس ہیئت مین تشبہ ہے اب درایۃً و روایۃً اس مین کوئی اشکال نرہا۔

سوال۔ اخبار وطن لاہور مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ مین ایک مضمون اڈیٹر کی طرف سے

فصل جواب اعتراض اخبار بر حرکت زمین

بعنوان علمار کی قابل توجہ سوال درج ہے۔ سورہ نمل کے آخری رکوع مین ہے وترى الجبال تحسبها جامدة وهى تمر مرالسحاب کے ترجمہ پر بحث کی ہے مولوی نذیر احمد صاحب مرزا حیرت صاحب دہلوی نے اور اکثر متقدمین علمار نے تمر کے معنے مستقبل مین لے کر آیت شریفہ کو قیامت کے متعلق سمجھا ہے لیکن بعض مقدس علمار نے مثلاً جناب شاہ ولی اللہ صاحب رح نے اس کلمہ کے معنے اپنے فارسی ترجمہ قرآن شریف مین بصیغہ حال لیا ہے جناب اڈیٹر صاحب نے بصیغہ حال زیادہ موضوع وصحیح خیال فرماکر آیۃ شریفہ کو زمین کی گردش کے ثبوت کی مؤید بتلایا ہے چونکہ گذشتہ زمانہ مین علمار کو زمین کی گردش کا علم نہ تھا انہون نے تاویلین کر کے قیامت کے متعلق تصور فرمایا تھا اور اب اس زمانہ مین جب کہ گردش زمین کا ثبوت ہوچکا ہے اس کے معنے حال مین لینے سے قرآن شریف کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ جس مسئلہ کو بہت تحقیق کے بعد جدید اہل فلسفہ نے اب دریافت کیا ہے ہزارون برس پہلے سے وہ مسئلہ اسلام مین حل ہوچکا ہے اڈیٹر وطن فرماتے ہین کہ اگر یہ آیت شریفہ قیامت کے متعلق ہوتی تو تحسبها کا لفظ نہ استعمال ہوتا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ جو ساکن معلوم ہوتے ہین حقیقت مین وہ مثل بادلون کے زمین کے ساتھ چلتے ہین حضور کی رائے مین اڈیٹر وطن کا خیال کیسا ہے۔

الجواب۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اسوقت مجھکو ملا نہین ورنہ اُسکی عبارت کے متعلق بھی کچھ لکھتا لیکن اگر انہون نے صیغہ حال سے ترجمہ کیا بھی ہو تب بھی اس سے یہ لازم نہین کہ اُنہون نے حرکت ارضیہ پر اسکو محمول فرمایا ہے اسلیے کہ قریب قریب سب زبانون کے محاورہ مین مستقبل و ماضی کو بھی حال سے تعبیر کرنے کی عادت ہے ہماری زبان مین بھی اس طرح بولتے ہین مثلاً مین سال گذشتہ کلکتہ گیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک مجمع عظیم جمع ہے اور دو شخصون مین مناظرہ ہو رہا ہے اور لوگ شور و غل مچا رہے ہین یا مثلاً دیکھتا ہون کہ ایک ہاتھی مست آتا ہے اور لوگ سامنے سے بھاگے جاتے ہین آہ اور یقیناً یہان ماضی مراد ہے یا مثلاً نوکر سے کہا کہ تم ایک مہینہ کے بعد بمبئی فلان بازار مین جانا جس دوکان پر دیکھو کہ کثرت سے امراء سواریون پر آتے ہین اور اسباب خریدتے ہین اُس دوکان کو فلان سیٹھ کی دوکان سمجھنا الخ یہان یقیناً مستقبل مراد ہے اور نکتہ اس مین یہ ہے کہ جس ماضی یا مستقبل کا استحضار ذہن مخاطب مین مقصود ہوتا ہے اُس کو حال سے تعبیر

کرتے ہین تو ممکن ہے کہ شاہ صاحب نے اسی محاورہ کے موافق حال کے صیغہ سے ترجمہ فرمایا ہو غرض یہ اس کی دلیل نہین کہ شاہ صاحب حرکت ارض کے قائل ہین اور اگر ترجمہ سے قطع نظر کرکے کوئی شخص خود قرآن کی اس آیت سے اس مسئلہ کا اثبات کرنا چاہے تو اس کے ذمہ ہے کہ قیامت کے ساتھ اس کے متعلق ہونے کو دلیل سے باطل کرے جبتک کوئی دلیل قائم نہ ہوگی اور تعلق بالقیامت کا احتمال بھی باقی رہے گا استدلال صحیح نہوگا اور بحیثیت مدعی ہونے کے دلیل کا مطالبہ اُس کے ذمہ رہیگا اور اس عدم تعلق پر جو استدلال کیا ہے کہ اگر یہ آیت قیامت کے متعلق ہوتی تو تحسبھا کا لفظ نہ استعمال ہوتا الخ سو اس کی تقریر واضح کرنا چاہیئے کہ تقدیر مذکور پر استعمال مذکور مین کیا خرابی ہے یہ گفتگو تو تھی اس مسئلہ کے قرآن کے ساتھ متعلق ہونے مین رہی تحقیق خود اس مسئلہ کی سو کسی نص شرعی نے نہ اسکا اثبات کیا ہے نہ نفی کی ہے پس اثباتاً یا نفیاً یہ مسئلہ اسلامی اور شرعی نہین ہے محض ایک عقلی مسئلہ ہے دونون جانب احتمال اور گنجایش ہے اور کسی احتمال پر کسی آیت و حدیث پر کوئی اشکال لازم نہین آتا البتہ عقلی طور پر دونون جانب سے اپنے اپنے دعوے پر ادلہ قائم کیے گئے ہین اور جانب مخالف کے ابطال پر بھی وجوہ لائے ہین جیساکہ کتب کلامیہ مین مبسوط ہے اور یہ دعویٰ کہ گذشتہ زمانہ مین علماء کو زمین کی گردش کا علم نہ تھا الخ محض غلط ہے اگر علم نہ تھا تو اپنے مؤلفات مین اس مذہب کو نقل کیسے کیا اور پھر اسکو باطل کیسے کیا چنانچہ شرح مواقف مین بھی اس کی بحث مذکور ہے اور خود یہ مذہب بھی کوئی جدید فلاسفہ نے تحقیق نہین کیا اصل مین فیثاغورس سے یہ قول منقول ہے جس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا معاصر بتلایا جاتا ہے نیز یونانی سے جو عربی زبان مین کتب فلسفیہ و ریاضیہ کا ترجمہ ہوا ہے اُن مین یہ مذہب منقول ہے جس سے قدامت اس مسئلہ کی معلوم ہوتی ہے البتہ چونکہ گم ہونے کے بعد ایک قوم نے اسکو پھر تازہ اور زندہ کیا ہے اس لیے اُس قوم کی طرف اس کی نسبت کی جانے لگی اور محض اس فخر کے حاصل کرنے کو یہ تفسیر کرنا کہ جس مسئلہ کو بہت تحقیق کے بعد جدید فلسفہ نے اب دریافت کیا ہے ہزارون برس پہلے وہ مسئلہ اسلام مین حل ہوچکا ہے محض فضول ہے اول تو بعد اثبات قدامت اس مسئلہ کے کوئی مخالف یہ شبہہ کرسکتا ہے کہ اسلام نے اپنی تحقیقات مین قدماء حکماء سے اقتباس کیا ہے سو یہ فخر تو اور اہانت ہوگیا دوسرے قرآن جس فن کی کتاب ہے اس مین سب سے ممتاز ہونا یہ فخر کی بات

ہے یعنی اثبات توحید و اثبات معاد و اصلاح ظاہر و باطن اگر سائنس کا ایک مسئلہ بھی اس مین نہو کوئی عیب نہین اور اگر سائنس کے سب مسئلے ہون تو فخر نہین قرآن کو ایسی خیر خواہی کی ضرورت نہین واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔ محرم ۱۳۲۳ھ

سوال ۔ حامداً و مصلیاً جناب باری عزاسمہ کی گفتگو اور ہمکلامی یا خطاب پر عتاب شیطان علیہ اللعن سے بلا وساطت غیرے صرف ایک بار ہوا یا ایک بار سے زیادہ سورہ بقر سورۂ اعراف سورہ حجر سورہ بنی اسرائیل اور سورۂ ص ان جملہ مقامات پر صرف ایک ہی وقت انکار سجدہ آدم علیہ السلام کا ذکر ہے یا مختلف اوقات کا الفاظ قرآنی ہر جگہ مختلف ہین اگر ایک ہی واقعہ اور ایک ہی وقت کی نسبت ہر جگہ تذکرہ ہے تو اختلاف لفظی کی کیا توجیہ معقول اور کیا تاویل مناسب ہوسکتی ہے اگر ایک مرتبہ سے زیادہ تو ہر نوبت اور ہر بار کی نسبت تعین وقت کا فرمایا جاوے جو مشاہیر علماء دہر اور متبحر فضلاء عصر سے ہون وہ بزرگوار اس گذارش کے متعلق جواب تحریری عنایت فرماوین بہ لطف و کرم

الجواب ۔ یہ شبہ مفسرین نے بھی اپنے مؤلفات مین مع جواب ذکر کیا ہے حاصل یہ ہے کہ ظاہراً یہ خطاب بلا واسطہ ہوا اور یہ ہمکلامی موجب شرف و قبول نہین بلکہ وہی جو عنایت و لطف کیسا تھ ہوا اور ایک ہی بار یہ واقعہ ہوا اور اختلاف لفظی اس وجہ سے ہے کہ قرآن مجید مین واقعات کی حکایات بطور روایت بالمعنی کے ہین اور اہل بلاغت کا قاعدہ ہے کہ ایک واقعہ کو جب چند بار چند مواقع پر بیان کرتے ہین تو اصل مضمون تو محفوظ رہتا ہے لیکن مقتضیات حال کے موافق ایجاز و اطناب و تقدیم و تاخیر و اختلاف و ربط وغیرہ اعتبارات کی رعایت کیا کرتے ہین اور ان مقتضیات کی تفصیل ہر مقام کے طرز مین غور کرنے سے بلکہ اصل یہ ہے کہ ذوق لسانی سے معلوم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ حکایت کا ایسا اختلاف محکی عنہ کے اختلاف کو مستلزم نہین کہ تعارض کا شبہہ واقع ہو واللہ اعلم ۶۔ رجب ۱۳۲۴ھ

سوال ۔ حال کے تمام اہل اسلام لوگ قرآن کے مطابق ہرگز عمل نہین کر سکتے اس کا خلاصہ اہل حدیث کا ۶ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ دیکھو جس مین صاف لکھا ہوا ہے کہ اسلام مین ایک شخص ایسا نہ نکلیگا جس مین مسلمان کی ایک بھی خصلت ہو پس ظاہر ہے کہ انسان کو فطرتی عمل پر ہمیشہ چلانے کے لیے قرآن بالکل عاجز ہے جس کی برکت سے اسلام مین ایک بھی قرآنی خصلت نرہی۔

سوال ۲ قرآن شریف مین جو زکوۃ دینے کا ذکر ہے بالکل بیفائدہ ہے کیونکہ زکوۃ دینے کے لیے اہل اسلام بالکل مجبور ہین جب اُن کے سید فقیر لوگ ایک ایک پیسہ کے لیے ہندو لوگ جن کو مسلمان کافر کہتے ہین اُن کی دوکان کے سامنے خود اپنے ہاتھ سے ہی سر پھوڑ لینا ہی پڑتا ہے اور اپنے پیٹ کے غار بھرنے کے لیے آدھے پیسہ پر وہ اپنی زبان بھی کاٹ لیتے ہین ایسی مفلسی کی حالت مین جبکہ اُن کو اپنا پیٹ پالنے کے لیے اتنی مصیبت جھیلنی پڑتی ہے یہ کسطرح زکوۃ دیسکتے ہین اور قریب قریب یہی حالت اسلام کی ہے یعنی جس دن ظالمون کا راج ہوگا لوگون کو مار پیٹ کر پیسہ وصول کرتے ہونگے لیکن گورنمنٹ عالیہ کا راج ہونے سے اس وقت ظالم اورون پر ظلم کرنے کی عوض خود اپنی زبان کاٹ لینا پڑتی ہے اور جن مین کا ایک فرقہ جس کا کام دنیاداری کا تمام جنجال چھوڑ کر صرف خدا کی عبادت مین اپنی زندگی گذارنا ہے اپنی خودغرضی کے واسطے اپنے ہی جسم کو کاٹ لینے کو تیار ہین تو کیا یہ ممکن ہے کہ ظالمون کی ریاست ہونے سے وہ اپنی خودغرضی کے لیے اورون پر ظلم نکرے کیا یہ ہی مذہب اسلام ہے جن کے سید قرآنی تعلیم کی برکت سے یعنی گلے مین قرآن لٹکائے ہوئے ایسے کام کرتے پھرتے ہین آپ کے لیے انسان کے فطرتی چلن کے واسطے قرآن کی تعلیم کس قدر مفید ہوسکتی ہے کیونکہ اس کیفیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ہرگز زکوۃ نہین دیسکتے پھر مصنف قرآن نے کیون بے فائدہ حکم دینے کی کوشش کی ہے ذرا اُن پر اعتراض کرنے کے لیے اوّل اپنے گھر کی تو حالت دیکھ لیا کرو جن سے آپکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

سوال ۳ سبز درخت کو کاٹنا قرآن کی رو سے منع ہے یا نہین اگر منع ہے تو اے عقل کے دشمنون جیتے جاندارون کو کاٹنا کس طریق سے ذریعہ ثواب ہے۔

سوال نمبر ۴ حلال اور حرام کے معنے کیا ہین اگر کسی جانور کے حلال کرنے کے بعد اُسمین روح نہین رہتی تو اس حالت مین وہ مردہ ہے یا نہین۔

سوال نمبر ۵ قبر کے معنے کیا ہین مردہ انسان کو کہین غار مین ڈالدینا اسکو قبر کہتے ہین اگر قبر کے یہی معنے ہین تو گوشت خوار لوگ مذکورہ بالا بغیر روح کے جسم کو کھانے سے یعنی اُس مردہ جانور کے گوشت کو اپنے شکم کے غار مین رکھنے سے اُن کا پیٹ بھی مردہ جانورون کی قبر کیون نہین ہوسکتین

سوال نمبر ۶۔ اگر گوشت کھانا طاقت کیواسطے ضروری ہے تو جو سب جانورون مین طاقت دار

جانور ہے اور اس کا گوشت بھی نہایت قوت بخشتا ہے تو اُسکا گوشت کھانا حرام کیون رکھا گیا ہے۔

سوال - نمبر۷ ضرورت کے وقت یعنی کوئی چیز کھانے کو نہ ملے تو مسلمان لوگ اُس تنگ حال مین سور کا گوشت کھاسکتے ہین یا نہین اگر سور بداخلاق ہے تو کیا مرغی خوش اخلاق ہے۔

سوال نمبر۸ - حضرت محمدؐ چالیس برس تک قریشیون کے ساتھ بت پرستی کرتے ہوئے اور اُن کی مکروہ و نفرت انگیز رسمیات خورونوش مین حصہ لیتے ہوے کس عمل کی یادداشت مین مستحق ملہم کے ہوگئے۔

سوال نمبر۹ قرآن کے نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی جبکہ قرآن کے پہلے کئی الہامی کتابین اتر چکی تھین اگر وہ سب ناکامل تھین تو قرآن کے کامل ہونے کا کیا ثبوت ہے کیا خدا اپنی عادت کو چھوڑ دیگا جو اپنے احکام کی ترمیم و تنسیخ کرنے پر طیار رہے۔

سوال نمبر۱۰ - اسلامی دنیا کے قبل پیدائش خدا خالق یا رحیم یا رزاق و معبود وغیرہ تھا یا نہین اگر تھا تو معبود کن کا اور سوائے اُس کے کوئی نہ تھا تو خالق کن کا تھا اور مالک کن کا تھا کیا بموجب قرآن خدائے محمدی نیستی کا خدا تھا۔

سوال نمبر۱۱ اگر مادہ اور ارواح انادی ماننے سے خدا مشرک ٹھیراتا ہے تو بہشت اور دوزخ ابدی ماننے سے خدا مشرک کیون نہین ٹھیراتا۔

سوال نمبر۱۲ باوا آدم کا پتلا بنانے مین خدا مٹی کا کیون محتاج ہوا تھا کیا وہ اپنی کن کی طاقت بھول گیا تھا اور پتلا تو مٹی سے بنا یا روح کیسے بنائی۔

سوال نمبر۱۳ کیا روح خدا نے اپنے جسم سے نکالی تھی اگر جسم سے نکالی تھی تو خدا کا حصہ بھی بہت کم ہوا ہوگا اور تمام عالم خدا ہی ہوگیا جس مین سور بھی خدا ہی ٹھیرا۔

سوال نمبر۱۴ - زہرہ کون تھی اور جمعہ کے دن اُس کے نام کی نماز کیون پڑھی جاتی ہے۔

سوال نمبر۱۵ - متعہ کیون منسوخ ہوگیا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین اس کی منسوخی کا حکم آگیا تھا حضرت نے اس کی پیروی کی تھی یا نہین اگر پیروی کی تھی تو اب کیون منسوخ اگر پیروی نہین کی تھی تو صحیح مسلم جلد ثالث مترجم اردو صفحہ ۱۲۵۸ ایک جگہ ذکر ہے کہ حضرت نے متعہ کیا اے شیطان کے بندو اسبات کو اب مانتے ہو یا نہین یا پہلے مانتے تھے اور اب منسوخی کا حکم آلگا - راقم ٹھیو نراین

آریہ طالب علم مدرسہ دہار در حیدر آباد دکن مطبوعہ احمدی پریس علیگڈھ

الجواب۔ سب سے اول ضروری بات یہ ہے کہ سوال مہذب الفاظ مین کئے جاوین بے تہذیبی خود آداب مناظرہ کے خلاف ہے۔

جواب سوال اوّل۔ اُس حدیث کے الفاظ مع سند کے نقل کر کے جواب کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔

جواب سوال دوم۔ جو خرابیان اس سوال مین لکھی ہین وہ پیروی احکام شرعیہ کے چھوڑنے سے پیدا ہوگئی ہین اور زکوۃ کا فائدہ خود ظاہر ہے کہ اہل حاجت کی اعانت ہے پس جو خرابی احکام شرعیہ کے چھوڑنے سے پیدا ہوا اُس مین تعلیم شریعت پر کیا الزام۔

جواب سوال نمبر ۳۔ منع نہین ہے۔

جواب سوال نمبر ۴۔ حلال وحرام کے معنے ظاہر ہین کہ جس چیز کو شارع نے جائز کہدیا وہ حلال ہے جس کو منع کر دیا وہ حرام ہے اور شارع نے مطلقاً بیجان کو منع نہین کیا بلکہ اُس جانور سے منع کیا ہے جو محل ذبح ہو اور بلا ذبح شرعی بیجان ہو جاوے اور ذبح کرنے کے بعد وہ اُس کلیہ سے نکلگیا لہذا اعتراض وارد نہین ہوتا۔

جواب سوال نمبر ۵۔ قبر نام ہے عالم برزخ کا۔

جواب سوال نمبر ۶ گوشت کھانا باذن شارع جائز ہے ہمارے ذمہ تعین علت کی ضروری نہین البتہ اگر کوئی عقلی قطعی خرابی اس مین ثابت کی جاوے تو اہل اسلام اُسکے جواب کے ذمہ دار ہین۔

جواب سوال نمبر ۷۔ جب جان نکلنے لگے کھا سکتے ہین اور سور کی حرمت اور مرغی کی حلت مین ہمارے ذمہ علت کی تعیین ضروری نہین نص شارع پر اس کا مدار ہے البتہ کوئی عقلی قبح ثابت کیا جاوے تو اہل اسلام اُس کے ذمہ دار ہین۔

جواب سوال نمبر ۸ بالکل تہمت ہے۔

جواب سوال نمبر ۹۔ ضرورت تو خدا تعالیٰ کو کسی چیز کی بھی نہین البتہ اُس کے افعال مین مصلحت ہوتی ہے سو مصلحت کی تعیین ہمارے ذمہ نہین البتہ اگر خلاف مصلحت ہونا کوئی ثابت کر دے تو اہل اسلام اُس کے جواب کے ذمہ دار ہین اور عادت کے چھوڑنے کے محال ہونے کی اول تو کیا دلیل ہے پھر یہ عادت کے بھی خلاف نہین ہے کیونکہ پہلے سے یہی عادت ہے کہ ایک شریعت سے

دوسری شریعت کو منسوخ کرتا آیا ہے۔
جواب سوال نمبر ۱۰۔ اس سے سائل کی غرض عالم کے قدم کو ثابت کرنا ہو مگر محض بیکار کیونکہ کسی صفت کے قدیم ہونے سے اُس کے تعلق کا قدیم ہونا لازم نہین آتا پس صفات سب قدیم ہین اور تعلق اُن کا حادث ہے اِس مین کیا خرابی ہے۔
جواب سوال نمبر ۱۱۔ ازلیت خلق کے اعتقاد سے خدا کے مشرک ہونے کا نعوذ باللہ کس نے دعوی کیا ہے البتہ مستقل دلائل عقلیہ فلسفیہ سے ازلیت خلق کا بطلان ثابت ہے اور ابدیت کے استحالہ پر کوئی دلیل نہین لہذا ایک کا قیاس دوسرے پر باطل ہے۔
جواب سوال نمبر ۱۲۔ محتاج نہ تھا مگر مختار تھا کوئی مصلحت ہوگی اور ہم اُس کی تعیین کے ذمہ دار نہین۔ اور روح بنانے کی کیفیت ہم کو معلوم نہین لیکن کسی شئے کے مفصل معلوم نہونے سے کوئی اعتراض لازم نہین۔
جواب سوال نمبر ۱۳۔ خدا تعالیٰ جسم سے پاک ہے اسیطرح کسی شئے کا مادہ بننے سے منزہ ہے مسلمان اس کے کب مدعی ہین۔
جواب سوال ۱۴ زہرہ کی تاریخ بتلانا اہل اسلام کے ذمہ ضرور نہین اور نہ کوئی اُس کے نام کی نماز پڑھتا ہے سراسر تہمت ہے۔
جواب سوال نمبر ۱۵۔ ہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اس کی منسوخی کا حکم آگیا تھا اور منسوخ ہونے سے پہلے جو اس پر عمل ہوا تھا وہ بھی حدیثون مین مذکور ہے پھر اس مین اعتراض کیا لازم آیا۔ ۱۸۔ رجب ۱۳۲۴ھ

سوال۔ سید احمد ساکن ضلع علیگڈہ جو کہ فرقہ نیچریون کا پیشوا ہے اور اُسکی پیروی کرنے والے جو مثل اس کے ہون اُنکو کافر کہنا درست ہے یا نہین حکم اقتدا و نماز کا کیا ہے۔

الجواب۔ جیسے حق تعالیٰ جل جلالہ کی عادت اُس امت مین یون جاری ہے کہ ہر صدی کے شروع پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے کہ وہ قلع و قمع بدعات و مخترعات کی کرتا ہے جیسے راس مائۃ اولیٰ پر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مائۃ ثانیہ پر حضرت امام شافعی رح وعلی ہذا القیاس ایسے ہی ہر صدی پر ایک شخص مخرب دین ماحی آثار اسلام منین پیدا ہوا کرتا ہے جس سے اندر

اس سنن وشیوع بدعتون کا ہوجیسا مائۃ اولی مین حجاج جسکا ظلم مشہور خاص وعام ہے مائۃ ثانیہ مین مامون جو خلق قرآن کا قائل ہوا اور علما کو انواع انواع کی اذیتین دین وعلی ہذا القیاس یہانتک کہ اس چودہوین صدی کے قریب ہندوستان مین یہ فرقہ نیچریہ پیدا ہوا ہے جس نے تمام علماء اسلام کی تغلیط اور احکام شرعیہ کی تخلیط اور اصول کا قمع اور فروع کا قلع اور محدثین پر طعن اور مفسرین پر تشنیع ولعن علی الاعلان کرنا شروع کیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا واذا قیل لہم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لایشعرون اور ابتداء حدوث اس فرقہ محدثہ باغیہ طاغیہ کی ہند مین ایک معتبر ذریعہ سے یون معلوم ہوئی کہ اس طائفہ کے رئیس کشمیری الاصل ہین انہون نے دہلی مین ایسے وقت نشو ونما پائی کہ غیر مقلدی کا زور تھا اثر ہوتے ہوتے یہ حضرت بھی مجتہد بنے اور ناصحون کو دیوانہ سمجھا اُسی اثنا مین غدر واقع ہوا آپ اسوقت بجنور کے صدر امین تھے رفتہ رفتہ عہدہ صدر الصدوری سے ممتاز ہوے بعد فرو ہونے آتش غدر کے حکام انگریزی مسلمانون سے مکدر اور اندیشہ ناک رہنے لگے ان کو بھی اپنی روٹیون کی فکر ہوئی مصلحت یہ دیکھی کہ ایک کتاب مذمت باغیان وتجویز چند قوانین انسداد بغاوت واطاعت رعایا مین تالیف کی سرکار نے براہ قدردانی بعض ضوابط پر عمل درآمد کیا ان کے سر مین باد نخوت سماگئی اب معراج شروع ہوئی پس واسطے اظہار خوشامد حکام کے مسلمانون کو اطاعت حکام پر رغبت دلائی اور جو عیوب انگریزون کے رسمی یا مذہبی مسلمانون کو آنکھ مین کھٹکتے تھے اُن کے جواب دئیے اور بیبل کا ترجمہ کرکے شائع کیا سیکڑون مسلمان سست عقیدہ ہوگئے ایسی حالت مین اکثر لوگون کے عقیدہ سست ہوچکے تھے اور میلان جانب رسوم وملل نصاری ہوگیا تھا مرمت قرآن شریف کی شروع کی گویا تیل بتی تو تھی ہی آگ دکھاتے ہی سلگ اُٹھی اکثر لوگ بگڑ گئے اب تک یہ امور صرف خوشامد اور اظہار رسوخ کے لیے تھے لیکن وعدہ صادق من تشبہ بقوم فہو منہم کب خلاف ہوسکتا ہے اسکا اثر ظاہر ہوا صاحبزادہ کو بیرسٹر بنانے کا شوق ہوا لندن بھیجا اس تقریب سے آپ کو بھی وہان کی سیر نصیب ہوئی وہان مدت دراز سے الحاد کا شیوع اور مذہب سے اعراض ہورہا ہے چند روز ایسے دہری ملحد لوگون کی صحبت کا اتفاق ہوا مزاج مین پہلے سے آزادی تھی اب کھل گئے اور وہان سے تشریف لاکر کھلم کھلا ملت نیچریہ کی دعوت شروع کی اور نیچر جسکو وہ قانون فطرت کہتے ہین اور ہنوز کسی نے اُسکے قواعد منضبط

نہین کیے اسکو کتاب اور خیالات ورسوم ملاحدہ یورپ جسکا نام علوم واقعیہ وتحقیقات نفس الامریہ و تہذیب رکھاہے اسکو سنت ٹھیراکر جوان دونون کے خلاف پایا اگروہ اجماع مسلمین تھاتو بیدہڑک اُسکو خیال جاہلیت بتایا اگر حدیث تھی تو اسکو کہین معنعن کہین مرسل کہین منقطع کچھ بھی نہ بن پڑا مخالف فطرت ٹھہراکر غلط ٹھیرایا رواۃ کو کاذب ومفتری فرمایا اگر قرآن ہوا تو اُس پر معلوم نہین کس مصلحت سے تکذیب وتردید کی تو عنایت فرمائی لیکن کہین کہین تمثیلی قصہ کہین خواب وخیال کہین صرف موافقت خیال مخاطبین جہال کہکر کہین الہام کا دعوی کرکے کہین تحریف فرماکر پیچھا چھڑایا چونکہ ذی وجاہت وثروت تھے اور طبع انسانی استلذاذ جدید پر مجبول ہوتی ہے ونیز شیطان معین ان بدعات وطغیان کا ہے بہت سے شکم پرور بہت سے عجائب پسند بہت سے آزاد مزاج آمنا صدقنا کہکر ساتھ ہوگئے یہان تک کہ ایک جم غفیر وجمع کثیر بن گیا کسر اللہ شوکتہم واعطاہم توبتہم اس کیفیت مجملہ کو سنکر کوئی مسلمان نہوگا جو اس فرقہ کی نسبت حکم شدید نہ کرے مگر چونکہ دعوی بلا دلیل غیر مسموع ہے اقناعاً للناظرین چند اقوال اس فرقہ کے معہ نام کتاب یا اخبار جس سے اخذ کیا ہے ونام قائل ومختصر تردید وکیفیت کے بصورت ایک نقشہ کے ذیل مین درج ہوتے ہین بعدازان جو حکم علماے شریعت نے ایسون کے حق مین فرمایا ہے وہ لکھا جاویگا۔ فقط

نبذے از اقوال وعقائد فرقہ محدثہ نیچریہ ہداہم اللہ الی الطریقۃ السویۃ

کیفیت متعلقہ ضروریہ	تردید مختصر	نام قائل	قول	صفحہ	نمبر	جلد	نام کتاب یا اخبار	نمبر شمار قول
صلہ ہا آیتین اس مضمون سے مشحون ہین اور مولوی عبد الحلیم صاحب اور مولانا محب اللہ صاحب کے کلام مین بنابر اصطلاح اہل تصوف مراد ہے	فسجد الملائکۃ کلہم اجمعین الا ابلیس لا تقربا ہذہ الشجرۃ	[illegible]	انکار حقیقت ملائکہ وشیطان وشجرۃ الجنۃ	۲۱	۵	۳	تہذیب الاخلاق	۱

نمبر شمار	نام اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲	تہذیب الاخلاق	۳	۷	۶۵	انکار حقیقت عذاب قبر	مہدیعلی	النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا	ہزارون احادیث اس مضمون کی حد شہرت کو پہونچ چکی ہین
۳	"	"	۱۱	۱۱۰	انکار وجود جنت بوجہ عدم اندراج در جغرافیہ وقیامت وحشر اجساد وعذاب وثواب ونار وحور وغلمان اور چکلہ کہنا جنت کا اور کشمیری کسبیان بنانا حورونکا		جنۃ عرضہا السموات والارض اعدت للمتقین - ان الساعۃ لآتیۃ لاریب فیہا ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون وقودہا الناس والحجارۃ اعدت حور مقصورات فی الخیام یطوف علیہم ولدان - اتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا الآیات	جغرافیہ کے بھروسہ جنت کا انکار مصداق اس شعر کا ہے ؎ چو آن کرمیکہ در سنگی نہان است ؛ زمین وآسمان وے ہمان ست ؛
۴	"	"	۱۹	۱۹۱	حلت طیور منخنقہ	سید احمد	حرمت علیکم المیتۃ الی قولہ تعالی والمنخنقۃ	اور استدلال طعام الذین اوتوا الکتاب سے محض لچر ہے اُن کے مذہب مین بھی منخنقہ حرام ہے
۵	تہذیب الاخلاق	مطبوعہ جمادی الاول لغایۃ رمضان سنہ ۱۹۹۶ء		۹	انکار مسئلہ تقدیر	سید احمد	وما تشاؤن الاان یشاء اللہ رب العالمین وغیرہا من الآیات والاحادیث	

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۶	//	//.		۳۱	انکار اعتقاد کرامت ومعجزہ	سید احمد	انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ولقد ارسلنا رسلنا بالبینات	بے شمار معجزات وکرامات آیات واحادیث واخبار متواترہ میں مذکور ہیں
۷	//	//		۵۰	معجزات کو بھان متی کا سانگ بتانا	ذکاء اللہ	وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر الآیۃ	قال العارف الرومی ؎ معجزہ را با سحر کردہ قیاس ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس
۸	//	شوال رمضان	الغایۃ ۹۷ء	۴۲	سب موحد ناجی ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو اور منکر توحید بھی موحد ہے	سید احمد	ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار	
۹	نور الآفاق	۲	۷	۴۹	لاتحریف فی کتب المقدسۃ الامعنویا	سید احمد	یحرفون الکلم۔ یلوون السنتہم بالکتب یکتبون الکتب بایدیہم ثم یقولون الخ	اور بعض علماء سے جو روایت ثبوت تحریف معنوی کی منقول ہے اس سے حصر لازم نہیں
۱۰	نور الآفاق	۲	۷	۵۰	لیس الاسترقاق فی الاسلام	سید احمد	من عبادکم وامائکم الآیۃ وغیرہا من الآیات والاحادیث التی لاتحصی ولاتعد ولاتحصر ولاتحد	اور آیت فاما منا بعد واما فداءً ناسخ کہنا حماقت ہے اول تو آیت براءت سے وہ خود منسوخ ہی دوسرے اما حصر کے لیے نہیں تیسرے یہ آیت محتمل وجوہ کثیرہ کو ہے اور آیت ناسخ محکم الدلالۃ ہونی چاہیئے چوتھے اسکے بعد بھی حضرت نے قتل واسترقاق کیا۔

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	مقولہ	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۱۱	نور الآفاق	۲	۷	۵۰	لا وجود للسماوات جسمانیا	[illegible]	و بیننا فوقکم سبعا شدادا وانتم اشد خلقا ام السماء	اگر جسم نہین محض فضای وسیع یا دخان محیط یا خلاے بسیط یا منتہاے بصر ہے شدت کے کیا معنے۔
۱۲	"	"	"	"	ماکان الطوفان عامًا	"	رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ونوحًا اذ نادے من قبل فاستجبنا	
۱۳	"	"	"	"	الاجماع لیس بحجۃ	"	ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم	اور قول امام احمد کا من ادعی الاجماع فہو کاذب محمول ہے اوپر انفراد ناقل یا حدوث اجماع کے اسوقت مین یا اجماع غیر صحابہ کے ورنہ امام احمد رحنے بہت جگہ تمسک کیا ہے اجماع سے
۱۴	"	"	"	"	کل الناس مجتہدون لانفسہم فیمالم ینص فی الکتب والسنۃ	"	فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اگر اجتہاد معتبر تھا تو ضلالت کی کیا وجہ	علمار نے شرائط اجتہاد مین فرمایا ہے شرط الاجتہاد ان یحوی علم الکتاب بمعانیہ لغۃ وشرعا واقسامہ المذکورۃ وعلم السنۃ متنا وسندا ووجوہ القیاس
۱۵	"	"	"	۵۲	لیس النسخ فی القرآن	سید احمد	خواہ نسخ مبنی للفاعل ہو یا مبنی للمفعول دونون پر یہ باطل ہے ماننسخ من الآیۃ واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ	طرفہ یہ کہ مسئلہ استرقاق مین خود نسخ کے قائل ہوے ہین فہل ہذا الا ہذیان او جنون

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۱۶	نور الآفاق	۲	۷	۵۲	لیس خلافۃ النبوۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	سید احمد	لیستخلفنھم فی الارض الآیہ۔ وقال علیہ السلام فی تعبیر رویاء خلافۃ نبوۃ ثم توتی اللہ الملک لمن یشاء رواہ الترمذی وابوداوٗد	
۱۷	〃	۴	۷	۵۱	ابطال رقیت حضرت ہاجرہ رض	عنایت رسول چریاکوٹی	بخاری مین بروایت ابوہریرہ رض حدیث صحیح مرفوع موجود ہے اعطوہا ہاجرۃ قسطلانی مین ہے ہاجرۃ کانت مملوکۃ	پولوس جسکو نیچری مقدس کہتے ہین وہ بھی انکی رقیت کا قائل ہے غلاطیہ فصل رابع درس ۲۲ ابراہیم کان لہ ابنان فواحد من الامۃ وواحد من الحرۃ
۱۸	〃	۴	۸	۱۶	حلت تصویر حیوانات	سید احمد خان	قال عم اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون متفق علیہ لا یدخل الملائکۃ بیتا فیھا کلب ولا تصاویر متفق علیہ قال ابن عباس فان کنت لابد فاعلا فاصنع الشجر وما لا روح فیہ	
۱۹	〃	۴	۹	۷	حلت خمر وخنزیر	شخصے از شاگردان ابن طاہر	انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس حرمت علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر۔	نور الآفاق مین اس شخص کا نام نہین لکھا۔

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
٢٠	نور الآفاق	١۴	١۵	١١۵	انکار صحت احادیث عموماً	سید احمد مہدی علی	ما آتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنه فانتہوا اگر کوئی حدیث صحیح نہو تو ما آتاکم کا مصداق کون ہوگا	کیفیات و مقادیر صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج وغیرہ احکام کی حدیث ہی سے ثابت ہے اگر وہ صحیح نہین تو کیونکر عمل کیا جاوے گا
٢١	″	″	٢١	١٦۵	انکار سنگباری براصحاب فیل	سید احمد	ترمیہم بحجارۃ من سجیل	اور جو کچھ اس صورت مین تحریفین کی ہین مصداق ارشاد من فسر القرآن برائہ کا ہے
٢٢	″	″	٢٣	١٨٧	انکار وجود جن	سید احمد	والجان خلقناه من قبل من نار السموم الآیہ	کتاب آکام المرجان و لبستان الجن اس بحث مین لائق ملاحظہ ہے
٢٣	″	″	٢۵	٢٠٣	انکار تاثیر سحر	سید احمد	فیتعلمون منہما ما یفرقون به بین المرء وزوجه	
٢۴	″	۵	١	٧	معجزہ عصائے موسیٰ وسحر فرعونیان دونون قوت نفس انسانی کے ظہور تھے یعنی عمل ایہام وتخیل تھا جس کو مسمریزم کہتے ہین	سید احمد	قال موسیٰ اتقولون للحق لما جاءکم اسحر ہذا قال موسےٰ ما جئتم به السحر اگر دونون عمل ایک قبیل کے تھے تو تضاد کیون ثابت کرتے بلکہ انکے عمل کو سحر اپنے عمل کو سحر عظیم فرماتے	علاوہ اس کے ایہام محض دہوکہ بازی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو دہوکہ باز ٹھیرایا فرعون کے بھائی بنے کہ انہون نے عمل موسےٰ کو مثل عمل سحر سمجہکر اور انکو غالب دیکھکر کہا تھا انه لکبیرکم یہ حضرت بھی کہتے ہین کہ قوۃ النفسانیہ موسےٰ علیہ السلام کی غالب رہی تھی

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲۵	نور الآفاق	۵	۷	۵۴	دعوی موت عیسی علیہ السلام ودفن او وانکار رفع او بر آسمان	چراغ علی	وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ و رافعک الی	متوفیک ورافعک پر بہت کو دیتے ہین مگر یاد رکھین کہ اول تو یہ ضرور نہین کہ توفی بمعنی موت ہو اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی واو ترتیب کیلیئے نہین آخر زمانہ مین موت کے ہم بھی قائل ہین۔
۲۶	تہذیب الاخلاق	مطبوعہ یکم رجب ۱۲۹۳ھ			اپنی تعریف مین کسی کا یہ مصرع لکھنا۔ قبلہ خوانم یا خدایا کعبہ ات	[illegible]	من یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم	مجذوب بھی نہین جو معذور ہون اور منصور بن جائین البتہ فرعون ہو سکتے ہین ۔ لعنت اللہ این انا را در قفا + رحمت اللہ آن انا را در وفا +
۲۷	اکمل الاخبار	۲۲	۱۰	۶	انکار آفرینش حضرت عیسیٰؑ بے پدر	"	آن مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ الخ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین	اس عقیدہ مین تو یہود کے قدمون پر گر پڑے جنکی تقلید کا الزام مفسرین اہل اسلام پر لگایا کرتے ہین۔
۲۸	تہذیب الاخلاق	۳	۱۱	۱۰۷	دعوی مجددیت رئیس نیچریہ	سید احمد	لیس بامانیکم الآیہ رسالہ مرضیہ مین ہے لایکون المجدد الا عالما بالعلوم الدینیۃ الظاہرۃ والباطنۃ ناصر السنۃ قامع البدعۃ	اور جناب کی لیاقت علمی مطالعہ تصانیف سے ظاہر ہے پھر مجدد بننے کو جی چاہتا ہے مرنے کو جی چاہے کفن کا ٹوٹا۔

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲۹	نورالآفاق	۱	۱	۳	نہ یقینی ہونا معجزہ شق القمر کا	مہدیعلی	قال اللہ تعالے و انشق القمر فی البخاری عن ابن مسعود نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصار فرقتین فقال لنا اشہدوا اشہدوا	اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکے معجزہ ہونے سے انکار نہین فرمایا بلکہ جہت معجزہ اخبار عن الشق کو فرمایا نہ شق کو گو کائنات جو سے ہے ولا مناقشۃ فی الاصطلاح کیونکہ انہون نے خود اپنی تصانیف مین اسکو بلا نکیر ذکر کیا ہے
۳۰	رہبر اسلام	تمام کتاب			اولویت قرأت بزبان اردو وغیرہ در نماز		فاقرؤا ما تیسر من القرآن نزل فی الصلوٰۃ۔ وقال انا انزلناہ قرآنا عربیا لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی	اور امام صاحب نے اول تو غیر عربی کو اولے نہین فرمایا پھر انکے قول مین علماء نے بہت تاویلین ذکر کی ہین پھر اس سے بھی رجوع فرمایا اس باب مین جناب مولانا عبدالغفار صاحب نے ایک رسالہ مسمی ہدایۃ الانام بجواب رہبر اسلام خوب تحریر فرمایا ہے
۳۱	امدادالآفاق	تمام			جواز تشبہ بکفار	سید احمد	قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ احمد و ابوداؤد فقال ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہا رواہ مسلم	جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک مجوز تشبہ سے فرمایا کہ اپنی بیوی کے کپڑے پہن کر تو ذرا مجمع مین آبیٹھو وہ متعجب ہوئے مولانا نے فرمایا کہ

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
							ان الیہود والنصارے لا یصبغون فخالفوہم متفق علیہ	تعجب ہے کہ ایک مومنہ کا لباس تو ایسا برا ہو اور کفار کا لباس مباح ہو تو وہ مبہوت رہ گئے
۳۲	نور الآفاق	۳	۳	۲	عدم ممانعت حب واختلاط با کفار	ایضاً	تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وغیرہا من الآیات الکثیرۃ والاحادیث الشہیرۃ	سید صاحب نے بھی بہت تحریروں میں اسپر زور مارا ہے اور فقہا نے جو استثنا الاان یتقوا سے بعض صورتوں میں جائز رکھا ہے اُسپر سخت طعن فرمائی ہیں
۳۳	ضمیمہ نور الآفاق	۱	۷	۱	اگر کوئی شق صدر کو بالکل غلط بنائی ہوئی بات کہے سچا صحیح مسلمان ہے	سید احمد	شق صدر کو ابو نعیم ابن عساکر و ابن حبان وحاکم و عبداللہ بن احمد و بیہقی وطیالسی و بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم نے روایت کیا ہے اسقدر احادیث کی انکار سے کیا کچھ معصیت یا ضعف ایمان لازم نہ آئے گا	
۳۴	"	۱	۷	۱	معراج اسی قسم کا خواب ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کو ہوا تھا	سید احمد	معراج کا بیداری میں ہونا اخبار مشہورہ سے ثابت ہے منکر اسکا مبتدع ضال ہے کما فی شرح العقائد النسفیۃ	اور مراد رویا سے قرآن میں یا رویا دخول مکہ کا ہے یا رویا عین مرام ہے اور قول عائشہ رضہ کا یا عدم علم پر محمول ہے کہ اسوقت تک پیدا ابھی نہیں ہوئی تھیں

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد نمبر	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۳۴	ضمیمہ نورالآفاق	۱	۷	۱				یا تعدد قصہ پر محمول ہے وللتفصیل مقام آخر
۳۵	״	״	״	״	عیسائیون اور محمدیون مین بوجہ تغیر ہر دو مذہب نزاع ہوگیا ہے بدقسمتی سے مگر بنا اور اصول دونون کے متحد ہین۔	״	اگر یہ مراد ہے کہ اصول توحید وغیرہ مین متحد ہین اختلاف فروع کا ہے تو مسلم مگر اسمین بدقسمتی کی کیا بات ہے قال اللہ تعالی لکل جعلنا منکم شرعة اور اگر مراد یہ ہے کہ فروع مین بھی متحد ہین تو بالکل غلط فروع دین محمدی ناسخ فروع دین عیسائی منسوخ متحد کیونکر ہوسکتے ہین۔	غرض دونون تقدیرون پر مخالفت آیات کی لازم آتی ہے
۳۶	نورالآفاق	۱	۹	۷۱	چھپوانا ترجمہ کرکے ایک کتاب مؤلفہ الفنسٹن صاحب گورنر سابق بمبئی کا جس مین توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے	سید احمد	فی الاعلام بقواطع الاسلام من یتکلم غیر قاصد للسب ولا مختقرا فی جہتہ صلعم بکلمة الکفر من لعن او سب او تکذیب او اضافة ما لا یجوز علیہ وان ظہر بدلیل حالہ انہ لم یعتمد ذمہ فحکمہ القتل	اسکا مضمون مختصر نقل کفر کفر نباشد یہ ہے کہ محمد ابتدا مین صادق تھے پھر رفتہ رفتہ مکر اور دہوکہ بازی انکی عادت ہوگئی مگر جس سختی اور ظلم سے تعلیم لوگون کو کیگئی اور اُسکے باعث تعصب اور خونریزی پیدا ہوئی الخ

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۳۷	تہذیب الاخلاق	درمواضع کثیرہ			دعوی الہام در تحریف آیات قرآنیہ	"	ویقولون ہو من عنداللہ و ماہو من عنداللہ	البتہ اگر یہ الہام از قبیل فالہمہا فجورہا ہو تو مسلم ہے
۳۸	نور الآفاق	۲	۲۰	۱۶۲	تجویز درس کتب مذہب شیعہ در مدرسۃ العلوم	"	مذہب شیعہ مین بہت امور موجب کفر ہین الرضا بالکفر کفر قول مسلم ہے	
۳۹	"	۳	۱۲	۹۱	منع وذم عبادات شاقہ اور مخالف فطرت بتانا اسکو	سید احمد	تورمت قدماہ و انتفخت قدماہ صحاح مین موجود ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ آیت قرآنی ہے	اور حدیث انی اخشاکم الخ کی وجہ یہ ہے کہ ملال نہ ہو جاوے یا اس وقت خوف فرضیت کا تھا ارشاد الساری دیکھو
۴۰	"	۲	۱۰	۷۷	مفسرین نصاری مثل لوتھر کو مقدس کہنا	چراغ علی	قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وانما المشرکون نجس انہم رجس و ماوٰہم جہنم۔	افسوس کہ قدماء اہل اسلام کو عجلی وبدباطنی فرماوین اور نصارے مقدس بتلائے جاوین
۴۱	"	۳	۱۲	۹۶	انکار ظہور مہدی علیہ السلام در آخر زمان	مہدی علی	روایت ترمذی اور ابوداؤد وبزار وابن ماجہ وحاکم وابویعلی وموصلی وغیرہم	اور جرح ابن خلدون کا بعض رواۃ حدیث الباب پر جرح مبہم غیر مقبول ہے علاوہ ازین وہ معقولی ہے علوم شرعیہ سے محض بے بہرہ ہے ضوء لامع دیکھو۔
۴۲	"	"	۸	۵۷	اہل کتاب کے ساتھ مواکلت	سید احمد	روی البیہقی عن ابی امامۃ مرفوعا	کوئی شخص طعام الذین اوتوا الکتاب پر نہ پھولے

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۲	نور الآفاق	۲	۸	۵۷	کی عادت جائز ہونا	سید احمد	الجفار ان تاکل مع غیر اہل دینک الحدیث	حلت وحرمت طعام شئی آخر ہے جواز و عدم جواز مواکلت امر دیگر ہے البتہ اگر ایک دوبار کہیں اتفاق کسی ضرورت سے ہو جائے مضائقہ نہیں عادت کرنے مین تعزیر لازم ہے بہ صرحوا
۴۳	″	″	″	″	قانون قدرت پر غور کرنے سے انسان نبی کے برابر ہوسکتا ہے	″	اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ فی المطالب الوفیہ وادنی ذلک ان یعتقد امتیاز الانبیاء من جمیع الخلق بصفات من الکمال ۱۲ فی شرح العقائد النسفیۃ لا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء	بلکہ لازم آتا ہے کہ بعض انبیاء سے افضل ہوسکے کیونکہ جب ہر نبی کے برابر ہونا ممکن ہے تو حضرت کے برابر ہونا ممکن ہے اور حضرت سب انبیاء سے افضل ہین تو یہ شخص بھی سب انبیاء سے افضل ہوا معاذ اللہ فی شرح العقائد ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلال ۱۲
۴۴	نور الآفاق	۳	۴	۶۱	خاتم رسالت کی سی تعلیم دوسرا شخص بھی کرسکتا ہے،	سید احمد	قال اللہ تعالٰی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ بہ	علاوہ ازین حق تعالٰی فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کان خلقہ القرآن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلیم جس کا

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۴	نور الآفاق	۳	۱۲	۶۱			کیفیت تھی تعلیم خاتم رسالت کی اگر دوسرا بھی ایسی تعلیم کر سکتا ہے تو اس زور شور سے احسان کس چیز کا فرمایا جاتا ہے ایسے لوگ تو ہر زمانہ مین ہون گے وجود نبوی کیا موجب منت ہوا	امر قرآن مین ہے وہ بھی آپکا خلق ہے اور اللہ تعالیٰ اسکو عظیم فرماتاہے پس اگر دوسرا بھی تعلیم مین آپ کے مثل ہو سکتا ہے تو آپ کی تعلیم عظیم ہونیکی کیا معنے وقال علیہ السلام ایکم مثلی الحدیث اللہم احفظنا من سوء الاعتقاد ۱۲
۴۵	"	"	۹	۶۳	سب انبیاء سابقین تبلیغ ناقص تھے اور توحید پوری نہ تھی	سید احمد	یہ نقصان منجانب اللہ تھا یا منجانب انبیاء اگر شق اول ہے تو معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کی تعلیم ہی ناقص ہوئی اگر شق ثانی ہے تو انبیاء کا تمین احکام ٹھیرے پھر یہ سب تعریف رسلاً مبشرین ومنذرین کس وجہ سے تھی اور نہین معلوم پوری توحید سے کیا مراد ہے اور اُسکی تجزی کیونکر ہوتی ہے تمام قرآن شریف دعوت انبیاء الی التوحید سے مملو ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون	حضرت نوح علیہ السلام کا پہاڑ پر ساڑھے نوسو برس تک دعوت توحید کرنا یوسف علیہ السلام کا قید خانہ مین توحید مین مباحثہ کرنا موسیٰ عم کا اپنی قوم کو ترک توحید پر سخت ملامت کرنا ابراہیم علیہ السلام کا اس توحید کے باب مین کیا کیا اذیتین سہنا قرآن مین منصوص ہے پھر توحید کامل کیا ہوگی

نمبر شمار قول	نام اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۶	نورالآفاق	۳	۹	۶۵	نبی اسی امر کی تبلیغ کرتے ہین جسکا حسن وقبح عقلی ہے	سید احمد	وماکنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ وقال علیہ السلام واللہ لولا اللہ ما اہتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا اے لولا ہدایتہ۔	حسن لنفسہ اور قبح لعینہ کا تو حسن وقبح عقلی ہے اور حسن لغیرہ وقبح لغیرہ کا عقلی نہین ورنہ انبیا کی کوئی حاجت نہ تھی
۴۷	〃	۲	۱۴	۱۱۰	تمام مذہبون کی ناگواری ان لفظون سے مٹادی لکم دینکم اور جہاد کا سبب ناگواری مذہبی نہین حاصل یہ کہ کسی مذہب کو ناگوار نہ سمجھنا چاہیئے اور نہ حضرت نے سمجھا۔	مہدی علی	اگر مذہب کفار کا ناگوار نہین توان آیات کے کیا معنے بدأ بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء لیحزنک الذی یقولون۔ اغلظ علیہم لیضیق صدرک لعلک باخع نفسک	اور لکم دینکم کے اگر یہ معنے ہین کہ مجھے تمہارا مذہب ناگوار نہین تو لی دین کے بھی یہ معنے ہونے چاہییے کہ تمکو میرا مذہب ناگوار نہین حالانکہ بالکل غلط ہے بلکہ یہ آیت یا منسوخ ہے یا دین بمعنے جزا ہے
۴۸	〃	〃	〃	۱۱۴	تبرکات وغیرہ کو بالکل ممنوع ٹھیرانا	〃	للذی ببلکۃ مبارکا بارکنا حولہ فی البقعۃ المبارکۃ حدیث مین تقسیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے موی مبارک کو وارد ہے	لطف یہ ہے کہ یہی حضرت اسی جگھ فرماتے ہین لال ٹوپی مبارک سرون پر نظر آتی ہے۔
۴۹	〃	۲	۴	۳۲	کتون کو پاک سمجھنا	سید احمد	لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا کلب ولا جرس رواہ مسلم وغیرہ من الاحادیث	کسی شخص نے ایک ہیجڑی سے پوچھا کہ کتا بغل مین کیون دبایا ہے کہنے لگا تا کہ موت کا فرشتہ پاس نہ آئے اسنے کہا

نمبر شمار قول	کتاب کا نام	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۹	نور الآفاق	۲	۴	۳۲	کتون کو پاک سمجھنا	سید صاحب		کہ جو کتے کی جان قبض کریگا وہی تمہاری کریگا۔ نصیحت ؎ نرود بیگمان ملک ہرگز درسرائیکہ ہست صورت سگ گر سگ نفس رام گردانی بمراتب فزون شوی ز ملک
۵۰	تہذیب الاخلاق	مطبوعہ جمادی الاولی لغایۃ رمضان سنہ ۹۶ھ		۶۲	ثواب اعمال دوسرے کو نہین پہونچتا	"	عن سعید بن عبادة قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ہذہ لام سعد رواہ ابوداود وفی ذلک احادیث کثیرة فی شرح العقائد فی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع خلافا للمعتزلة ۱۲	اور لیس للانسان الا ما سعیٰ یا مخصوص ہے کافر کے ساتھ یا مراد یہ ہے کہ دوسرے کی سعی اسکو نافع نہین اور بعد ایصال کے حکماً اس کی ہی سعی ہوگی جیسا ہبہ کے بعد موہوب ایک ملک سے دوسری ملک کی طرف منتقل ہو جاتا ہے

تم ہذا الجدول وورا ہذا عقائد لہذہ الشرذمۃ التی ہی کالانعام بل ہم اضل حذفناہا رومًا للاختصار

ان عقائد مین سے بعض لوگ کل کے معتقد ہین بعض لوگ بعض کے ناظرین کو ثابت ہوا ہوگا کہ ان لوگون نے کس قدر آیات واحادیث واجماع مسلمین کی مخالفت کس بیباکی سے کی ہے اور شریعت مطہرہ کے ساتھ کیا کیا استہزا کیا ہے اور بہت سے عقائد فاسدہ واوہام باطلہ اس فرقہ کے انکی تصنیفات مین موجود ہین تنگی مقام ونیز بخیال قیاس کن زگلستان او بہار مش راسب نقل نہین کیے گئے اور نہ اقوال منقولہ کی شرح وبسط سے تردید کی گئی مجملاً اشارہ کردیا گیا ہے اگر خدائے

تعالیٰ کو منظور ہوا تو ایک رسالہ قدرے تفصیل کے ساتھ ان مباحث مین لکھون گا ومن شاء التفصیل الآن فعلیہ بتصانیف العلماء فی ہذا الباب کنوز الآفاق ورد الشقاق وامداد الآفاق وتنصیح البیان وغیرہا اب حکم انکا سننا چاہیئے۔ کتاب الاعلام بقواطع الاسلام مین ہے من کذب بشئ مما صرح بہ فی القرآن من حکم اوخبر او اثبت مانفاہ اونفی ما اثبتہ علی علم منہ بذلک اوشک فی شئ من ذلک کفر حجۃ اللہ البالغہ مین ہے وتثبت الردۃ بقول یدل علی نفی الصانع اوالرسل اوتکذیب رسول اوفعل تعمد بہ استہزاء صریحا بالدین وکذا انکار ضروریات الدین فتاوی ظہیریہ مین ہے ان الاخبار المرویۃ من رسول اللہ صلعم علے ثلث مراتب متواتر فمن انکرہ کفر ومشہور فمن انکرہ کفر الاعند عیسی بن ابان فانہ یضلل ولا یکفر وہو الصحیح وخبر الواحد فلا یکفر جاحدہ غیر انہ یاثم بترک القبول ومن سمع حدیثا فقال سمعناہ کثیر الطریق لاستخفاف کفر وقال ابن الہمام فی التحریر انکار حکم الاجماع القطعی یکفر عند الحنیفۃ وطائفۃ قال السبکی فی جمع الجوامع جاحد المجمع علیہ المعلوم من الدین بالضرورۃ کافر مطلقا آھ قال امام الحرمین فی منکر الاجماع نُبدِّعُہ ونضللہ پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اقوال مذکورہ مین سے بعض منجر بکفر بعض مرتبہ بدعت وضلالت مین ہین شاید شبہہ ہو کہ ماول تو کافر نہین ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ بعض تو تاویل بھی نہین کرتے اور جو کرتے بھی ہین تب بھی ہر تاویل دافع کفر نہین بلکہ جو تاویل بحسب قواعد عربیہ محتمل لفظ ہو اور نیز معنے ظاہر ضروریات دین سے نہو وہ البتہ کفر سے بچا سکتی ہے نہ ایسی تاویلات بے سروپا خصوص ضروریات دین مین ورنہ چاہیئے کہ ہر فرقہ تاویل کرکے اپنا مذہب قرآن کے مطابق کرکے کفر سے بچ جاوے اور ظاہر شریعت سے بالکل امان مرتفع ہوجاوے جیسے کسی نے آمنت باللہ کی تاویل کی تھی کہ اُمنت باللہ اللہ میان کے ایک بِلّا تھا وملائکتہ اُس کی ملائی کھا جایا کرتا تھا وکتبہ اُسنے ایک کتا پالا ورسلہ اور رسی مین باندھکر رکھا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات فی شرح العقائد النسفیۃ والنصوص تحمل علی ظواہرہا.... مالم یصرف عنہا دلیل قطعی والعدول عنہا الی معان یدعیہا اہل الباطن الحاد قال الخیالی فی حاشیۃ علی شرح العقائد تاویل الفلاسفۃ لدلائل حدوث العالم لایدفع کفرہم قال المولوی عبدالحکیم علے الخیالی لان ذلک من ضروریات الدین والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر ایسے ہی تاویلات کے حق مین کہ واقع مین تحریفات ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یلحدون فی ایاتنا لایخفون

علینا الآیہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من فسر القرآن برایٔہ فقد کفر الحدیث اور مولوی روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین ؎ بر ہوا تاویل قرآن میکنی + پست وکژ شد از تو معنی سنی + چون ندارد جان تو قندیلہا + بہر بینش میکنی تاویلہا + اسی وجہ سے جب مولوی علی بخش صاحب نے علمائے حرمین سے بعض اقوال کو مع تاویل کے نقل کرکے استفتا کیا اونہون نے جواب مین یہ الفاظ لکھے اعتقادہ فاسد والیہود والنصاری اہون حالا منہ ضال مضل ہو خلیفۃ ابلیس اللعین یکفر لہذا الاعتقاد اور ان علماء کے دستخط ہین۔ حسن بن ابراہیم مفتی مالکیہ۔ عبد الرحمن السراج الحنفی۔ احمد بن زین دحلان۔ سید محمد رحمت اللہ مہاجر۔ محمد بن عبد اللہ مفتی الحنابلہ۔ محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ۔ اور نیز جناب مولٰنا محمد یعقوب۔ صاحب کی رائے بھی اس باب مین نہایت شدید تھی اور فرماتے تھے کہ شیطان کی اور اس شخص کی کفر کی وجہ ایک ہی ہے یعنی اصلاح وترمیم احکام شرعیہ مین۔ یہ اقوال تو اہل ظاہر کے ہین اب جو کچھ اہل باطن کا اس بارہ مین قول ہے وہ بھی سنا چاہیئے حضرت عمدۃ الاولیا قدوۃ الاصفیا جناب مولٰنا محمد یعقوب صاحب مرحوم ومغفور ومبرور مجھ سے بلاواسطہ فرماتے تھے کہ ایک زمانہ مین کوئی مرد غیبی آکر مجھکو کچھ امور بتلاتا تھا ایک بار مین نے رئیس طائفہ کی نسبت دریافت کیا کہ یہ کیسا شخص ہے جواب دیا کہ دجال ہے مین نے پوچھا کہ دجال یک چشم ہوگا خدائی کا دعوی کرے گا جواب دیا وہ دجال معروف نہین بلکہ قرب قیامت مین چوبیس دجال ہون گے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اُنمین سے ایک ہے مین نے کہا اُس حدیث مین ہے کلہم یزعم انہ نبی اللہ یہ تو نبوۃ کا مدعی نہین جواب دیا کہ دعوی عام ہے صریح وضمنی سے ضمنًا یہ بھی مدعی نبوت ہے کیونکہ نبی کے احکام کو خلاف عقل بتاتا ہے اور معترض معترض علیہ کے ساتھ مساوات کا مدعی ہوتا ہے نبی کا مساوی نبی ہوگا در پردہ دعوی نبوت ہے پھر کہا کہ اس امر کو مشتہر کردو وہ حالت فرو ہوئی مولوی صاحب فرماتے تھے مین مدرسہ مین آیا پرچہ تہذیب الاخلاق کا رکھا تھا اوٹھا کر جو دیکھا تو بطلان استرقاق کی بحث لکھی تھی اُسوقت تصدیق مکاشفہ کی ہوئی اور نیز مولٰنا ممدوح الذکر ارشاد فرماتے تھے کہ مکاشفہ سے دریافت ہوا کہ جو قوم امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ لڑیگی وہ نیچری ہونگے راقم کہتا ہے کہ کچھ عجب نہین کیونکہ ظہور مہدی کے تو منکر بھی ہین جب وہ مہدیت کا دعوی کرین گے غالبًا ان کی تکذیب کرکے مقابلہ و

ومقاتلہ سے پیش آئین گے چونکہ امر کفر اشد واغلظ ہے اگرچہ مجھکو ان روایات ومکاشفات پر اطمینان وافی ہے مگر مین بسبب ادعاے ظاہری اسلام کے اطلاق اس لفظ سے احتیاط کرتا ہون البتہ اعلی درجہ کا گمراہ اور مبتدع کہتا ہون اور نہ دل سے دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالے انکو توفیق توبہ کی عنایت فرماے اور اگر توبہ مقدر نہو تو موافق اپنی عادت کے جلدی کوئی مجدد پیدا کرے کہ وہ راس واساس اس مذہب کو کندہ وسرافگندہ کردے ؎ اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو ؛ قسمت مین جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو۔ اگرچہ اسلام کو ایسے خروش بیجا سے کوئی مضرت نہین کما قال اللہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ونعم ما قیل بالفارسیۃ ؎ چراغی را کہ ایزد برفروزد ؛ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد۔ لیکن جب دیکھتے ہین کہ بعض نوجوان نادان نو دولت بگڑتے چلے جاتے ہین تو بمقتضاے ؎ چو از محنت دیگران بیغمی ؛ نشاید کہ نامت نہند آدمی ؛ دل تڑپتا ہے اللہ تعالی سب بھائیون کو مکائد وخیال شیاطین الانس وجن سے محفوظ رکھے۔ آمین جب معلوم ہو چکا فتوی علماء کا اس فرقہ کے حق مین پس جاننا چاہیئے کہ اقتدا انکی صحیح نہین کہ ادنے شرائط امامت سے اسلام ہے اور وہی برائے نام ہے فی الدر المختار ویکرہ امامۃ مبتدع ببدعۃ لایکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ ہذا تیسر لی مستمدا بالکلام جمع من الفضلاء مع مازدت علیہ من الفوائد اللہم ثبتنا واخواننا علی الحق والایمان ومن زاغ منا فارجعہ الی الصدق والایقان ولاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا بالتبیان ولاتسلط علینا النفس والشیطان وجنبنا عن البدع والطغیان الی ان تنزع ارواحنا من الابدان ثم ادخلنا دار الخلد والرضوان وقنا عذاب النیران والہوان ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم المنان ویرحم اللہ عبدا قال آمینا واللہ اعلم وبیدہ ازمۃ الحکم۔ ذی الحجۃ سنہ ۱۳۱۳ھ

سوال۔ جو شخص کہ پہلے علم مذہبی وقرآن بخوبی پڑھکر پابندی نماز وروزہ وغیرہ کی رکھے اور علم انگریزی یا ہندی وغیرہ واسطے معاش کے سیکھے تو کچھ حرج تو نہین۔ انگریزی دان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہین۔

الجواب۔ انگریزی ایسے ہی ہندی منجملہ لغات یعنی زبانون کے ایک زبان ہے اور زبان فی نفسہ کوئی قبیح نہین بلکہ نعم خداوندی سے ایک نعمت ہے کما قال تعالیٰ ومن آیاتہ خلق السموات

والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لایات للعالمین الآیہ اور خود رسول صلعم نے فارسی مین کہ آپ کے زمانہ مین آتش پرستون کی زبان تھی تکلم فرمایا ابوہریرہ رضؓ سے پوچھا اشکمت درد الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ البتہ کبھی بعض عوارض کیوجہ سے قبیح لغیرہ ہوجاتی ہے پس اگر وہ عوارض نہون صرف کسی مصلحت دینی مثل رد نصاریٰ وہنود یا دنیوی مثل کسب معاش وغیرہ کے لیے سیکھے تو جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضؓ کو لغت وخط سریانی کہ اُس زمانہ مین یہود کا لغت اور خط تھا واسطے ضرورت مراسلت ومکاتبت یہود کے سیکھنے کے لیے فرمایا تھا چنانچہ وہ آدھے مہینے سے کم مین سیکھ کر لکھنے پڑھنے لگے وعن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتعلم السریانیۃ وفی روایۃ انہ امرنی ان اتعلم کتاب یہود وقال انی ما امن یہود علی کتاب قال زید بن ثابت فما مربی نصف شہر حتی تعلمت فکان اذا کتب الی یہود کتبت واذا کتبوا الیہ قراءت لہ کتابہم رواہ الترمذی اگر وہ عوارض ہون تو اُسوقت اجتناب واجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تورات شریف پڑھنے سے منع فرمانا صحاح مین مذکور ہے کہ احتمال مفاسد کثیرہ کا تھا سو اگر کوئی ایسا شخص جو اپنی ضروریات دینیہ عقائد ومسائل سے واقف ہو اور ظن غالب ہو کہ یہ شخص بوجہ صحبت کفار وفجار کے اُن کے خیالات یا رسوم یا وضع کی طرف مائل اور اپنے دین سے سست عقیدہ نہوگا واسطے کسب معاش حلال وغیرہ کے انگریزی یا ہندی پڑھے جائز ہے اور جو ہنوز اپنے مذہب سے واقف نہین خصوصًا جبکہ کم عمر ہو اور غالب ہے کہ ایسے لوگون کی مصاحبت سے ان کی طرف میلان و رجحان اور اپنے مذاہب سے ضعف اعتقاد پیدا ہوگا ایسے شخص کے لیے البتہ ممنوع ومصداق ویتعلمون ما یضرہم ولا ینفعہم الآیۃ کا ہے اور اقتدا پہلے شخص کی بلاکراہت جائز ہے دوسرے شخص کی اگر وہ کسی عقیدہ مکفرہ کا معتقد ہوگا بالکل جائز نہین اگر صرف مرتبہ بدعت وضلالت مین ہو تو بکراہت جائز ہے ویکرہ امامۃ مبتدع لایکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ در مختار واللہ اعلم مگر آجکل تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انگریزی پڑھنے سے خرابی پیدا ہوتی ہے ضرہ اقرب من نفعہ لہذا احتیاط مناسب ہے کچھ اسی علم پر روزی منحصر نہین اور ہوس کا کوئی منتہا نہین۔ ولنعم ما قیل ؎ علم چہ بود آنکہ رہ بنمایدت ❊ زنگ گمراہی ز دل بزدایدت ❊ این ہوس ہا از سرت

بیرون کند ٭ خوف وخشیت در دلت افزون کند ٭ واللہ ولی العصمۃ۔

سوال۔ اگر پابندی صوم وصلوٰۃ رکھے اور لباس تبدیل کرے یعنی کوٹ وغیرہ پہنے تو درست ہے یا نہین۔

الجواب۔ تشبہ کفار کے ساتھ لباس وغیرہ مین ممنوع ہے لقولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ ابوداؤد وقولہ علیہ السلام فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس رواہ الترمذی و قولہ علیہ السلام لعبد اللہ بن عمرو بن العاص ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہا رواہ مسلم ولقولہ علیہ السلام ان الیہود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوہم۔ متفق علیہ ولقولہ علیہ السلام خالفوا المشرکین متفق علیہ وقال انس بن مالک رضی احلقوا ہذین اوقصوہما فان ہذا زی الیہود رواہ ابوداؤد وقال سعید بن المسیبؒ لاتشبہوا بالیہود وغیرہا من الاحادیث الکثیرہ بوجہ تنگدلی وضیق وقت کے اس پر اکتفا کیا گیا جس کو یہ مسئلہ مع مالہ وما علیہ کے دیکھنا ہو امداد الآفاق دیکھلے موٹی بات عاقل کے نزدیک یہ ہے کہ اپنی بیوی کا لباس پہنکر مجمع مین آنا شاید حد سے زیادہ ناگوار ہوگا اور حدیث مین لعنت بھی آئی ہے حیرت ہے کہ مومنہ کا لباس ایسا غیر مستحسن اور کفار کا لباس زیب تن۔ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ ولنعم ماقیل ؎ ای قدم برداشتہ از راہ دین ٭ از چہ شد ماکول وملبوست چنین ٭ چند مال شبہ ناک آری بکف ٭ تاکہ جاکٹ پوش باشی خوش علف ٭ عاقبت سازد ترا از دین برین ٭ این تن آرائی وآن تن پروری ٭ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ

رسالہ خطاب الندوہ

معہ مکاتبت کالج علی گڈھ

(**تمہید از جامع رسالہ**) حامداً و مصلیاً۔ ان دنون اتفاقاً فیما بین مجلس ندوۃ العلماء و جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کچھ خط و کتابت واقع ہوئی چونکہ ان تحریرات سے ندوہ کی اصلی حالت منکشف ہوتی ہے جس سے بہت سے حضرات جو ندوہ کے باب مین متردد ہین اطمینان و یکسوئی حاصل کر سکتے ہین و نیز ان تحریرات مین خود بہت سے مضامین مفیدہ ایسے ہین کہ ندوہ کے تعلق سے قطع نظر کر کے دوسرے خدمتگزاران اسلام کے کام آسکتے ہین اس لیے ایک بے غرض جماعت کے مشورہ دینے سے اس مجموعہ کی اشاعت مناسب معلوم ہوئی بجز فوائد مذکورہ بالا کے اور کوئی کسی پر مخالفانہ حملہ کرنے وغیرہ کا قصد اس کی اشاعت کا منشا نہین ہے اور خود حضرت موصوف کا مذاق طبیعت بھی ایسے اغراض اور خیالات سے قطعاً نفور ہے چنانچہ ناظرین ملاحظہ کے بعد خود معلوم فرمالین گے اور اس پر بھی اگر کوئی صاحب خطاً یا عمداً ایسا گمان فرماوین تو ان کے جواب مین بجز ان بعض الظن الخ پڑھ دینے کے اور زیادہ کہنا بیکار ہے فہدی اللہ الذین آمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ندوہ کا پہلا خط

(جس کے ساتھ ایک رسالہ موسوم بہ الندوہ جلد اول نمبر اول بھی تھا) بخدمت جامع الکمالات القدسیہ مولوی محمد اشرف علی صاحب دام مجدہ۔ بعد سلام مسنون الاسلام کے گذارش ہے۔ ندوۃ العلماء نے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جو جناب کی خدمت مین بغرض ملاحظہ مرسل ہے اور ہمیشہ بھیجا جائیگا اگر جناب از راہ کرم کبھی کبھی اپنے مضامین اس مین شائع ہونے کو عنایت فرماوین تو خاکسار شکر گذار ہوگا ضرور ہے کہ ایسے مضامین بھی اس مین شائع ہون جن مین نئے خیال والونکو اخلاق حسنہ اور روحانی کیفیتون کے حاصل کرنے کا شوق دلایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ صرف مادی ترقی انسان بنانے کا آلہ نہین ہے مجھکو یقین ہے کہ موجودہ لوگون مین جناب سے بہتر اس کام کو

کوئی نہین کرسکتا لہذا از راہ عنایت میری استدعا قبول فرمائی جاوے والسلام۔ ناظم ندوۃ العلماء

الجواب۔ مخدومی مکرمی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الطاف نامہ مع رسالہ الندوہ نمبر اول جلد اول پہونچا یاد آوری سے ممنون ہوا مولٰنا بدو فطرت سے مجھکو طبعًا نفرت ہے کہ کسی امر کے متعلق خطاب خاص کردن کیونکہ تجربہ نے اسکا شاق ہونا ثابت کردیا ہے لیکن چونکہ الطاف نامہ مین مجھکو مضمون بھیجنے کی اجازت ہوئی امید غالب ہے کہ یہ مضمون خاص جسکا حاصل ایک مشورہ خیر خواہانہ ہے باوجود خطاب خاص ہونے کے بوجہ اذن من وجہ کے اہل مجلس کو ناگوار نہ ہوگا وہو ہذا۔ مسلمانون کو جس چیز کی اسوقت بلکہ ہر وقت ضرورت ہے وہ صرف انکے دین کی اصلاح ہے اور دنیا کی صرف اُتنے حصہ کی جسکو اُن کے دین کی حفاظت مین دخل ہے جو انجمن یا جو رسالہ اصلاحی خدمت کی حیثیت سے تجویز کیا جاوے اُسکا کام یہی ہونا چاہیئے اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہے کہ اس اصلاح کے متعلق جو تقریر کیجاوے جو تدبیر بتلائی جاوے وہ اولاً صاف اسقدر ہو کہ فہم غرض مین ابہام یا خلاف حق کا ایہام نہ ہو ثانیاً حتی الامکان مختصر اور سہل ایسی ہو کہ حالت موجودہ مخاطب کی اُسکی برداشت کرسکے ثالثاً چند مقاصد کے اجتماع مین رعایت الاہم فالاہم کی ہونا چاہیئے۔ اس تمہید کے بعد مین اس رسالہ کے متعلق اور جس مجلس سے یہ رسالہ شائع ہوا گر یگا اسکے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہون سب سے اول مضمون اس مین ندوہ کی ضرورت کا ہے جس کی وجہ ضرورت کے اثناء تقریر مین یہ مقاصد مذکور ہین "**ہمارے[1] علوم وفنون**" ان علوم وفنون کی توضیح وتعیین ضروری تھی آیا یہ وہ علوم ہین جنکو حفاظت مذہب مین دخل ہے یا صرف وہ ہین جو صرف مایہ تفاخر واشتہار ہین شق اول پر ضرورت ندوہ کی ثابت لیکن ابہام یا ایہام شبہہ باقی جو بدون تفصیل وتوضیح رفع نہین ہوسکتا۔ شق ثانی پر ضرورت ہی ثابت نہین بلکہ بالعکس مضر ہونے کا حکم ظاہر اسی طرح **قومی خصوصیات** ایک مجمل لفظ ہے جس مین بعینہ یہی تقریر جاری ہے اس کے بعد نذیر کی تقریر مین تعلیم[2] قدیم مین یہ نقص بیان کیا گیا ہے کہ اُن سے یہ اغراض

---

[1] رسالہ الندوہ کی اصل عبارت یہ ہے کہ ہمارا روئے سخن ان بزرگون کی طرف ہے جن کا یہ خیال ہے کہ جدید تعلیم کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارے علوم وفنون ہمارا مذہب ہماری قومی خصوصیات مٹ نہ جانے پا دین ۱۲

[2] اصل عبارت الندوہ کی یہ ہے۔ قدیم تعلیم اول تو چراغ سحری ہے دوسرے وہ اس قدر ایک تنگ دائرہ مین محدود ہوگئی ہے کہ اُس سے اس قسم کے اغراض حاصل ہونے کی توقع نہین ہوسکتی ۱۲

حاصل ہونے کی توقع نہین۔ کاش اگر وہ اغراض متعین ہوتین تو ہر مسلمان اس مین غور کر سکتا کہ آیا تعلیم قدیم سے یہ غرض حاصل نہین ہو سکتی یا کوئی خفیف سی کمی ہے جس کا بہت تھوڑی ترمیم یا اضافہ سے تدارک ہو سکتا ہے وہی ابہام یہان بھی ہے دوسرا یہ نقص دکھلایا ہے کہ اس مین علمی[سلہ] بلند نظری نہین پیدا ہوتی بلند نظری کی مطلق شرح نہین کی تعلیم اسلامی سے جو اصلی مقصود ہے عقائد و اعمال و اخلاق کا درست ہوجانا جس کا حاصل طلب رضائے حق ہے آیا بلند نظری اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اگر نہین ہے تو اس کے لیے تعلیم قدیم مین کیا کوتاہی ہے کیا جن افراد مین یہ اوصاف حمیدہ پیدا ہوجاتے ہین اُن کو کوئی جزو تعلیم جدید کا بھی حاصل کرنا پڑتا ہے یا بہت سے لوگ جو آج بزعم خود اپنے بلند نظر ہونے کا دعوے رکھتے ہین اور اُس کے لیے طرق جدیدہ ایجاد کرتے ہین انہون نے اس تعلیم قدیم کے سوا کچھ اور حاصل کیا ہے یا اپنی حالت پر اس مضمون کو صادق کر رہے ہین سے کس نیاموخت علم تیر از من ٭ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد ٭ اور اگر بلند نظری کوئی اور چیز ہے تو نعوذ باللہ کیا حق تعالیٰ سے بھی زیادہ کوئی چیز بلند ہو سکتی ہے آگے ایک لفظ ہے **"قوم[سلہ] کی بقا"** یہ بھی محتاج شرح ہے آیا مذہب کی بقاء کے علاوہ اس کا کچھ اور مفہوم ہے یا اُسی کی دوسری تعبیر ہے۔ شق اول پر ضرورت ثابت نہین شق ثانی پر اُس کو کئی امر پر موقوف قرار دیا گیا ہے قومی لٹریچر۔ قومی علوم و فنون۔ قومی تاریخ۔ یہ لٹریچر تو اس کوتاہ نظر کی سمجھ مین نہین آیا نہ اسوقت کوئی انگریزی جاننے والا پاس ہے اور نہ مین نے فضول سمجھکر ایسے شخص کو ڈھونڈا جب اسلامی رسالہ ہے مسلمان مخاطب ہین تو خواہ مخواہ اس مین دوسرے الفاظ داخل کرنا کون ضرور تھا کیا عملی طور پر انگریزی کی ضرورت ثابت کی جاتی ہے لیکن اگر اسکا یہ طریق تجویز کیا گیا ہے تو کامیابی مشکل ہے اس لیے کہ ہر شخص وہی کہہ سکتا ہے جو مین نے کہا کہ ہمکو مشورہ ایسے الفاظ سے دیا ہے کہ ہم سمجھے نہین اس لیے ہم غور کرنے سے معذور ہین یہ تو شفقت اور ہمدردی سے بمراحل دور ہے۔ کلموا الناس علی قدر عقولھم قضیہ مسلمہ ہے بھلا انگریزون کی زبان سمجھنے کے لیے تو انگریزی جاننے کی ضرورت ابتک بیان کی جاتی تھی مگر اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنون مین یہ بھی کہا جاویگا کہ ہندی مسلمانون کے زبان سمجھنے کے لیے بھی انگریزی پڑھو مگر اس التماس کا کیا

سلہ اصل عبارت یہ ہے طریق تعلیم اس قسم کا ہو کہ علاوہ خاص کتابی تعلیم کے طلبہ کے دماغ میں بجز اعلیٰ علمی بلند نظری پیدا ہو ۱۲

سلہ اصل عبارت یہ ہے کسی قوم کی بقاء کے لیے ضرور ہے کہ اسکے پاس اسکا قومی لٹریچر ہو۔ قومی علوم و فنون ہون۔ قومی تاریخ ہو ۱۲۔

جواب ہوگا کہ جناب جبتک ہم اپنی کاہلی سے نہ بڑھین اسوقت تک ہماری ہمدردی کا اقتضاء یہی ہے کہ ہم سے ہماری زبان مین خطاب فرمایا جاوے آگے ہے "**قومی علوم وفنون**" اس کی تفسیر اگر متعین ہوتی تو کچھ عرض کیاجاتا آگے ہی قومی تاریخ سوا اسکا دین کے موقوف علیہ ہونے مین کتنا حصہ ہے مین اس کے سننے کا مشتاق ہون کہ حضرات صحابہؓ نے جو اس قدر ظاہری و باطنی حیرت مین ڈالنے والی ترقی کی اس مین قومی تاریخ سے کتنا کام لیا تھا یا اب کون وجہ اُس کے دخیل ہونے کی نئی پیدا ہوئی ہے اس کے بعد ندوۃ العلماء کا یہی مقصد ہونا لکھا ہے اور ساتھ ہی ظہور نتائج کو ایک معتدبہ جماعت کے نکلنے پر موقوف کہا ہے اس مین اولاً یہ عرض ہے کہ ہر مقصود اور اس کے طریق مین ایک مناسبت و ملازمت کا ہونا ضروری ہے سو دریافت طلب یہ امر ہے کہ ندوہ کی حالت موجودہ کو اس مقصود کی تحصیل سے وجہ ملازمت کیا ہے وہان اسوقت جو تعلیم ہے جو تربیت ہے اسکو کوئی خاص معتدبہ امتیاز دوسری درسگاہون سے حاصل ہے جس سے اورون سے اس نتیجہ کا غیر متوقع ہونا اور ندوہ سے اس کا متوقع ہونا تسلیم کیا جاسکے۔ ثانیاً اس ظہور کی کوئی تخمینی مدت بھی ہے یا مثل مشہور ع تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم ؎ کا مصداق ہے اگر شق ثانی ہے تو فاتحہ کے ساتھ خاتمہ۔ اگر شق اول ہے تو جتنی مدت اس درسگاہ کو قائم ہوئے۔ ہوچکی ہے کیا یہ مدت قلیل بھی اس مدت کے اندر اُن پرانی غیر منتظم گداگر غیر منضبط مختلف درسگاہون مین ایک کثیر التعداد جماعت میزان سے صدرا بیضاوی تک پہونچکر آج قومی اصلاح مین مشغول ہین اور یہان ہنوز روز اول ہی ہے پھر آیندہ کیا توقع کی جاوے اگر یہ عذر کیا جاوے کہ وہ نتائج ایسے عالی اور صعب ہین کہ اُن کے لیے مدۃ طویلہ عریضہ درکار ہے تو اُس کی نسبت یہ کہا جاویگا کہ یہ قصد قاعدہ عقلیہ واجب الرعایت الاہم فالاہم کے خلاف ہے مسلمانون کی موجودہ حالت جن امراض کے علاج کا تقاضا کررہی ہے وہ قابل نظر بھی زیادہ ہین اوران کا علاج بھی مختصر اور سہل ہے اسکو چھوڑ کر قوم کو ایسے مشکل کامون مین لگانا انکو تلف کرنا ہے ؎ طفل را گر نان دہی بر جائے شیر؛ طفل مسکین را ازان نان مردہ گیر ؎ آگے رسالہ کے اغراضؓ کا بیان ہے (۱) اسلامی علوم

سلہ ۱ اصل عبارت یہ ہے ندوۃ العلماء کے قائم کرنیکا اصلی مقصد یہی تھا لیکن اسکے نتائج اسوقت ظاہر نہین ہوسکتے جبتک ایک معتدبہ جماعت اس کی درسگاہ سے تعلیم پاکر نہ نکلے ۱۲ سلہ ۲ اصل عبارت الندوہ کی یہ ہے۔ اس بنا پر یہ مناسب معلوم ہوا کہ ندوہ کی طرف سے ایک ماہوار علمی رسالہ نکالا جاوے جسکے یہ اغراض ہون۔ (۱) اسلامی علوم وفنون کے جہات

وفنون کا اردو مین بیان ہونا۔ ان علوم وفنون کا اجمال اس مین کچھ رائے دینے سے مانع ہو رہا ہے۔
(۲) مسلمانون کی تہذیب وتمدن پر تاریخانہ مضامین لکھا جانا۔ یہ تہذیب وتمدن کا لفظ بھی نہایت مبہم ہے اور اگر اس کے وہی معنے ہین جو آجکل عام زبانون پر جاری ہین تو معلوم نہین اسکو حفاظت دین مین کیا دخل ہے بلکہ اگر احتمال ہے تو مضر ہونے کا ہے اور اگر تہذیب سے مراد تہذیب نفس ہے اور تمدن سے بھی وہی تمدن جو اس تہذیب کا اثر ہو جیسے خشیت حق تعالیٰ سے تواضع زہد وقناعت سادگی حق تعالیٰ کی محبت مین جان و مال آبرو ننگ وناموس باختہ کر دینا اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر زمین پر گر جاوے تو اُسکو خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھکر مٹی پونچھکر غیر قوم کے رئیسون کے سامنے کھا جانا اور کسی کے یہ کہدینے کا کہ یہ لوگ ہنسین گے اپنے دل مین تحقیر کرینگے آزادی کے ساتھ یہ جواب دیدینا کہ کیا مین چند نادانون کے ہنسنے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ دونگا۔ کپڑا پھٹ جاوے تو بے تکلف کئی کئی پیوند لگا لینا کسیوقت جوتہ چھوڑ کر محض تواضع کے خوگر ہونے کو دور تک ننگے پاؤن چلا جانا۔ اپنا سودا سلف خرید کر بلا لحوق عار سر پر اُٹھائے ہوئے بازار مین کو نکل آنا۔ غلطی سے اپنے نوکر پر زیادتی ہو جاوے تو اُسکی خوشامد کر کے تذلل کے ساتھ اپنی خطا اس سے معاف کرانا۔ کوئی غریب مزدور بھرے مجمع مین آکر اپنے حق کا تقاضا کرنے لگے تو مکدر نہونا۔ اپنے کو سب سے کم سمجھنا اگر ذرا دماغ مین ترفع کا احتمال بھی پیدا ہو تو اُس کے معالجہ کے لیے کسی غریب کے دروازہ پر جا کر اُس کے گھر سے دو گھڑے مانگ کر کنوے سے پانی بھر کر اُس کے گھر دے آنا الی غیر ذلک۔ تو ایسے تہذیب وتمدن پر قربان جو رسالہ یا جو مجمع اس کی تعلیم کرے ہم اُس پر نثار لیکن ابتک جتنے نمونے دکھلائے گئے ہین اور دکھلائے جارہے ہین جن مین سے ایک رسالہ پیش نظر بھی ہے جس کے لفظ لفظ سے افتخار وشوکت اور ترفع ووجاہت

۲ مسائل اس طریقہ سے اردو زبان مین ادا کئے جائین کہ انگریزی اور اردو خوان جماعت بہ آسانی انکو سمجھ سکے اور ان سے فائدہ اٹھاوے (۲) مسلمانون کی تہذیب وتمدن پر تاریخانہ مضامین لکھے جائین (۳) عقائد اسلام کو فلسفہ حال کے حملون سے بچایا جاوے (۴) علوم قدیمہ وجدیدہ مین موازنہ کیا جاوے (۵) جو علوم مسلمانون نے یونان وغیرہ سے لیے ان کی تاریخ اس طرح لکھی جاوے جس سے ظاہر ہو کہ مسلمانون نے ان علوم مین خود کس قدر اضافہ کیا اور آج یوروپ نے ان علوم کو جس حد تک ترقی دی اس سے ان کو کیا نسبت ہے یہ پرچہ اسی غرض سے نکالا جاتا ہے اس کے ساتھ اس پرچہ کا یہ بھی ایک بڑا مقصد ہے کہ علوم جدیدہ کے مسائل اردو زبان مین لائے جاوین تاکہ عربی خوان گروہ ان سے متمتع ہو سکے۔ السعی منی والاتمام من اللہ ۱۲

برس رہاہے اوراس سے زیادہ نمونے وہ ہین جن کا نام سالانہ جلسے ہین۔ اس رسالے کے کاغذ کا ضرورت سے زیادہ قیمتی ہونا میرے پاس جوخط آیا ہے اس کے کاغذ کا بہت عمدہ ہونا اسکے ساتھ بے ضرورت ایک سادے کاغذ کو تل آنا بھی چھوٹے نمونون مین داخل ہے غرض ابتک تمام علامات سے یہی مترشح ہورہاہے کہ مقصود اصلی خلق کی نظرمین بڑا بننا ہے نہ کہ حق تعالےٰ کی نظرمین مقبول ہونا ان نمونون کو دیکھکر بے اختیار زبان پر یہ مصرعہ آتا ہے ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا ؎ البتہ اللہ تعالیٰ قادر ہین کہ اُن نمونون کے غیر مستحسن ہونے کا اعتراف کرکے آیندہ کو ترک کردین جوکہ اس استبعاد کے مبانی تھے تو البتہ توقع ہوسکتی ہے کہ ایسے تہذیب وتمدن پر مضامین ترغیبی لکھے جاوین (۳) عقائد اسلامی کو فلسفہ کے حملون سے بچانا۔ اُن کے بھی دو طریق ہین۔ ایک وہ جو سید صاحب علیگڈھی نے اختیار کیا تھا کہ عقاید ہی مین تبدیل کردی پھر انکو فلسفہ پر منطبق کردیا۔ دوسرا طریق وہ جو علمائے ہمیشہ سے اختیار کیا ہے کہ جہان مسئلہ عقلیہ قطعی ہو وہان عقائد کی عدم مخالفت ثابت کردی۔ اور جہان قطعی نہ ہو وہان اُن سے برہان کا مطالبہ کیا اور جہان نص قطعی غیر محتمل التاویل کے خلاف ہوا اُس کے بطلان کا دعویٰ کرکے دلیل سے ابطال کردیا اگر طریق اول ہوگا تو اُس کی نسبت تو اتنا کہدینا کافی ہے ع حق تعالےٰ زین چنین خدمت غنی ست ؎ اور اگر طریق ثانی ہوگا تو مبارک ہو۔ اس وقت یہ امر بہت ہی ضروری ہے مگر اطمینان جب ہوگا جب دو چار مضمون نمونہ کے طور پر نظر سے گذر جاوینگے (۴) علوم قدیمہ وجدیدہ مین موازنہ کرنا معلوم نہین اسکو حفاظت دین سے کیا تعلق ہے (۵) علوم ماخوذہ من اہل الیونان کی تاریخ خاص طور پر لکھنا۔ حفاظت دین سے اس کے تعلق کیوجہ بھی سمجھ مین نہین آئی سب کے اخیر مین بغرض تمتع عربی خوانون کے علوم جدیدہ کا اردو مین لانا منجملہ مقاصد بیان کیا گیا ہے اس تمتع سے کیا مراد ہے۔ آیا صرف تفریح یا اُن کو جواب کا طریقہ بھی بتلانا۔ شق اول پر شعر گفتن چہ ضرور یاد آتا ہے شق ثانی پر اگر مسائل مع الجواب ہون گے تو نمبر (۳) سے ممتاز نہوا۔ اور اگر بلا جواب ہونگے تو خواہ مخواہ خیالات مین شورش پیدا کرنا اور سلیم طبیعت کو سقیم بنانا کونسی خدمت دین ہے۔ یہانتک ندوہ کی ضروریات کا مضمون ختم ہوچکا جسپر مختصر مختصر معروضات قلمبند کئے گئے اسکے بعد اس پرچہ مضمون ہے مذہبؔ انسان کی فطرت مین داخل ہے یہ مضمون عجب گول ہے

ؔ رسالہ الندوہ جلد ا۔ نمبر ا کے صفحہ ۲ پر اس عنوان سے ایک مضمون ہے جو کتاب مسمی بہ الکلام سے ماخوذ ہے ۱۲

یا مضر ہے کیونکہ مذہب سے مراد مذہب حق ہے یا مطلق مذہب - اگر مذہب حق مراد ہے تو گول ہے
اس کی تصریح ہونا چاہیئے تھا دوسرے اُس کا مشترک اور لازمۂ انسانی ہونا باوجود ہزاروں
مذاہب باطلہ پائے جانے کے فی نفسہ بھی صحیح نہین اور اگر مطلق مذہب مراد ہے تو ماول کرکے صحیح
کہسکتے ہین لیکن اس صورت مین مضر ہے کیونکہ اس مضمون کو دیکھنے سے اول نظر مین شبہہ ہوتا ہے
کہ تمام مذاہب بوجہ موافقت فطرۃ انسانیہ کے حق ہون گے حالانکہ مبنیٰ بھی فاسد اور مبنی بھی فاسد
جائے غور ہے کہ ایسے مضامین سے دین کو کیا مدد پہونچ سکتی ہے آگے **علوم القرآن** پر مضمون ہے
اس مطاوی تقریر مین جو جابجا تسامحات ہین اُن سب سے قطع نظر کرکے صرف اسقدر گذارش ہے
کہ اس مضمون سے کیا مقصود ہے اگر محض گذشتہ حالت کو دکھلا کر ماضی پر حسرت دلانا اور حال مین
ملامت کرنا اور استقبال مین تحسر اور غم ملامت مین معطل کردینا ہے تب تو یہ سراسر افساد اور تعلیم
اسلام کے خلاف ہے اور اگر تدارک کی ترغیب دینا ہے تو اسکا طریق بتلانا چاہیئے ان کتابونکا نام
متعین کرنا چاہیئے اور طرز عمل کی تعلیم چاہیئے اگر یہ نہین ہے تو یہی گمان ہوتا ہے کہ مضمون نگار صاحب
اپنی تاریخی واقفیت کو دکھلا رہے ہین اور ہمہ دان کہلانا پسند کرتے ہین جسکا حاصل ہمدردی چھوڑکر
خودغرضی کا اہتمام کرنا ہے اس کے بعد **اخلاق عرب** پر مضمون ہے مضمون مفید ہے لیکن غایت
اس کی جسکا خود اُس مضمون مین اقرار ہے اُسقدر سست اور خام ہے کہ اُسنے مضمون کو اسلامی
خدمت سے بمنازل دور کردیا وہ غایت یہ ہے کہ یوروپین نامون کے ساتھ عرب کے مقدس نام بھی ہمارے
نوجوانون کی زبانون پر ہونگے آہ اگر بجائے اسکے یہ نیت ہوتی کہ ہمارے نوجوان اُن اخلاق مین اُن
کی تقلید کرین گے تو اس نیت سے اس مضمون کا ثواب بھی ملتا اسکو اسلامی خدمت بھی کہتے پھر اخلاق
مین سے وہ اخلاق سب سے مقدم لکھے ہین جو آجکل مایۂ ناز وافتخار شمار کیے جاتے ہین کاش سب سے
پہلے خشیت الٰہیہ کو لکھتے جو مبنی ہے سب خوش اخلاقیون کا تو اَلْاَہَمّ فَالْاَہَمّ کی کیسی رعایت ہوجاتی
کیا کہون اللہ تعالےٰ معاف فرماوے یہی وہ قرائن ہین جن سے بالاضطرار یہی شبہہ عود کرکے آتا ہے
کہ قبلۂ توجہ تمامتر عاملین و کاتبین کا وہی شان وشوکت اور مفاخرت ورفعت ہے جو کہ عقلاً ونقلاً
جڑ ہے تمام مفاسد اخلاقیہ کی اس کے بعد عربی زبان پر مضمون ہے اُسکا حاصل بھی بجز قدامت پر
افتخار کرنے کے کچھ نہین معلوم ہوتا اس کے بعد **مثنوی مولانا رومی** ہین سے مسائل فلسفیہ کا

استنباط کیا گیا ہے اول تو وہ استنباطات خلاف واقع ہین تجاذب ذرات کو فلاسفہ اقتضائے
طبیعت مانتے ہین مولنا بیچارے "زان حکم پیش" کی قید سے اس مسئلہ کی مخالفت کر رہے ہین
پھر وہ صرف جفت جفت کی تخصیص کر رہے ہین چنانچہ زمین و آسمان کی تمثیل شاہد صدق ہے اور
فلاسفہ جن اجسام مین تجاذب مانر ہے ہین وہ سب جفت نہین ہین تیسرے مولنا کی مراد عشق سے
یہ کشش بھی نہین جس سے ہر جسم اپنے حیز مین قائم ہو جاوے بلکہ مراد احتیاج ہے آثار مین جیسے زمین
انبات مین محتاج ہے مطر سمار کی وعلی ہذا اس کے بعد جو مولنا نے حکایت لکھی ہے اُسکو خود ہی
آگے چلکر رد کر دیا ہے جہان فرمایا ہے ؎ بلکہ دفعش میکند از شش جہات ؎ تو اس صورت مین
مولنا کی نسبت اس کہنے سے کہ یہ فلسفہ جدیدہ کو ظاہر کر رہے ہین یہ کہنا زیادہ زیبا ہو گا کہ وہ
اس کو رد کر رہے ہین اور قطع نظر ان سب امور کے یہ تجاذب یا تدافع محض تمثیل کے طور پر نقل فرما
رہے ہین نہ اسکا اثبات ہے نہ اس کی نفی ہے ان کو اس سے تعرض ہی نہین اسیطرح تجاذب
ذرات کے استنباط کا حال سمجھیئے تجاذب اصطلاحی اور ہے اور مطلق میل اور ہی تجاذب جسکا
دعوی فلاسفہ کرتے ہین اتصال کے بعد ہو جاتا ہے اور اُسکو اتصال کی بقار کا سبب کہتے ہین اور مولنا
خود میل کو سبب حدوث اتصال کہتے ہین جس کے لیے لازم ہے کہ وہ اجزاء اپنے پڑوسی اجزار کو چھوڑ
کر ان مین آملے تو اس سے تو واقع مین تجاذب کا ابطال لازم آیا نہ کہ اسکا اثبات پھر ہم یہ کہین گے
کہ محض مضمون تمثیلی ہے نہ کہ تحقیقی آگے تجدد امثال کو مستنبط کیا ہے مجھکو تحقیقات جدیدہ کا اس باب
مین پورا علم نہین کہ اس دعوے کا کیا حاصل ہے مستدل صاحب نے جو لکھا ہے کہ یہانتک ایک
مدت کے بعد الخ اس کو اگر اس دعوے کی تفسیر سمجھی جاوے تو تجدد امثال سے اسکو کوئی علاقہ
نہین کیونکہ اس صورت مین اس تجدد کے لیے ایک مدت زمانی کی ضرورت ہے اور تجدد امثال
مین تبدل ہر آن ہے وشتان بینہما اور اگر اور کچھ تفسیر ہے تو معلوم ہونے پر غور کیا جا سکتا ہے
آگے مسئلہ ارتقا کا استنباط ہے اس مین تو معلوم ہوتا ہے بالکل غور ہی نہین کیا گیا اس مسئلہ کی جو
جان ہے کہ اصل مین ایک ہی چیز تھی اُسی نے ترقی کر کے مختلف صورتین بدل لین ان اشعار سے یہ
کہان معلوم ہوا بلکہ اس کے تحقق کی صورت تو یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب انسان مثلاً مستقل مخلوق ہو
پھر وہ غذائے حیوانی کھاوے جسکا نشو و نما نباتات سے ہوا ہے اور وہ عناصر سے حاصل ہوئے ہین پھر

پھر اُس غذا کا نطفہ بنجاوے جو کہ وہ بھی جماد ہے پھر اس مین نشو ونما ہو جس سے نبات کہا جاوے پھر حرکت پیدا ہو جس سے حیوانیت کا حکم کردیا جاوے پھر عقل انسانی اُس پر فائض ہو جاوے جس سے انسان بن جاوے تو اس معنے کو کون دلیل رد کرتی ہے اقل درجہ احتمال تو اسکا بھی ہو گا

واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ان استنباطات پر اُس مغلوب الحال کی حکایت یاد آتی ہے جسنے کافیہ کی شرح تصوف مین لکھی تھی اور ان سب سے قطع نظر کر کے کہتا ہون کہ اس مضمون سے فائدہ کیا بجز اس کے کہ ہمارے اسلاف سب چیزون کے بانی اور موجد ہین پھر اس کو مقصود اصلی حفاظت دین سے کیا مس ہوا سب کے آخر مین طبقات ابن سعد کا قصہ ہے اگر غرض اس سے کتاب کا پتہ بتلانا ہے تو اتنا کافی تھا کہ یہ کتاب ایسی اچھی ہے کام کی ہے لوگون کو منگا کر دیکھنا چاہیئے ان جملون کی کون ضرورت تھی کہ "ہمنے قسطنطنیہ اور مصر مین دیکھی الخ اور ہم کو ہمارے ایک انگریز دوست نے تحفہ بھیجی ہے الخ اور پھر ترغیب جو اصلی مضمون تھا وہ کہان ہے اور اگر اپنی سیاحت اور انگریزون کے تقرب کا ظاہر کرنا ہے تو بئس الغرض ہے اور اگر دونون مقصود ہین تو طیب کا غیر طیب سے خلط کرنا ہے جو قادح اخلاص ہے جس کا راس الاخلاق ہونا ثابت ہے اخلاق کی تعلیم کے رسالہ مین تو کوئی بات خلاف اخلاق ہونا نہ چاہیئے یہانتک رسالہ پر گفتگو ختم ہو چکی اب ندوہ اور رسالہ کی خدمات جو میرے نزدیک ہونا چاہیئے اُن کو بہت اختصار کے ساتھ مشورۃً عرض کرتا ہون۔ **ندوہ کو کیا کرنا چاہیئے** (۱) آمدنی اور خرچ کے طرق و مواقع مین شریعت کا پاس رکھے (۲) اپنی کارروائیون مین جاہ و شوکت اور غیر قومون کے تشبہ کو قطعاً چھوڑ دے (۳) انگریزی موقوف کر کے اشتہار دے کہ ایف اے۔ یا بی اے۔ انگریزی طالب علم جن کو دینی خدمت کا شوق ہو ہم علوم دینیہ مین اُن کی تکمیل کرین گے اور اُن کو فی کس اسقدر وظیفہ مثلاً پچیس روپیہ یا کم وبیش تا وقت تکمیل دین گے کیونکہ جامع بننے کا یہ بھی تو ایک طریق ہے کہ جو انگریزی پڑھ چکے ہون انکو عربی پڑھائی جاوے پھر ان کو جو کام چاہے سپرد کیا جاوے اور یہ لوگ فطرۃً قوم کی نظر مین محبوب ہون گے کہ دیکھو ظلمت سے نور مین گئے بخلاف عربی خوانون کے کہ انگریزی پڑھنے سے اسکا عکس ان کی طرف منسوب کیا جاویگا (۴) کم از کم دس واعظ متقی محقق صاحب اثر خوش اخلاق بے طمع بہ تنخواہ معقول و ذمہ داری مصارف سفر مقرر کر کے اُن کو یہ کام سپرد کیا جاوے کہ وہ مسلمانون کے دین کی درستی کرین اور لوگون

کے ساتھ ملاطفت سے مگر استغنار لئے ہوئے پیش آوین (۵) درس متعارف عربی مین صرف اسقدر ترمیم کی جاوے کہ ضروریات کو غیر ضروریات پر ترتیب مین مقدم کردیا جاوے اور تجوید وعلم اخلاق اور فلسفہ جدیدہ کا اضافہ کردیا جاوے اور تصنیف اور وعظ اور افتاء اور عربی لکھنے اور عربی بولنے کی مشق کرائی جاوے اور مذاہب باطلہ موجودہ کے مناظرہ کی کتابین پڑھائی جاوین اوران امور کے لیے ضوابط ودستور العمل مقرر کیئے جاوین (۶) انگریزی فاضل نوکر رکھکر سائینس کا ترجمہ کرایا جاوے اور ملاحدہ نے جو اسلام پر شبہات کئے ہین ان کی کتابین جمع کرکے اُن شبہات کا ترجمہ کرایا جاوے پھر ایک جماعت عربی فاضلون کی تنخواہ پر مقرر کرکے وہ تراجم ان کو دیے جاوین کہ اُن شبہات کا اور جو مسائل فلسفیہ اُن شبہات کے مبانی ہین اُن کا جواب لکھین پھر وہ جواب اردو مین شائع ہون اور پھر عربی مین ترجمہ کرکے عربی کے درس مین داخل کیے جاوین اسی طرح آریون کے شبہات اور وید کے ترجمہ کے ساتھ عملدر آمد کیا جاوے اور اس مین جو روپیہ خرچ ہو دریغ نکیا جاوے اس سے علم کلام جدید بہت تھوڑی مدت مین اور بہت سہولت سے تیار ہو جاویگا جس کی غل پکار چارون طرف سے ہے اور واقعی ہے بھی ضروری مگر یہ کام اُنہین علماء کو دیا جاوے جو واقع مین علماً وعملاً وتدیُّناً اس کے اہل ہون (۷) یتامی اور نو مسلمون کی ایک معتدبہ مدت تک کفالت کیجاوے اور ان لوگون کو مسائل دینیہ اور مختصر صنعت وحرفت کی تعلیم دیجاوے تاکہ نہ دین سے بے خبر رہین نہ دنیا کی پریشانی مین مبتلا ہون (۸) خواہ ذخیرہ موجودہ سے اور اگر اُس مین گنجایش نہو تو اور ذخیرہ سے ایک بڑا مدرسہ صنعت کا کھولا جاوے اور عام مسلمانون کو اور طلبہ کو اُن کی حالت کے مناسب صنائع سکھلائے جاوین تاکہ معاش سے مطمئن رہین اور ترقی متعارف کی ضرورت نہین اس کی فکر نکرین (۹) لڑکیون مین عام طور پر دینی تعلیم پھیلانے کا اہتمام کیا جاوے فی الحال اس قدر ضروری اُمور ذہن مین آئے ہین ۔

رسالہ الندوہ مین کیا ہونا چاہیئے

(۱۰) جو مفاسد اعتقادی وعملی واخلاقی اکثر لوگون مین پائے جاتے ہین اُن کی اصلاح کے مضامین ہون بالخصوص وہ مفاسد جو تعلیم جدید سے پیدا ہو گئے ہین اُن کے شفا بخش جواب ضرور ہون مگر اُس مین متعارف بول چال کے الفاظ ہون نہ عربی لغات ہون اور نہ انگریزی محاورات ہون (۱۱)

عام اجازت شائع کردی جاوے کہ جس شخص کو کچھ پوچھنا ہو پوچھے اور اُن سوالون کے جواب وقتاً فوقتاً اس مین شائع ہون اس صورت مین نفع عام اور تام ہوگا حاضر طالبعلمون کو مدرسہ سے دور کے لکھے پڑھون کو رسالہ سے۔ اَن پڑھون کو وعظ سے۔ غیر مسلمین کو تعلیم اسلام سے۔ بچون کو خارج مذہب نہونے سے۔ متزلزلین کو علم کلام کی بدولت اُستوار ہو جانے سے۔ علماء کو جواب دینے پر قادر ہونے سے یہ سب اس ناقص العقل کی رائین ہین جو محض خیر خواہی سے عرض کی ہین نہ اعتراض مقصود ہے نہ دل آزاری مطلوب ہے اگر میری یہ رائین کسی درجہ مین قابل پذیرائی ہون تو انپر عمل اور اِن کی اشاعت مناسب ہے اور اگر غلط ہون تو مین مطلع ہونے پر بشرط شفائے قلب رجوع کرنے پر مستعد ہون اور درصورت عدم شفا جواب دینے سے جو کہ مناظرہ مفضی الی المشاغبہ ہے سکوت کو اسلم سمجھونگا اور اگر خدا نخواستہ اس سے کسی فرد یا کسی جماعت کی دل آزاری ہوئی ہو تو مین نہایت عاجزی کے ساتھ معافی چاہتا ہون اور اپنا یہ عذر پیش کرتا ہون کہ چونکہ مجھ سے خطاب خاص کیا گیا اس لیے اس قدر جرأت میرے گمان مین ماذون فیہ معلوم ہوئی تھی ورنہ ایسا خطاب خود میرے مذاق کے خلاف ہے لیکن عدم توافق کی ہر صورت مین امید ہے کہ رسالہ کے مرسل الیہ بنانیکا شرف مجھکو نہ بخشا جاوے مین دعاگو ہر حال مین ہون آخر مین توقف جواب سے معافی چاہتا ہون جسکی وجہ قلت فرصت ہے اسلئے آج آٹھوین دن نوبت تحریر کی آئی اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ فقط ۲۔ جمادی الاولے ۱۳۲۲ھ معروضہ خاکسار اشرف علی عفی عنہ

ندوہ کا دوسرا خط بجواب خط مذکور بخدمت جناب فضائل مآب مولٰنا مولوی حافظ اشرف علی صاحب دام مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ جناب کا مع ایک بسیط تحریر کے پہونچا اس توجہ فرمانے کا مین بیحد شکر گذار ہوا جواباً گذارش ہے (۱) رسالہ الندوہ کے متعلق جو اصلاحین آپ نے تحریر فرمائی ہین ان کو مین مانتا ہون اور یہ پہلے سے میرے خیال مین تھین دو برس ہوئے جب اس کی منظوری ہوئی بھی اور باوجودیکہ بعض ارکان اس کے اجراء پر زور ڈال رہے تھے مگر اس خیال سے اس کو ٹالتا رہا اور جن بزرگون سے مجھکو حسن ظن ہے اُن سے اس بات کی خواہش کرتا رہا کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ مین لین جب اُن مین سے کسی نے میری استدعا قبول نہ کی تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ جو حضرات اس کو چلانا چاہتے تھے اُن کی خواہش کو قبول کرلیا

جاتا ع چہ توان کرد مرمان اینند ۔ تاہم جسدن سے جاری ہوا ہے مین علماء کرام کی خدمتین برابر استدعا
کررہا ہون کہ وہ اپنے رنگ کے مضامین لکھین ۔ اگرچند مضمون آپ جیسے حضرات کے ہوا کرین اور
ایک دو ایسے بھی ہون جیسے کہ ہوتے ہین تو نقصان کا کچھ اندیشہ نہین ہے جناب کو بھی اسی بنیاد
پر مین نے تکلیف دی تھی اگر آپ مضمون کے پیرایہ مین بغیر تخاطب خاص کے اپنے خیالات کے
ظاہر فرمانے کی تکلیف گوارا فرمایا کرین تو کچھ شبہہ نہین کہ اُس سے نتائج حسنہ پیدا ہونگے مثلاً ترفع
کے معائب اور کسر نفس کی خوبیان جو آپنے اس خط مین لکھی ہین اگر مضمون کے پیرایہ مین ہوتین
اور اِن کو شائع کیا جاتا تو وہ زیادہ مفید ہوتا میرے نزدیک اصلاح کا عمدہ طریقہ یہی ہے کہ بغیر تخاطب
کے جس عیب کو چھڑانا ہو اُس پر تحریر و تقریر کیجاوے ۔ مین آپ کی اس تحریر کو خاص خاص لوگون
کے پاس انشاء اللہ تعالیٰ بھیجونگا مگر میرے خیال مین اسوقت زیادہ فائدہ ہوتا جب اسکے دیکھنے
والے کو اسبات کا خیال نہ پیدا ہوتا کہ خاص اسکو نشانہ ملامت قرار دیا گیا ہے (۲) میرا شروع
سال سے اسبات کا قصد تھا کہ صیغہ اشاعۃ الاسلام کی کارروائی جاری کرون چنانچہ واعظین کی
تلاش مین جابجا اپنے دوستون کو خطوط لکھے اور آخر کو تمام اخبارون مین اسبات کا اعلان کیا مجھکو واعظین
کی ضرورت ہے جو فرقہ اہل سنت وجماعت ومقلدین آئمہ اربعہ مین سے ہون مگر افسوس ہے کہ مجھکو اسمین
کامیابی نہین ہوئی ابتک صرف دو واعظ ملے ہین اور اُن کو دو ضلعون مین دورہ کرنے کو بھیجدیا ہے
اور دستور العمل بنا کر دیدیا ہے کہ اسکے موافق جابجا گانون گانون پھرین اور مسلمانون کو نماز روزہ
وغیرہ ضروریات دین کی ہدایت کرین رسوم قبیحہ سے باز رکھین علم کا شوق دلائین اور معاملات فاسدہ
سے بچنے کی تلقین کرین اور نذر و نیاز سے محترز رہین اُن کو بیس بیس روپیہ ماہوار علاوہ سفر خرچ
کے تنخواہ دیجاتی ہے اگر آپ مجھے مدد دین اور ایسے لوگ جو خوش بیان متدین اور جفاکش ہون بتائین
تو مین آپ کی اس توجہ کا بیحد شکر گذار ہونگا (۳) دوسرا اعلان مین نے اسبات کا دیا تھا کہ جو انگریزی
خوان اعلیٰ درجہ کی عربی پڑھنا چاہین ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جائیگا مگر ابتک کوئی درخواست
نہین آئی نہ اس لیے کسی نے وظائف تجویز کیے تاہم میرا قصد ہے کہ اگر ایسے طلبا ملین تو اُن کے
کھانے پینے کا بھی انتظام کردونگا اور اُن کے پڑھنے کا عمدہ بندوبست کردونگا ۔ اگر آپ کے خیال
مین ایسے طلبہ ہون تو اُن سے بھی اطلاع دیجیے (۴) دار العلوم کے نصاب مین بھی کیا گیا ہے کہ منطق

اور فلسفہ کی غیر ضروری کتابین کم کردی گئین ادب اور بلاغت اور علوم دینیہ کی کتابین زیادہ کردی گئی ہین مگر اس پر بھی لوگ برہم ہین اور چاہتے ہین کہ زواہد ثلثہ اور شروح سلم اور صدرا و شمس بازغہ کا ایک ایک حرف پڑھا جاوے۔ مولنا آپ یقین جانیے کہ میری تمامتر کوشش اسی بات مین مصروف رہتی ہے کہ دینیات کو فروغ حاصل ہو مگر بعض مجبوری یہ پیش آتی ہے کہ آپ جیسے حضرات جو اس کے اہل ہین مدد دینے سے پہلو بچاتے ہین اور جن لوگون کو سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس کے اہل نہین ہین ہر کام پر طیار ہو جاتے ہین۔ مین لاکھ چاہتا ہون کہ شرکاء مین صالحین کی تعداد بڑھے اور سب کام انھین کے ہاتھون مین رہین مگر یہ میرے اختیار کی بات نہین ہے وہ جب متوجہ ہون تو کیونکر اُن کو شریک کیا جاسکتا ہے لہذا آپ سے پھر میری استدعا ہے کہ آپ بہر خدا اس طرف توجہ فرمائین اور وقتاً فوقتاً اپنے مضامین سود مند سے مدد دین امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ والسلام۔

الجواب۔ از احقر اشرف علی تھانوی عفی عنہ بخدمت بابرکت مخدومی معظمی دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانامہ مع دستور العمل مجلس اشاعۃ الاسلام پہونچکر موجب سربلندی ہوا والانامہ کے مضمون سے اس نیازمند کے قلب مین آپ کی عظمت اور عقیدت حق پسندی کی اضعاف مضاعفہ ہو گئی اللہ تعالیٰ جناب کو ہمیشہ دائر مع الحق رکھین اور آپ کے طفیل مین اس ہیچکارہ کو بھی ٹھکانے لگا دین چونکہ جناب کی حق پسندی کا پورا اعتقاد جم گیا اس لیے یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید اپنے معروضات کو بے تکلف ظاہر کردینے مین ہمیشہ کے لیے زیادہ گستاخ ہو گیا ہون اسپر کسی صاحب حال کا مقولہ یاد آتا ہے کہ اگر محبوب حقیقی مجھ سے پوچھین ماغرک بربک الکریم تو مین یہی کہدون غرنی کرمک بہرحال اسوقت بھی بعض امور قابل عرض ہین (۱) ارشاد ہوا ہے کہ جن بزرگون سے مجھکو حسن ظن ہے اُن سے خواہش کی گئی جب کسی نے قبول نہین کیا تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ جو اس کو چلانا چاہتے تھے اُن کی خواہش کو قبول کرلیا جاتا اس کے متعلق دو امر قابل گذارش ہین اول یہ کہ مشاہدہ سے یہ امر محقق ہوا ہے کہ علماء کو فراغ نہین ہر شخص ایک کام مین لگا ہوا ہے اور وہ کام بھی فی نفسہ ضروری ہے اور اکثر دیکھا ہے کہ اُن ہی کامون کے لیے وقت کافی نہین ملتا تا براحت چہ رسد تو ایسی حالت مین دوسرے کے کام کیسے ہوسکتے ہین اس کی سہل صورت تو یہی ہوسکتی ہے کہ

کہ ہر کام پر ایک خاص جماعت مقرر ہو مثلاً یہی مضمون نویسی کا کام دو حال سے خالی نہین یا ضروری ہے یا غیر ضروری اگر غیر ضروری ہے حذف کیا جاوے اور اگر ضروری ہے تو جس طرح ندوہ مین اور کامون پر تنخواہ دار مقرر ہین ایک جماعت دو تین آدمیون کی اس کام کے لیے بھی معین ہو جاوین خواہ ان کو ندوہ اپنی حد کے اندر رکھے اور یا بطور ٹھیکہ کے ٹھیرا دیا جاوے کہ جو شخص اتنا مضمون اس قسم کا دیگا اور قسم وہی جسکو مین عریضہ سابقہ مین لکھ چکا ہون تو بشرط پسند فلان فلان علماء اُسکو اس حساب سے معاوضہ دیا جاویگا اور یہ پسند اُن علماء سے کرائی جا سکتی ہے جو اپنے اپنے مقامون پر فتوے نویسی کا کام کر رہے ہین یا اور جو علماء اس کے اہل تجویز کر لیے جاوین اُن کی تعیین کی اطلاع پر مشورہ دیا جا سکتا ہے اس طریقہ سے ندوہ کو بہت مضامین مفیدہ میسر ہو سکتے ہین اور بے خرچ کیے ہوئے تو ایسے کام اور وہ بھی دوام والتزام کے ساتھ ازبس دشوار ہین اب مین ہی ہون حالانکہ اہل علم مین شمار کیے جانے کے قابل نہین لیکن تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کام سے وقت کم بچتا ہے اسوقت دوپہر کا وقت ہے کھانا کھایا نہین گھر پر جا کر لڑکیون کا سبق قرآن کا سننا ہے کچھ حرارت خفیف اور درد سر خفیف الگ لیٹنے پر مجبور کر رہا ہے مگر محض رفع انتظار کا خیال اور آپ کا جذب صادق جو قبول حق سے ناشی ہے اُس نے اسوقت بٹھلا رکھا ہے اور لکھوا رہا ہے مجھکو اپنے ذاتی حالات بیان کرنا مقصود نہین محض مثال کے طور پر پیش کرنے کی ضرورت پڑی جب ایک ناکارہ جاہل کو اسقدر مشغولی ہے تو کام کے علماء کو فراغ کہان میسر ہوگا۔ تو وہ استدعا کو کس طرح منظور کر لیتے پھر آخر خلف وعدہ کی طرف اُن کا انتساب بھی ہوتا اسلیے اس حکیمانہ قول پر جو کہ مؤید بالشرع ہے اُن کا عمل ہے ؎ اذا لم تستطع شیئاً فدعہ ؛ وجاوزہ الی ما تستطیع ؛ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ کیا ضرور ہے کہ اگر نافع طریق سے کوئی کام نہ چلے تو مضر طریق ہی سے اس کو چلا دیا جاوے جبتک مضامین مفیدہ کا سامان نہ ہوتا شروع کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی باقی یہ ارشاد جناب کا کہ اگر بغیر تخاطب خاص کے خیالات ظاہر کیے جاوین تو نتائج حسنہ پیدا ہون فی الواقع یہ ارشاد عین میرے مشرب کے موافق ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ حتی الامکان اسی پر عامل رہتا ہون۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات خطاب خاص کے جواب مین خطاب عام کا پیرایہ زیادہ آزاردہ ہو جاتا ہے اسلیے جہان ایسا موقع خیال مین آتا ہے خطاب خاص کو اس بنا پر اختیار

کرلیتا ہون یہ ممکن ہے کہ یہ میرا خیال عموماً یا خصوصاً صحیح نہ ہو بہرحال مین دل سے اس کو قبول
کرتا ہون اور خطاب خاص سے انشاء اللہ تعالیٰ محترز رہنے کی کوشش کرونگا لیکن مشکل یہ ہوگی کہ
اگر کسی مضمون باطل کا رد کرنا مقصود ہو تو اتنا تو کہنا ہی پڑے گا کہ فلان مضمون جو بعض لوگون نے
لکھا وہ غلط ہے تو اس صورت مین جو اثر ہوگا یقیناً خطاب خاص کی برابر ہوگا اس کے متعلق جو
ارشاد ہوگا اُس مین انشاء اللہ تعالیٰ غور کرونگا (۲) صیغہ اشاعۃ الاسلام سے امید ہے کہ مسلمانونکو
دین کا نفع ہو مین نے کسیقدر غور سے اس کے دستور العمل کو دیکھا کہین کہین مشورہ کے طور پر کچھ عرض
بھی کیا ہے ملاحظہ کے بعد جو رائے ہو واعظون کے ملنے مین جو کامیابی نہ ہونے کو ارشاد فرمایا ہے
اول تو مثل سابق یہان بھی عرض ہے کہ جبتک اہل لوگ نہ ملین غیر اہل سے ہرگز یہ کام لینا نہ چاہیئے
کہ میرے نزدیک سب کامون سے زیادہ مؤثر ہے نفعاً اور ضراً اور ثانیاً کامیابی کا طریقہ میرے نزدیک
اخبار مین شائع کرنا نہین ہے کیونکہ اس شائع کرنے کا اثر بجز اس کے کچھ نہین ہو سکتا کہ واعظین
خود درخواست بھیجین تو خود درخواست کرنا میرے نزدیک اول دلیل ہے خود غرضی کی تو ایسے لوگ
ایسا کام کیا کرین گے یا یہ اثر ہو سکتا ہے کہ اخبار دیکھنے والے لوگ اس مین سہارا لگاوین کہ واعظونکو
تلاش کرین اطلاع دین تو ناظرین اخبار اکثر عوام ہوتے ہین ان کو تجویز کرنے کی کیا بصیرت ہو سکتی
ہے میرے نزدیک مدارس اسلامیہ دیوبند و سہارنپور و کانپور وغیرہ کے مدرسین سے یہ درخواست
مناسب ہوگی وہ لوگ آسانی سے واعظین موصوفین بصفات ضروریہ دیسکتے ہین چنانچہ بالفعل
ایک کا پتہ مین بھی بتاتا ہون جو شاہجہانپور مین مولوی عبید الحق صاحب مرحوم کے مدرسہ مین مدرس
بھی رہے ہین اور غالباً واعظ بھی رہے ہین بالفعل وہ قصبہ کرانا ضلع مظفر نگر کی جامع مسجد مین امام
ہین مولوی فیض الحسن اُن کا نام ہے اور پتہ اُن کا وہی کافی ہے اگر ضرورت ہو اُن سے مکاتبت
کی جاوے مین انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی سوچونگا (۳) مین انشاء اللہ تعالیٰ ایسے طلبہ بھی سوچونگا جو
انگریزی مین لائق ہون اور عربی پڑھنا چاہین بالفعل ایک شخص الہ آباد کے رہنے والے جنہون نے
امسال بی۔اے مین امتحان دیا ہے اور نہایت نیکبخت دین کے عاشق اور فدا ہین محمد عیسیٰ نام ہے
مولوی امجد علیصاحب الہ آبادی و مولوی محی الدین صاحب الہ آبادی سے انہون نے کچھ عربی بھی پڑھی
ہے مجھکو امید ہے کہ وہ اُسکو بہت خوشی سے منظور کرلین گے کہ ان کو اعلیٰ تعلیم عربی کی دی جاوے

ان ہی صاحبون کے توسط سے ان کے مکاتبت ممکن ہے اور مین اور بھی سوچونگا (۴) دار العلوم کا نصاب اگر خصوصیت کے ساتھ علماء مدرسین ومحققین ومصنفین کے پاس بھیجکر انسے مستفتیانہ رائے لی جاوے توسب ایسے جامد نہین ہین کہ زواہد ثلاثہ وصدرا وشمس بازغہ کو ضروری قرار دین آپ کے ان ارشادون سے بہت ہی دل خوش ہوا کہ دینیات کو فروغ حاصل ہو اور شرکا مین صالحین کی تعداد بڑھے لیکن ارشاد اول کے متعلق یہ مجبوری کہ جو اہل ہین مدد دینے سے پہلو بچاتے ہین اور ارشاد دوم کے متعلق یہ کہ جب وہ متوجہ نہون توکیونکر ان کو شریک کیا جاوے اس مین اسقدر عرض کرنا ہے کہ شرکت اور توجہ کا جو طریقہ ہے وہ آجتک برتا نہین گیا آجتک جو کچھ ہوا اسکا حاصل یہ تھا کہ خود سب قواعد واغراض تجویز کرکے کام شروع کردیا گیا پھر لوگون کو اُسی ہیئت کی پابندی سے شریک کرنا چاہا تو ظاہر ہے کہ جو شخص ایک جزو مین بھی متردد یا مخالف ہوگا وہ مجموعہ کا کیونکر موافق ہوجاویگا لان انتفاء الجزء یستلزم انتفاء الکل بلکہ طریق اُسکا یہ ہے کہ ندوہ کی مجموعی حالت جزءًا جزءًا جس مین نصاب کی بھی تفصیل اور سب قواعد وضوابط بھی ہون مرتب کرکے علماء محققین کی خدمت مین بطور استفتاء پیش کی جاوے اور جوابون مین جو شبہہ ہو اُس کو پھر استفتاء کے طور پر پوچھا جاوے جب سب صاف ہوجاوے اُسکو دستور العمل بنایا جاوے اُسوقت کسیکو شرکت یا توجہ سے انکار یا تنفر نہین ہوگا اور اگر پھر بھی کوئی اپنا خاص عذر موجہ پیش کرین اور شریک نہون ان کے درپے نہوا جاوے لیکن یہ بھی نہو کہ اگر صالحین نہین ہوتے تو غیر صالحین سہی بلکہ اس صورت مین وہ کام ہی حذف کیا جاوے لان دفع المضرۃ اہم من جلب المنفعۃ آخر مین مضامین دینے کے لئے ارشاد ہوا ہے امتثال امر عالی مایۂ افتخار وسعادت ہے لیکن بقاعدہ الاہم فالاہم اول ان امور مذکورہ کی ایک صورۃ مناسب طے ہوجاوے پھر انشاء اللہ تعالےٰ حتی الامکان جو خدمت وسع مین ہوگی دریغ نکیا جاویگا فقط۔

ندوہ والون نے ایک مجلس اشاعۃ الاسلام جس کے مقاصد واعظین کو مقرر کرنا ہے منعقد کی ہے اس کے لئے ایک دستور العمل بنایا وہ حضرت مولٰنا دامت برکاتہم کی خدمت مین ملاحظہ کے لیئے ناظم ندوہ نے بھیجا اُسکی دفعات پر حضرت موصوف نے کچھ کلام فرمایا ہے اسکو مع ان دفعات کے نقل کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱ مجلس اشاعت الاسلام ماتحت مجلس انتظامی ندوۃ العلماء ہوگی (اقول) سب سے اوّل یہ دفعہ ہونا چاہیئے بلکہ ہر دستور العمل مین اس کا لحاظ ہونا چاہیئے کہ کوئی کارروائی خلاف شریعت نہ ہوگی جس مین شبہہ ہوگا علماء حقانی سے استفتا کیا جاویگا جو کوئی اعتراض کریگا وہ اگر کسی اصل شرعی سے تمسک کریگا تو اسکا فیصلہ بھی اُن ہی علماء محققین سے کرایا جاوے گا (**صفحہ ادفعہ ۳ حرف الف**) ارکان عموماً ارباب علم واہل الرائے وباوجاہت ارکان انتظامیہ مین سے دو سال کے لئے منتخب ہونگے اور بشرط ضرورت ایسے شخص کا بھی انتخاب ہوسکتا ہے جو رکن انتظامی نہین مگر اُس کے انتخاب مین وہی شرائط ملحوظ رہین گی جو ارکان انتظامیہ کے انتخاب کے لئے ضروری ہین۔ (اقول) یہ محتاج توضیح ہے اگر یہ مراد ہے کہ جن مین یہ تینون اوصاف ہون تو اُسمین یہ کلام ہے کہ اُس کام مین علم اور رائے کافی ہے وجاہت کو کوئی دخل نہین اور اگر یہ مراد ہے کہ جس مین ایک وصف بھی ہو تو اُسوقت یہ کلام ہے کہ نرازی رائے یا نرازی وجاہت ہونا کافی نہین جب تک علم نہ ہو اس کی ترمیم اس طرح مناسب ہے کہ ارکان عموماً وہ لوگ ہون گے جو علم دین وتقویٰ کے ساتھ اہل الرائے بھی ہون الخ (**صفحہ ۴ دفعہ ۱۳ حرف د**) ہر واعظ سے ایک اقرار صالح بروقت اس کے تقرر کے مجلس اشاعۃ الاسلام لے گی ایسے اقرار صالح کے ذریعہ سے واعظ کو اس امر کا اقرار کرنا ہوگا کہ وہ اپنا کار متعلقہ بدیانت وامانت انجام دیگا ندوۃ العلماء کا خیرخواہ رہیگا اور دستور العمل اور ہدایات مجلس اشاعۃ الاسلام ومجلس انتظامی کا جو وقتاً فوقتاً صادر ہون پابند رہیگا (اقول) ندوۃ العلماء کے خیر خواہ رہنے کے اگر یہ معنے ہین کہ وہ اُس کے فوائد اور خوبیان بیان کرکے لوگون کو اس کی اعانت کی ترغیب دیگا تو اُس مین دو خرابیان ہین اوّلا واعظ کم ملین گے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو کسی شبہہ وتردد کی وجہ سے ندوہ کے باب مین شرح صدر نہو لیکن خدمت وعظ کو تنخواہ پسند کرکے اختیار کرنا چاہیے تو وہ اس شرط کے ماننے پر اگر مجبور کیا جاویگا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اصل خدمت ہی سے دستکش ہوجاویگا ونیز اصل خدمت وعظ کے فوائد مین اس شرط کو اصلا دخل بھی نہین تو ایک امر زائد کے لیے اصل کام کا نقصان کرنا بالکل بے موقع بات ہے ثانیا عوام اس ترغیب سے فوراً یہ شبہہ کرینگے کہ وعظ محض ایک آڑ ہے اصلی غرض اس سے ندوہ کے لیے تحصیل زر ہے یہ شبہہ اسقدر مضر ہے کہ ساری کوشش بیکار جاویگی میری رائے

مین تو بلکہ اس شرط کی ضد کو شرط ٹھیرایا جاوے تو زیادہ مصلحت ہے یعنی ندوہ کے ذکر سے وہ تعرض ہی نکریگا اس مین پوری بے غرضی کا ثبوت ہوگا اس وقت وعظ کے صادق اثر ہونے کی انشاء اللہ تعالی توقع ہے اور اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ندوے کی خدمت نکرے تو اس شرط کا مضائقہ نہین اگر واقع مین وہ شخص متردد یا بلکہ مخالف بھی ہو تب بھی اصل غرض وعظ مین ندوہ کی خدمت کی ضرورت ہی کیا ہے اس لیے یہ شرط بیجا نہ ہوگی (**دفعہ ۱۴ نمبر ۲ و ۳**) کسی جگہ مین منجانب ندوۃ العلماء شریک ہونا اور بشرط ضرورت وموقع ایسے مجامع مین تحریری وتقریری بیان یا وعظ کہنا۔ مجلس اشاعۃ الاسلام نے جو حدود ان کے لیے مقرر کردئے ہون اُن کے اندر اغراض ومقاصد ندوۃ العلماء کے شائع کرنا (اقول) ابھی حرف ۤد دفعہ ۱۳ مین اس کے متعلق گفتگو کر چکا ہون میرے نزدیک یہ بالکل قابل حذف ہین بڑی بات یہ ہے کہ ان شرائط کو اصل مقصود مین کوئی معتد بہ دخل نہین (دفعہ ۱۴ نمبر ۴) معاونین واراکین کی تعداد بڑھانا (اقول) یہ سابق سے زیادہ متکلم فیہ ہے اس مین علاوہ امور معروضہ کے ایک ایک زائد شبہہ یہ ہے کہ یہ امر من وجہ خارج از اختیار واعظ ہے جو مفسد اجارہ ہے اور خلاف شرع (دفعہ ۱۵ حرف الف) مجلس اشاعۃ الاسلام کو اختیار ہے کہ حسب ضرورت وقت جس واعظ کو مناسب سمجھے ایک رجسٹر اور ایک رسید بھی حوالہ کرے اور اُسکو اختیار تحریری دے کہ جو شخص رکنیت یا کوئی رقم بطور اعانت ندوۃ العلماء یا دار العلوم یا اشاعۃ الاسلام یا خزانہ محمدیہ یا یتیم خانہ ادا کرے وہ فوراً اوسکا اندراج رجسٹر مذکور مین کرلے اور ایک پرت رسید کی رسید ہی مین سے معطی کو دے اور ہر ہفتہ بروز شنبہ ایک فہرست ورقم وصول شدہ مع مثنی رسید (پرت دوم) دفتر اشاعۃ الاسلام مین بھیجدیا کرے۔ (اقول) اگر بلا تحریک واعظ کے یہ رقم وصول ہو جاوے لیکر رسید دینے کا مضائقہ نہین لیکن واعظ کو اس صورت سے بھی اختیار دیا جاوے خواہ وہ ایسی کتاب لینا پسند کرے یا نہ کرے کیونکہ اسکو بھی اصل کام مین دخل نہین اور شبہات مذکورہ سابقہ یہان بھی قابل اعادہ ہین (**دفعہ ۱۵ حرف د**) ہر واعظ اس رقم کا جو اس کو وصول ہوئی ہو اُس وقت تک ذمہ دار ہوگا جب تک کہ وہ باضابطہ رسید دفتر اشاعۃ الاسلام سے حاصل نہ کرلے (اقول) ظاہر ہے کہ یہ امانت خواہ معطی کی جیسا کہ قواعد شرعیہ کا مقتضا ہے یا ندوہ کی جیسا عام خیال ہے مگر مجھکو یہ بے اصل معلوم ہوتا ہے بہرحال امانت کا کوئی

ذمہ دار یعنی ضامن نہین ہوتا یہ شرط خود خلاف شرع ہے بلکہ اس کے ضائع ہونے پر جو عام قاعدہ فقہیہ ہے وہی یہان بھی معمول بہ ہونا چاہیئے بالخصوص اگر معطی کی امانت ہے تب تو اون ہی کو حق باز پرس کا ہے البتہ اگر قواعد شرعیہ کی مطابق کسی کی توکیل صحیح ہوجاوے تو وہ وکیل باز پرس کر سکتا ہے اور اس باز پرس کے بعد پھر وہی قاعدہ فقہیہ امانت کا جاری ہوگا۔

دفعہ ۱۶ (ب) اگر کوئی رقم نذرانہ یا ہدیہ کے طور پر اوسکو وصول ہو تو وہ حق ندوۃ العلماء ہوگا اوس کو لازم ہے کہ رقم وصول شدہ مجلس اشاعۃ الاسلام مین بھیجدے اگر وہ ایسی رقم مجلس اشاعۃ الاسلام مین نہ بھیجے گا تو بعد تحقیق و دریافت کے اوسقدر رقم اس کی تنخواہ سے وضع کر لی جاویگی (اقول) مجھکو اس مین شبہ ہے اگر باقاعدہ اس شرط کا استفتاء کر لیا جاوے تو صاف ہوجاوے سر دست میرے نزدیک بجائے وضع تنخواہ کے اس واعظ کا عزل تجویز کرنا مناسب ہے۔

(دفعہ ۱۷) ہر واعظ اپنے پاس ایک کتاب یادداشت مرتب رکھے گا جس مین روزانہ کارروائی اپنے دورہ کی کیفیت اپنے علاقہ کے مسلمانون کی حالت تعلیم مذہبی اور جو جو رسوم خلاف شرع اون مین جاری ہون اونکی صراحت اور حالت درج کرے گا اور اگر وہان کوئی مدرسہ اسلامیہ یا یتیم خانہ ہو تو اوس کی آمد و خرچ اور انتظام کی کیفیت وہان کے علماء و مشایخ و معززین اہل اسلام کے فہرست اور ایسی یادداشت اپنی رائے کے ساتھ دفتر اشاعۃ الاسلام مین ماہوار بھیجتا رہے گا۔ (اقول) مدرسہ اسلامیہ و یتیم خانہ کی کیفیت کی تحقیق کرنا قطع نظر اس سے کہ اصل مقصود سے مس نہین رکھتا عند التامل کسی قدر اس وجہ سے مضر معلوم ہوتا ہے کہ اونکے عامل ساعی اس کو ایک گونہ دست اندازی سمجھین گے اور ماتحت بنانے کی کوشش کا شبہ کرین گے جو خواہ مخواہ موجب ہیجان مخالفت ہوگا واعظ کی شان جہانتک ہوسکے نہایت آزادانہ ہونا چاہیئے ایسے معاملات سے تعرض ہی نہ کرے البتہ علماء و مشائخ و معززین اہل اسلام کی فہرست اگر اس طور پر مرتب کرلے کہ ان لوگون کو اطلاع نہ ہو تو مصلحت معلوم ہوتی ہے۔

(دفعہ ۲۱) اگر کوئی رکن مجلس انتظامی ندوۃ العلماء کو ایسی جگہ موجود ہو جہان واعظ ندوۃ العلماء دورہ کر رہا ہو تو واعظ کو لازم ہے کہ ہر امر ضروری مین اُس رکن انتظامی سے مشورہ کرے اور اپنی کارروائیون کی اوسکو اطلاع دے رکن انتظامی کو بھی واعظ کو ہر امر ضروری مین مشورہ یا مدد دینا

لازمی وضروری ہوگا۔ (اقول) یہ بھی آزادی کے خلاف ہے وہ اپنا کام کرے یہ اپنا کام کرے کسیرا
با کسے کارے نباشد نہ کوئی کام اس خاص استعانت پر موقوف ہے نہ ہر فرد کا محکوم بننا ہر شخص
کی طبیعت کو گوارا ہوگا علاوہ اس کے عوام الناس خواہ مخواہ اس کو ایک قسم کی ملی بھگت سمجھیں گے
یہ بھی ہے کہ عوام کی نظر میں واعظ کی ماتحتی کی شان نمایاں ہونا اوس کی شان مقتدائیت میں قادح
ہوگا جو غرض اصلی میں کسیقدر مخل ہو تو عجب نہیں۔

جواب از ندوہ

بعد سلام مسنون آنکہ کرم نامہ موصول ہو کر منت افزا ہوا مجکو بیحد مسرت ہوئی کہ آپ نے ازراہ عنایت
میری ناچیز گذارش کو نظر التفات سے ملاحظہ فرمایا جواباً گذارش ہے کہ جو تجویز آپ نے رسالہ کے
متعلق ظاہر فرمائی ہے وہ گو کہ فی نفسہ اچھی اور مستحسن ہے مگر حالت موجودہ کے لحاظ سے اوس کی
تعمیل دشوار ہے اول تو یہ کہ کام کا ایک آدمی نہیں ملتا مدرسون کی ضرورت ہوتی ہے تو نایاب
اور واعظون کی تلاش کی جاتی ہے تو وہ نہیں ملتے ایسی جماعت کہاں سے ملیگی جو مضمون نگاری اعلیٰ
درجہ کی کرسکتے ہوں میرے خیال میں اسوقت علمائے کرام میں صرف معدودے چند ایسے حضرات ہونگے
اور وہ مجھے بمعاوضہ بھی نہیں ملسکتے۔ بالفرض اگر ایسے لوگ ملے بھی تو رسالہ کی آمدنی اون کے
بار معاوضہ کو ہرگز کافی نہیں ہوسکتی۔ اشاعۃ الاسلام کے لیے واعظین کے بہم پہونچانیکی جو تدبیر آپنے
فرمائی ہے وہ بہت مناسب ہے اور میں نے اوسپر عمل بھی کیا ہے جب اخبارون میں اعلان دینے
کے بعد درخواستیں حسب ضرورت نہ آئیں تو میں نے جابجا علماء کرام کو جو تدریس کی خدمت انجام دیتے
ہیں تکلیف دی اور بعض حضرات نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تلاش فرمادیں گے آپنے جن دو صاحبون
کو لکھا ہے اونمیں ایک صاحب جو سورت میں مدرس ہیں وہاں تیس روپیہ ماہوار پاتے ہیں یہاں
بیس روپیہ ماہوار پر کیون آنے لگے یہاں بیس روپیہ ماہوار تک تنخواہ ملسکتی ہے علاوہ سفر خرچ
اور خشک یہاں بھی ہے خوراک نہیں دیجاتی اگر آپ کی عنایت سے وہ اس تنخواہ پر آمادہ ہوجائیں
تو ایسے آدمی کا ملنا مغتنم ہے جو خوش بیان ذی استعداد اور متدین وصالح ہو۔ دوسرے صاحب کو
میں نے لکھا ہے آپ بھی اگر لکھدیں تو مناسب ہے انگریزی میں جو صاحب بی اے ہوئے ہیں اونکو
بھی عربی پڑھنے پر آمادہ فرمائیں اگر ایسے پانچ طالبعلم مل جائیں تو اون کی تعلیم کا میں انتظار کرسکتا ہون

ایک مدرس علیحدہ اون کے لیے رکھا جاوے گا ایک شخص کے لیے دشوار ہے فقط

جواب از حضرت مولٰنا مدفیوضہم

بعد سلام مسنون آنکہ والانامہ نے مشرف فرمایا۔ جواب ادب اور اختصار کے ساتھ صرف اسقدر عرض ہے کہ اولًا طریق مضر سے کام ہونے سے کام کا نہ ہونا اچھا ہے جس کام کا آدمی جب تک نہ ملے اوسکو ملتوی کیون نہ کر دیا جاوے۔ ثانیًا جب رسالہ مکمل مقاصد ندوہ کا ہے تو بار معاوضہ کو ندوہ کیون نہ برداشت کرے۔ آئندہ جو مصلحت ہو۔ باقی واعظ صاحب و طلبہ بی اے سے استفسار کرونگا اگر اطمینان بخش جواب آیا تو انشاء اللہ تعالیٰ خدمت مین اطلاع دونگا لیکن ایک کے افادہ کو چار پر کیون موقوف رکھا جاوے کیا مدرسین جو موجود ہین کافی نہین۔ باقی دعا کا امید وار ہون اور خود دعاگو ہون۔ والسلام مع الاکرام خیر ختام فقط ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

رسالہ خطاب الندوہ ختم ہوا

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

مکاتبت کالج علیگڈہ

سوال- سراپا مجد وکرم مولنٰنا الحاج الحافظ مولوی اشرف علی صاحب۔ بعد سلام مسنون الاسلام عرض ہے کہ اس سال دینیات کے امتحان کے لیے کمیٹی دینیات کالج علی گڈہ کے ممبرون نے آپکو اور مولوی احمد علیصاحب مدرس میرٹھ و مولوی حفیظ اللہ صاحب و مولوی عبد الغنی صاحب شاگرد رشید مولنٰنا محمد لطف اللہ صاحب کو تجویز کیا ہے شاید آخر فروری یا مارچ مین امتحان ہوگا تین سو پرچے جانچنے اور اُنپر نمبر لگانے ہون گے سب سے پہلے آٹھ کتابون کے سوالات بنانے ہون گے غرضکہ ایک ہفتہ کا کام یہان ہوتا ہے امید کہ اگر آپ قبول فرمائین تو مین آپکو تقرر تاریخ امتحان سے مطلع کرون اُس سے دو روز قبل آپ یہان رونق افروز ہون تاکہ سوالات تجویز فرمالین سوالات طبع ہونگے فقط والسلام

الجواب- از احقر اشرف علی عفی عنہ بخدمت مولنٰنا المکرم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ نامہ نامی موجب شرف ہوا مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالنے سے ذہن نے یہ امر طے کیا کہ جن امور کو ہم جیسے طالبعلمون کے فرقہ نے مصالح سمجھ رکھا ہے اُن مین سے کسی مصلحت کا ترتب اس شرکت امتحانی پر متوقع نہین اور بوجہ اس کے کہ یہ شرکت موہم رضا و استحسان حالت موجودہ کالج ہی مصالح عامہ اہل اسلام مین مخل ہے ایسی حالت کا مقتضا یہی ہے کہ اس تجویز پر عمل کر سکنے سے عذر کردون والعذر عند کرام الناس مقبول والسلام باقی طالب دعائے خیر ہون ۲۴-۲- ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

(کالج کے ایک خیر خواہ کیطرف سے طلبی کا دوسرا خط)

جناب مولوی صاحب زبدۃ العلماء الکرام قدوۃ الکملاء العظام زاد اللہ فیوضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسلمانان علیگڈھ کی کمیٹی دینیات اہل سنت وجماعت کی یہ آرزو ہے کہ اس سال آپ قدم رنجہ فرماکر مدرسہ مذکور مین طلبہ کا سالانہ امتحان دینیات لین اور بذریعہ وعظ انکو فیضیاب فرمائین ۷ ماہ حال کو جلسہ مذکور نے یہ امر طے کر کے خاکسار کو اس امر مین آپ سے التماس کرنیکی ہدایت کی ہے ہنوز تاریخ امتحان مقرر نہین مگر عنقریب تقرر ہوگا منشاء گرامی سے آگاہی بخشی جاوے تاکہ موجب اطمینان ہو جناب مولوی صاحب ناظم دینیات نے بھی اسبارہ مین آپ کو لکھا ہوگا۔ والسلام بالاکرام

الجواب۔ از اشرف علی عفی عنہ بگرامی خدمت ذو المفاخر و المعالی الحبیب الی الرحمٰن و الی عبادہ زیدت معالیکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نامۂ نامی موجب مباہجۃ و مباہاۃ ہوا احقر خلوص و بے تکلفی سے چند امور بہت مختصر عرض کرتا ہے۔ اولاً گو مجھکو بجز ایک بار دور سے دیکھ لینے کے خاص طور سے آپ سے نیاز حاصل نہین مگر آپ سے دل مین ایک خاص اُنس بلکہ ایک قسم کی عقیدت پاتا ہون جس کی بڑی وجہ باوجود سامان غناۓ ظاہری کے توجہ و فکر فلاح اہل اسلام ہے اور وہ بھی حدود شرعیہ کی تقیید کے ساتھ مین نے رسالہ الندوہ مین جو پہلے میرے پاس آتا تھا آپ کے کئی مضمون پڑھے ہین اور بجز آپ کے مضامین کے دوسرے مضامین سے مجھکو توحش بھی ہوتا تھا اس لیے مین نے اُس کے بند ہو جانے کو غنیمت بھی سمجھا۔ ثانیاً اگر کوئی اور مخاطب ہوتا تو شاید زیادہ لکھتا مگر بفضلہ تعالی مخاطب صحیح ہونے کی وجہ سے بہت مجمل عرض کرتا ہون کہ یہ چند اُمور یقینی ہین ۱ کالج کا اصل مقصود فلاح دنیا ہونا اور مقصودیت کے شغف اور اہتمام مین اصلاح دین کی دلون مین فکر نہونا نہ بددینی کے اسباب کا انسداد کرنا نہ اُس کے آثار سے کچھ متالم ہونا ۲ ہم لوگون کے ساتھ جو کہ پرانے خیال کے طالب علم کہلاتے ہین ایک معتد بہ جماعت اہل اسلام کا عقائد و اعمال کا وابستہ ہونا ۳ باقتضاۓ مصالح انتظامیہ دینیہ اس وابستگی کو اُس کے اسباب مؤکدہ کے اجتماع اور اوس کے اسباب مانعہ کے ارتفاع کے اہتمام سے قائم رکھنا۔ ۴ کالج کی موجودہ حالت مین ہماری شرکت کا گو کسی طور پر ہو عامۂ خیالات مین موہم استحسان و رضا ہونا دالبتہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جبکہ مقصود مستقل ہو اور کالج کے طریقۂ مجوزہ کی پابندی سے نہ ہو اس عموم سے مستثنیٰ ہے ۵ اس شرکت سے کالج سے اپنی حالت کے تغییر و تبدیل کی توقع نہونا۔

اب آپ ان امور مین نظر فرما کر امید ہے کہ مجھکو اور میرے امثال کو نہ صرف معذور اور قابل معافی بلکہ قابل تخاطب مشورہ منع شرکت تصور فرما دین گے۔ ثالثاً جس شخص کی حالت ایسی نہو یعنی اس کے شرکت جلسہ یا شرکت راۓ سے کالج کو نفع دینی کی توقع ہو اور مصالح عامہ اہل اسلام کو ضرر پہونچنے کا احتمال نہو (اور اس کو ہر شخص اپنی حالت انصاف سے دیکھکر خود ہی سمجھ سکتا ہے بل الانسان علی نفسہ الآیہ) وہ اس بحث مذکور سے خارج ہے۔ و ہذا یصلح عذرا فی الشرکۃ لمن ہذا شانہ والسرائر موکولۃ الی اللہ تعالی۔ احقر نے غالباً دو تین روز ہوۓ کہ جناب مولانا صاحب کے

والانامہ کے جواب مین یہی مضمون مگراس سے بھی مختصر عرض کردیا ہے۔ میری اسقدر بے تکلفی جس کی وجہ صرف آپ کی تحریر سے اُنس وسادگی کا ترشح ہے معاف فرمایئے۔ والسلام بالاکرام ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

خط مذکور کا جواب

جناب مولوی صاحب مصدر فیوض وبرکات منبع حسنات مداللہ برکاتہ۔ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مکرمت نامہ بجواب نیازنامہ موصول ہوا اُس کو پڑھکر جو الفاظ اپنی نسبت نظر آئے اُن سے دل کو بشاشت ہوئی نہ بدین حیثیت کہ تعریف تھی بلکہ اس وجہ سے کہ اُن الفاظ کا آپ کے قلم سے نکلنا تفاول خیال کیا۔ ربنا ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ آپ نے جس بے تکلفی سے اظہار خیالات دلی فرمایا اُن سے بوئے اخوت دینی آتی تھی مین بے تکلفانہ چند کلمے التماس کرنے کی جسارت کرتا ہون کالج کی نسبت جو خیال آپ نے ظاہر فرمایا وہ بہت کچھ صحیح ہے مجھکو اس کے انتظامی اور دینی دونان صیغون سے عرصہ دراز سے تعلق ہے جو تجربہ واقعات سے ہوا ہے اس کی بنا پر عرض کرسکتا ہون کہ کالج مین اصلاح دینی کی گنجایش ہے اور وہان کے منتظمین اور اساتذہ امور دینیہ کی مخالفت کرنیوالے نہین ان سے بے پرواضرور ہین پس جس قدر گنجایش ہے اور جو مدد حاصل ہوتی ہے اس سے اگر نفع اٹھایا جاوے تو امت کے اعزہ کی بہت کچھ خدمت دینی ممکن ہے اسمین شبہہ نہین کہ کالج کے طرز عمل سے مستحبات مین خلل پڑتا ہے یعنی یہ وہان کے اصول کا نتیجہ ہے لیکن فرائض وواجبات کے ترک کا ذمہ دار وہان کا اصول ذمہ دار ہے وہان کی بے پروائی اور اُس بے پروائی پر روک ٹوک نہونا مثلاً نماز کی پابندی روزہ کی پابندی سے وہان کوئی مانع نہین بلکہ وہان کا افسر اعلیٰ پرنسپل آمادہ ہے کہ اس بارہ مین جو ہدایت کی جائے اسپر کاربند ہو اور طلباء کو کاربند کرے پہلے دن کو طلبا رماہ مبارک مین کھانے کے کمرہ مین کھانا حسب معمول کھاتے تھے جب توجہ دلائی گئی قطعاً بند ہوگیا مگر دن پر صرف اُن طلباء کو کھانا مل سکتا ہے جنکی طبیعت علیل تصدیق کرے یہ صورت البتہ رہتی ہے کہ طلباء شب کو کھانا چھپا رکھین اور چھپ کر کھالین اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو خشیت کے پیدا ہونے سے خلاصہ کلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی گنجایش ضرور کالج مین ہے اور جس طرح کالج امت کے بچون کا مرجع ہوتا جاتا ہے اور جسطرح

یہان کے طلباء ملک مین پھیل پھیل کر اپنا اثر ڈالتے ہین اس کے لحاظ سے ان کی دینی حالت پر توجہ وشفقت فرمانا علمائے ملت کا اہم فرض ہے ۔آرزوے خیریت پر ختم نیاز نامہ کرتا ہون ۔خاکسار حبیب الرحمٰن بھیکن پور ضلع علی گڈھ ۲۔محرم سنہ ۱۳۲۴ھ

جوابہ ۔جامع محاسن ومناقب دام مجدہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ترسیل نیاز نامہ کے بعد جو توقع تھی الحمد للہ کہ پوری ہوئی کہ والانامہ سے کالج کی اصلاح شعبۂ دینی کی ضرورت کا آپ کے ذہن مین ہونا معلوم ہوا جس سے مسرت ہے اس سے زیادہ اُسوقت مسرت ہوگی جب اس ضرورت کا ذہن سے خارج مین بذریعہ عملدرآمد آتا ہوا دریافت ہوگا واللہ الموفق باقی جو کلمات خاص ذات احقر کے متعلق ارشاد ہوئے ہین اُن کے جواب مین اتنا عرض کردینا کافی ہے احبکم اللہ کما تحبونی زیادہ خیریت والسلام خیر ختام الملتمس اشرف علی عفی عنہ از تھانہ بھون ۔ ۵۔محرم سنہ ۱۳۲۴ھ

رسالہ مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً وسلاماً دائمین۔ امابعد ابن خلدون مورخ نے اپنے مقدمہ مین احادیث وارادہ فی شان المہدی مین بعض منکرین ظہور امام کا کلام نقل کیا ہے اور خود مورخ کا میلان بھی اسیطرف معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے مدعیانہ وہ کلام نقل کیا ہے صرف ناقلانہ طور پر نہین لکھا ہر چند کہ مؤرخ مذکور ایسے اُمور مین قابل استناد نہین مگر بادی النظر مین کلام مذکور دیکھکر احتمال تھا کہ کوئی خوش عقیدہ متزلزل ہوجاوے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اوسکے متعلق بعض ضروری اُمور قلمبند کردیئے جاوین کہ شبہات ناشیہ کا مختصر ومجمل جواب ہوجاوے۔ **امر اول** مؤرخ نے بعض رواۃ حدیث مہدی مین کچھ جرح نکالکر ایک شبہہ پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ ایسے شبہات تو رجال صحیحین مین بھی پیدا ہوئے ہین پھر اوسکا جواب دیا ہے کہ گو اُن مین شبہات ہین مگر اُنکا اسلیے اعتبار نہین کہ صحیحین کی تلقی بالقبول پر اجماع منعقد ہوچکا ہے اسلیے وہ شبہات مضر نہین مین کہتا ہون کہ اس سے ایک قاعدہ کلیہ مسلمہ عند المورخ نکل آیا کہ اجماعیات مین رواۃ کا مجروح ہونا مضر نہین اب کہتا ہون کہ جس طرح صحیحین کا متلقی بالقبول ہونا اجماعی ہے اسیطرح خبر ظہور مہدی کی اجماعی ہے اور جسطرح بعض منکرین تلقی صحیحین کا قول قادح اجماع نہین سمجھا گیا اسیطرح خبر مہدی کا قول قادح اجماع نہین ہوگا کیونکہ مراد اجماع سے اجماع جمہور کا ہے اور غیر جمہور کا قول بمقابلہ جمہور کے قابل اعتبار نہین سمجھا گیا سو یہ اجماع دونون جگہ برابر ہے چنانچہ آج تک علماء معتبرین و آئمہ محدثین مستندین مین سے کسی نے اس اجماع کی مخالفت نہین کی بلکہ حسب تصریح مورخ مذکور ترمذی وابوداؤد وبزار وابن ماجہ وحاکم و طبرانی وابویعلی الموصلی نے ایک جماعت کثیر صحابہ سے مثل حضرت علی وابن عباس وابن عمر وطلحہ وابن مسعود وابی ہریرہ وانس وابی سعید الخدری وام حبیبہ وام سلمہ وثوبان وغیرہم رضی اللہ عنہم سے باسانید وطرق

ف اس رسالہ کو جس طرح بحث عقائد قدیمہ سے تعلق ہے جیسا ظاہر ہے اسیطرح عقائد جدیدہ سے بھی تعلق ہے کہ نو تعلیم یافتہ بھی اس عقیدہ مہدی کے نافی ہین پس دونون مباحث کے بعد اس کا الحاق بہت مناسب ہے ۱۲ منہ

مختلف اوسکو نقل کیا۔ پس جس طرح بناءً علی الاجماعیۃ بعض رجال صحیحین کا مجروح ہونا مضر نہین اسی بناء پر بعض رواۃ خبر مہدی کا مجروح ہونا مضر نہین بلکہ یہ اجماع خبر اجماع تلقی سے بھی زائد اوئے بالقبول ہے کیونکہ یہ مستند الی النص ہے اور وہ محض مستند الی الرائے کہ مصنف صحیحین کو اپنی رائے سے معتمد وحجت سمجھا بلکہ محل متکلم فیہ مین اگر مستند اجماع کا بھی نہ معلوم ہوتا تو چونکہ یہ امر مدرک بالرائے نہ تھا لہذا مستند الی النص ہی سمجھا جاتا اور اب تو مستند اوس کا متعین بھی ہے اور نیز جب قول محققین پر سند اجماع کا معلوم ہونا بھی ضروری نہین تو معلوم ہو جانا ولو بطریق ضعیف زائد موکد و مقوی اجماع کا ہوگا اور صحیحین مین اس خبر کا مذکور نہ ہونا اس اجماع مین قادح نہین دو وجہ سے ایک تو یہی غیر مسلم ہے کہ صحیحین مین یہ خبر مذکور نہین بلکہ مسلم مین یہ خبر موجود ہے گو مبہم سہی مگر جب مبہم کو مفسر پر محمول کرین گے جیسا عنقریب مذکور ہوتا ہے تو وہ اِسکا عین ہو جاویگی پس صحیحین بھی اوس سے خالی نہ رہین گی دوسرے حسب تصریح محدثین واصولیین اجماع کے لیے سب کا قول جدا جدا نقل ہونا ضروری نہین بلکہ کسی قول کا شائع ہو جانا اور پھر کسی سے انکار منقول نہ ہونا کافی ہے سو جبتک شیخین سے انکار اس خبر کا منقول نہ ہوا اجماع مین کوئی خلل نہین علاوہ اس کے یہ خبر شیخین کے قبل سلف مین شائع تھی اور کسی نے انکار نہ کیا پھر اجماع منعقد ہو گیا اور خلاف متاخر رافع اجماع متقدم کا نہین ہوتا چنانچہ اس مسئلہ ظہور مہدی کا عند الجمہور اجماعی ہونا خود مورخ کے قلم سے بھی نکلگیا چنانچہ صفحہ ۱۵۲ سطر اول مین کہتے ہین اعلم ان المشہور بین الکافۃ من اہل الاسلام علی ممر الاعصار انہ لابد الخ (**امر دوم**) ہرچند کہ محدثین نے تعیین حدیث متواتر مین کلام کیا ہے مگر محققین نے تصریح کردی ہے کہ اگر کتب احادیث کو تتبع کیا جاوے اور احادیث کے طرق واسانید مختلفہ متعددہ کو دیکھا جاوے تو بہت احادیث مصداق متواتر کا نظر آوین گی چنانچہ ظاہر ہے **خبر مہدی** کے طرق مختلفہ کو اگر دیکھا جاوے تو اوس کی کثرت حد مذکور تک لاریب مثل احادیث کثیرہ کے پہونچ گئی ہے جیسا امر اوّل مین اشارہ کیا گیا ہے کہ مخرجین ومخرج عنہم کس کثرت سے ہین اور ہر ایک کے طرق جداگانہ اس بنا پر خبر مہدی کے تواتر کا حکم کر سکتے ہین اور مسلم ہے کہ متواتر مین رواۃ کا ثقہ و عادل ہونا شرط نہین پس جس محل مین جرح قوی بھی مضر نہو تو جروح ضعیفہ مختلف فیہا تو کیا ضرر دین گی (**امر سوم**) جس قدر رواۃ پر جرح کیا ہے دوسرے ائمہ سے خود مورخ نے اونکی توثیق بھی اکثر جگہ

نقل کی ہے پس اُنکا جرح اختلافی ٹھیرا اسی لیئے مؤرخ نے نقل جروح سے پہلے قاعدہ الجرح مقدم علی التعدیل ممہد کیا ہے سو اول یہ قاعدہ خود ظنی ہے پھر اس مین کلام طویل ہے تیسرے عدالت کا مُسلم مین اصل ہونا اور وقت اختلاف کے الیقین لایزول بالشک کے اقتضاء سے تعدیل کے تقدیم کی گنجایش ہے اور اکثر وہ جروح مختلف فیہا ہین جیسا کہ خود مورخ کی تصریح سے ثابت ہے چوتھے یہ جرح اوسوقت مضر ہوسکتا ہے جب اُس کا انجبار نہ ہوا ہو اور جبکہ تواتر یا اجماع سے انجبار ہوگیا ہے پھر اُس سے کیا ضرر (۴ امر چہارم) حسب تصریح محدثین ضعف حدیث کا کثرت طرق سے منجبر ہوجاتا ہے پس جب ضعف متفق علیہ کا اوس سے انجبار ہوجاتا ہے تو ضعف مختلف فیہ کا انجبار کیون نہ ہوجاویگا بالخصوص ایسی کثرۃ کہ اوسکو حد تواتر تک سمجھ سکتے ہین جیسا اوپر مذکور ہوا۔

(امر پنجم) حسب تصریح اہل علم مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا حکم بتصحیح الحدیث ہے اور ضعف متاخر احتجاج متقدم کو مضر نہین پس جب ان رواۃ مجروحین سے پہلے سلف اس پیشین گوئی کے معتقد رہے تو انہون نے حدیث الباب کی صحت کا حکم کردیا اور یہ ضعف بعد کو سند مین عارض ہوگیا تو یہ ظاہر ہے کہ اونکے احتجاج مین ضعف لاحق مضر ہونہین سکتا رہا متاخرین کے لئے سو سلف کا اس حدیث کو بنا بر قاعدہ مذکور صحیح کہدینا اور اس تصحیح کی اونکی طرف نسبت متواتر ہونا مثل تعلیق بخاری کے حجت ہوگیا کہ بخاری ایک حدیث کو بلا سند نقل کرتے ہین مگر چونکہ اونہون نے التزام صحت کا کیا ہے لہذا اون کی سند نہین ڈھونڈھتے اونکی اس تصحیح ضمنی پر اکتفا کرتے ہین البتہ اس تعلیق کا مسند الی البخاری ہونا ضرور دیکھتے ہین سو ہم نے ثابت کردیا کہ یہ تصحیح ضمنی سلف کی طرف منسوب ہے پس متاخرین کے احتجاج مین بھی قدح نرہا۔ **امر ششم**۔ بعض احادیث مین خود مورخ بھی کلام نہین کرسکے اونمین سے بعض مین تو اسم مہدی کی تصریح ہے چنانچہ صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۶ مین حاکم کی روایۃ بطریق سلیمان بن عبید نقل کی ہے اور حاکم کا قول نقل کیا ہے حدیث صحیح الاسناد لم یخرجاہ اور یہ جو اس کے بعد کہدیا ہے سلیمان بن عبید لم یخرج لہ احد من الستۃ سو یہ اسیلیے مضر نہین کہ راوی کے مجروح ہونے کی علت کسی نے آجتک یہ نہین بیان کی چنانچہ خود مورخ کو اسپر اعتماد نہوا اور استدراک کے طور پر اسکے متصل ہے یہ کہنا پڑا لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات ولم یروان احد تکلّم فیہ اور چنانچہ صفحہ ۱۵۵ سطر ۳۰ مین حاکم سے روایت کی ہے اور حاکم کا قول

نقل کیا ہے صحیح علی شرط الشیخین پھر بدلیل یہ ثابت کر کے کہ شرط بخاری پر نہین ہے یہ مان لیا ہے کہ شرط مسلم پر ہے کیونکہ اُس مین بعض راوی ایسے ہین کہ بخاری نے اُن سے روایت نہین کی مسلم نے کی ہے رہا اس کے بعد عمار ذہبی مین تشیع کا شبہ نکالنا یہ اس لیے مضر نہین کہ جب یہ مان لیا کہ مسلم کا راوی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ امام مسلم کی روایات صحیح ہین تو یہ ظاہر ہے کہ امام مسلم کا امام مسلم ہونا تو بناء صحت روایات کا ہو نہین سکتا بلکہ صرف امام مسلم کی روایات اسی بناء پر صحیح مانی جاتی ہین کہ وہ منقد اعلیٰ درجہ کے ہین مجروحین سے روایت نہین کرتے پس جب اونھون نے عمار ذہبی سے روایت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اوسکے جرح کو قادح صحت حدیث نہین سمجھتے اور راز اس مین یہ ہے کہ بڑا مدار اس باب مین صدق وحفظ پر ہے اکثر منقدین ائمہ ان دونون امر سے اطمینان کر کے حدیث نقل کرتے تھے اس لیے عمار کا راوی مسلم ہونا صحت حدیث کے لیے کافی ہے اور بعض مین تصریح اسم مہدی کی نہین جیسے صفحہ ۵۰۴ سطر ۱۲ مین حاکم کی روایت طریق عوف سے نقل کر کے حاکم کا قول نقل کیا ہے ہذا صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ اور صفحہ مذکورہ سطر ۲۷ مین طبرانی کی روایۃ نقل کی ہے اور اس مین کوئی جرح نہین نکالا اور اگر طبرانی کے اس قول سے شبہ ہو رواہ جماعۃ عن ابی الصدیق ولم یدخل احد منہم بینہ وبین ابی سعید احدا الا ابا الواصل فانہ رواہ عن الحسن بن یزید عن ابی سعید سو یہ مضر نہین کیونکہ حسب تصریح ائمہ محدثین زیادۃ ثقہ کی مقبول ہے اور یہان زیادۃ ہے معارضہ نہین کیونکہ ابو الصدیق عن ابی سعید دوسرے طرق مین معنعن ہے اس لیے دوسرے اس زیادۃ کی نفی نہین کرتے کہ معارضہ ہو پس جب زیادہ محضہ ہے اور راوی ثقہ ہے پھر کیا ضرر اور اگر اس سے شبہ ہو کہ مؤرخ نے ذہبی سے حسن کا مجہول ہونا نقل کیا ہے سو یہ جرح مبہم ہے اسپر تعدیل مقدم ہے اور وہ تعدیل اس جرح کے متصل ہے مؤرخ کے کلام مین موجود ہے لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات جس طرح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث تمر بالرطب مین ارشاد فرمایا تھا کہ زید بن عیاش مجہول ہے تو تمام محدثین نے جواب مین کہا ہے کہ زید بن عیاش کذا وکذا فان لم یعرفہ ابو حنیفۃ فقد عرفہ غیرہ اور اگر اس سے شبہ ہو کہ ابو الواصل کی نسبت مورخ نے کہا ہے لم یخرج لہ احد من الستۃ تو اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے اور آگے خود مورخ کا قول موجود ہے وذکرہ ابن حبان فی الثقات فی الطبقۃ الثانیۃ وقال فیہ یروی عن انس وروی عنہ شعبۃ وعتاب

بن بشر پس شعبہ جو امیر المومنین فی الحدیث ہین اونکی روایت کرنے کے بعد سنہ کا روایت نہ کرنا تو قابل ذکر بھی نہین اور صفحہ ۵۰ سطر ۱ مین صحیح مسلم سے دو حدیثین نقل کی ہین اور ایک حدیث مسلم مین ہے جسکو مورخ نے نقل نہین کیا فینزل عیسےٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا الحدیث پس یہ سب احادیث مورخ کے نزدیک بھی صحیح ہین یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث اور ہر ایک پر کلام کرکے آخر مین مورخ کو خود احادیث کا استثنا کرنا پڑا حیث قال وہی کما رأیت لم یخلص منہا من النقد الا القلیل والاقل منہ مین کہتا ہون کہ اوّل توان احادیث صحیحہ کا قلیل کہنا مسلم نہین چنانچہ مورخ کے زعم پر جو حدیثین صحیح نقل کی گئی ہین وہ پانچ چھ ہین سو اس عدد کو قلیل کہنا تحکم ہے چنانچہ ظاہرہٗ حدیث پر مخفی نہین پھر اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو جب خبر واحد شریعت مین حجۃ ہے پھر قلیل ہونا کیا مضر ہے بالخصوص ایسے امور مین کہ جس کا انکار کفر نہ ہو محض بدعت ہو سو خبر مہدی من قبیل ان ہی امور کے ہے اور جب وہ قلیل امور کثیرہ سے موید ہو جاوے تو ضرور حکم کثیر مین ہو جاویگا چنانچہ مؤیدات کثیرہ کا ذکر ہو چکا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض ان احادیث کی نسبت مؤرخ نے کہدیا ہے۔ لم یقع فیہا ذکر المہدی ولا دلیل یقوم علی انہ المراد منہا تو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو تصریح اسم مہدی کی نہ ہونا مضر نہین کیونکہ اس کا مضر ہونا بقول مورخ اسپر مبنی ہے لا دلیل یقوم الخ سو اگر کوئی دلیل اسپر قائم ہو جاوے تو انہدام بنا سے مبنی بھی منہدم ہو جاوے گا سو بندہ کہتا ہے کہ محدثین قریب قریب اس پر اجماع کیے ہوئے ہین کہ اگر ایک امر متن مین یا سند مین مبہم ہو اور دوسری حدیث مین مفسر اور قرائن قویہ سے دونون حدیثون کا متحد ہونا معلوم ہوتا ہو تو اوس مبہم کو مفسر پر محمول کرینگے اور قطع نظر محدثین کے خود مورخ نے اس قاعدہ کو مان لیا ہے چنانچہ صفحہ ۵۳ سطر ۱۸ مین ابو داؤد کی روایت مین یہ سند ہے من روایۃ صالح ابی الخلیل عن صاحب لہ اُم سلمۃ الخ سو اس مین صاحب مبہم تھا آگے چھ سطر بعد دوسری روایۃ مین یہ سند ہے من روایۃ ابی الخلیل عن عبد اللہ بن الحارث عن ام سلمۃ اس مقام پر مورخ کہتے ہین فتبین بذلک المبہم فی الاسناد۔ (اور یہ حدیث ذکر مہدی مین ہے جس کی نسبت یہ بھی کہتے ہین رجالہ رجال الصحیحین لاطعن فیہم ولا مغمز گو آگے دو شبہہ نکالدئے ایک قتادہ کا مدلس ہونا جسکو قد یقال صیغہ تمریض سے بیان کیا ہے جس سے خود مورخ کے نزدیک اوس کا غیر مرضی ہونا مترشح ہوتا ہے دوسرا شبہ تصریح اسم

مہدی کا نہ ہونا جس کا جواب اس وقت ہو رہا ہے خیر یہ جملہ معترضہ ہے ہماری غرض اس سے متعلق نہین) اس فتنبین سے معلوم ہوا کہ وقت قیام قرائن کے اس مبہم کو مفسر پر محمول کرینگے ورنہ یہان بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے ولیس فی الاسناد الاول تصریح باسم الصاحب فکیف حکمت بکونہ تبییناً غرض محدثین اور خود مورخ کے تسلیم واعتراف سے یہ قاعدہ ثابت ہو گیا اب احادیث مصرحہ باسم المہدی وغیر مصرحہ بہ کے اسانید والفاظ کو ملاکر تتبع کرنے سے ہر عاقل اونکے اتحاد اسانید و تقارب الفاظ پر نظر کر کے بلا تکلف دونون قسم کے روایات کو بزبان حال یہ کہتے دیکھے گا ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی۔ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری چنانچہ تمام محدثین کا ان احادیث مبہمہ کو باب ذکر المہدی مین لانا دلیل قطعی ہے اس حمل کی چنانچہ مورخ بھی صفحہ ۴۵ سطر ۹ مین کسی محدث کا قول جو اسی پر مبنی ہے نقل کرتے ہین وقد یقال ان حدیث الترمذی دفع تفسیر المار رواہ مسلم فی صحیحہ الخ اور یہ تمریض ہم کو مضر نہین کیونکہ اس سے مورخ کی رائے کا استنباط کرنا مقصود نہین بلکہ صرف یہ بتلایا ہے کہ محدثین کا یہ مسلک ہے اور مورخ کے کلام سے جو اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے وہ ابھی مذکور ہو چکی پس حتماً یہ مبہمات و مفسرات ایک دوسرے کا عین ہین اس لیے تصریح نہ ہونا قادح و مضر نہ ہوا اور خواہ مخواہ کے احتمالات نکالنا قابل التفات نہین کیونکہ یہ احتمالات غیر ناشی عن دلیل ہین بلکہ بعد اقامۃ الدلیل علی خلافہا ہین اس لیے محض ساقط ہین دوسرے اگر ان احادیث غیر مصرحہ سے قطع نظر بھی کیا جاوے تب بھی احادیث مصرحہ ہی کافی ہین کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ان امور مین خبر واحد حجۃ ہے لاسیما اذا تایدبشواہد اخری قویۃ مما تلوناہ علیک مرارا۔ اس قاعدہ مذکورہ کی مثال ہمارے کلام مین بھی موجود ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ آج ہمارے پاس ایک شخص ایسے ایسے اوصاف کا آیا تھا پھر کہے کہ آج ہمارے پاس زید آیا تھا جس مین فلان فلان اوصاف ہین اور وہی اوصاف مذکورہ بیان کرے ہر عامی یہی سمجھ جاویگا کہ وہ مبہم شخص زید ہی ہے **امر ہفتم** بعض منکرین مہدی نے روایت لا مہدی الا عیسی بن مریم سے استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال تام نہین اول باعتراف مورخ حدیث مذکور ضعیف و مضطرب ہے جیسا صفحہ ۱۵۰ سطر ۲۰ مین تصریح ہے ثانیاً محتمل التاویل ہے بلکہ بعد صحت اخبار مہدی کے یقیناً ماول ہے کیونکہ مہدی کے جو اوصاف احادیث مین آئے ہین بالیقین

اُن سے تغایر مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت ہے پس جب حقیقت پر حمل متعذر رہے تو مجاز پر محمول ہوگا آگے تعیین تاویل مین کلام باقی رہا سو بعض نے تو مہدی کو معنے منسوب الی المہد پر محمول کیا ہے جیسا کہ مورخ نے نقل کیا ہے گو اس کو مخدوش کر دیا ہے حدیث جرتج سے مگر اُس حصر کو باعتبار انبیاء علیہم السلام کے کہا جاوے تو مورخ کا خدشہ مدفوع ہے بعض نے مہدی لغوی مراد لیا ہے اور بقاعدہ المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل مہدی کامل کا مصداق صرف نبی ہو سکتا ہے مطلب یہ ہوگا کہ میرے بعد مہدی کامل صرف عیسیٰ علیہ السلام ہون گے توضیح اس کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ السلام نے لانبی بعدی فرما کر خبر دیدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ اس عموم سے متبادر ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آوے گا نہ مستقل ہو کر نہ تابع ہو کر آپ اس کی نفی فرماتے ہین کہ میرے تابع ہو کر عیسےٰ علیہ السلام تشریف لاوین گے چونکہ مستقل نبی مین ہادی ہونے کی شان غالب ہے اور تابع مین مہدی ہونے کے حتی کہ اوس کا ہادی ہونا خود ناشی ہوگا مہدی ہونے سے اس لیے بعنوان مہدی تعبیر فرمایا گویا معنے یہ ہوے کہ البتہ تابع ہو کر صرف عیسےٰ علیہ السلام تشریف لاوین گے۔ تیسری توجیہ جو سب سے زیادہ سہل اور بے تکلف اور قریب الماخذ اور ذوق لسانی سے چسپان ہے یہ راقم بالقار ربانی لکھتا ہے گویا معنے متعین حدیث کے یہی ہین وہ یہ ہے کہ یہ ترکیب دو چیزون کے کمال اتحاد کے لیے ہوتی ہے گویا معنے ہوئے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہین پس مہدی موضوع اور عیسیٰ محمول ٹھہرے اور موضوع محمول مین اتحاد کا حکم کبھی باعتبار حقیقت کے ہوتا ہے اور کبھی باعتبار مجاز کے مثلاً دو چیزون کا زمانہ بہت متقارب ہو اور ایک کا وقوع مشعر دوسری شئے کے عنقریب واقع ہو جانے کو ہو تو باعتبار زمان کے ایک کو موضوع ایک کو محمول بنا دیتے ہین جیسا حدیث مین ہے عن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ والملحمۃ فتح قسطنطنیہ وفتح القسطنطنیہ خروج الدجال الحدیث اخرجہ ابوداؤد والترمذی اس حدیث مین چار قضایا اسی قسم کے ہین جن مین محمول کا حمل موضوع پر بہمین معنے ہے جب یہ مقدمہ سمجھ مین آگیا تو اب معنے المہدی عیسےٰ بن مریم کے خوب صاف ہو گئے کہ ادھر مہدی کا ظہور ہوا اور تھوڑے روز مین نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سمجھو پس تقارب زمان سے مجازاً دونون مین اتحاد کا حکم کر دیا ہر حال منکرین

سکا اس مین استدلال باقی نہ رہا۔ **امر ہشتم** اسکے بعد مورخ نے اس باب مین متصوفہ کا کلام ذکر کر کے اُس پر کچھ گفتگو کی ہے مگر وہ بھی مضر نہین۔ کیونکہ اس مسئلہ کا مدار صرف کشف پر نہین احادیث صحیحہ پر ہے جیسا بیان ہوچکا البتہ کشف سے زیادہ اطمینان ہوجاتا ہے اور کشف گو حجۃ شرعیہ نہین مگر شریعت نے اوسکا ابطال بھی نہین کیا بلکہ دلائل شرعیہ اُسکا اثبات کرتی ہین چنانچہ رویا جو کشف سے کم درجہ ہے حدیث صحیح مین خود اوس کی نسبت شب قدر کے باب مین ارشاد ہی۔ اری رویاکم قد تواطئت فی السبع الاواخر۔ دوسرے اذان کے باب مین ارشاد ہے انہا رویا حق تیسرے الرویا من اللہ اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات وغیر ذلک حدیثین اُسکا اثبات کررہی ہین جب ضعیف کا شرعًا اعتبار ہے تو قوی کا کیون نہ ہوگا پھر خود کشف کا تصریحًا بھی حدیث مین اثبات ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محدث فرمانا اس کی صریح دلیل ہے اسکے علاوہ حضرات صحابہ اور بہت سے اولیاء کا کشف سے خبر دینا اور اوسکا صحیح ہوجانا جو تواتر سے ثابت ہے کسطرح انکار کیا جاسکتا ہے البتہ جو کشف کسی امر شرعی کے معارض ہو وہ بلاشک مردود ہے یا ماول ورنہ فی نفسہ مقنع ہے اور اگر احادیث کا مؤید اور احادیث سے متایّد ہو تب تو اُسکے مقبول ہونے مین شبہ ہی نہین پس جبکہ خبر مہدی کے متعلق جو کشف ہے وہ موافق احادیث کے ہے تو کیون نہ مقبول ہوگا رہا کسی خاص جزئی کا جس سے حدیث مین تعرض نہ کیا گیا ہو مکاشفہ مین زائد مذکور ہونا اسکو کوئی عاقل مخالفت نہین کہسکتا ورنہ اس امر زائد کا غلط ہوجانا اصل کشف مین قادح ہوسکتا ہے۔ جیسا مورخ نے ابن العربی کا قول ظہورہ یکون من بعد مضی خ ف ج من الہجرۃ نقل کر کے خود اوس کی تفسیر کی ہے ورسم حروف ثلثۃ یرید عددہا بحساب الجمل وہو الخاء المعجمۃ بواحدۃ من فوق ستمائۃ والفاء اخت القاف بثمانین والجیم المعجمۃ بواحدۃ من اسفل ثلثۃ وذلک ستمائۃ وثلاث وثمانون سنۃ اور تفسیر کر کے اعتراض کردیا ہے الصرام ہذا العصر ولم یظہر سو ایک جواب تو اسکا ہماری تقریر بالا سے معلوم ہوگیا کہ کسی امر خارجی کے غلط ہونے سے اصل مقصود مین قدح نہین لازم آتا دوسرے یہ اعتراض مبنی ہے تفسیر مذکور پر سو وہ مسلم نہین کیونکہ یہ قیاس ہے مورخ کا ممکن ہے کہ شیخ کی کوئی خاص اصطلاح ہو اور غالب بلکہ قریب یقین یہی ہے چنانچہ راقم نے ایک رسالہ کشفیہ مسمّٰی بہ شجرہ نعمانیہ مکہ معظمہ مین دیکھا ہے اوس مین بہت پیشین گوئیان ہین جنمین بعض واقع بھی ہوچکے ہین سو اوس مین واقعات واقعہ کو

جو جو شراح نے حل کیا ہے وہ حساب ابجد پر مبنی نہین کوئی اور اصطلاح ہے جس کا راقم کو باوجود نہایت خوض وتدبر کے پتہ نہین لگا اور اُس مین ایک عجیب امر اور ہے کہ اوس اصطلاح مین بھی کوئی قاعدہ منضبط نہین ہر مقام پر جدا اصطلاح ہے کیونکہ مقصود اونکو اخفا رہے اسی لیے اُنہون نے مختلف رموز پر مبنی کیا ہے اور اس پر بھی اندیشہ ہوا کہ شاید کوئی سمجھ جاوے تو اوسمین ایمان مغلظ ناظر پر دی ہین اگر کوئی سمجھ جاوے تو ہرگز اوسکا اظہار نہ کرے پھر لطف یہ کہ جن شراح نے بعض واقعات کو حل کیا ہے اونہون نے بھی رموز مین لکھا ہے اور وہی وہم اونکو ہوا اور اوسکا علاج اونہین قسمون سے اونہون نے کیا تو ایسی حالت مین کیونکر احتمال ہوسکتا ہے کہ شیخ نے ابجد کے حساب پر مبنی کیا ہوگا کیونکہ یہ حساب تو ایسا مبتذل ہے کہ بچے بھی جانتے ہین پھر اخفا کس طرح ممکن ہوتا اور یہ قسمین سب بیکار ہوتین کیونکہ خواص کو منع کرنا جب مفید ہے کہ عوام نہ سمجھین اور اس حساب کو عوام بھی سمجھ سکتے ہین پھر یہ تمام مساعی بیکار تھین غرض تغلیظ ایمان دلالت کر رہی ہے کہ مقصود شیخ کا نہایت اہتمام کرنا ہے اخفا مین۔ پھر ایسے حروف مین لکھنا خود اون کے مقصود کے مناقص ہوگا جیسا خود مورخ نے علامات سے خزانہ تلاش کرنے والون پر اسی تقریر سے طعن کیا ہے حیث قال وایضًا فمن اخترن مالہ وختم علیہ بالاعمال السحریۃ فقد بالغ فی اخفائہ فکیف ینصب علیہ الادلۃ والامارات لمن یتبغیہ ویکتب ذلک فی الصحائف حتی یطلع علی ذخیرتہ اہل الاعصار والآفاق ہذا ینا قص قصد الاخفاء صفحہ ۱۸۹ پس غالبًا ان رموز کا کوئی ایسا قانون ہے جو معلوم نہین پس بدون علم اوس قانون کی تفسیر رموز کی کس طرح قابل اعتداد ہوسکتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ مورخ نے لکھا ہے اذا الرمز انما یہدی الی کشفہ قانون یعرف قبلہ ویوضع لہ وامامثل ہذہ الحروف فدلالتہا علی المراد منہا مخصوصۃ بہذا النظم لایتجاوزہ الخ۔ پس جب تفسیر مذکور کا صحیح ہونا ثابت نہین بلکہ تقریر مذکور سے اوس کا غیر صحیح ہونا ثابت ہے پھر اعتراض بھی باطل وساقط ہوگیا اور رویاؤ کشف کا معتبر ہونا تو احادیث سے ثابت ہی ہے مگر خود مورخ بھی اسکے معترف ہین چنانچہ صفحہ ۵۱ کے سطر ۳ اور صفحہ ۵۲ کے سطر ۱۴-۱ اور صفحہ ۵۴ کی سطر ۸ سے سطر ۲۳ تک اور صفحہ ۵۵ کے آغاز کے مطالبہ سے واضح ہوسکتا ہے جب اوسکے معتبر ہونے کا اعتراف کرلیا پھر سب شبہات ناقابل اعتبار ہونگے ہذا ما عندی الآن ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ولیکن ہذا آخر مارمناہ فی ہذا الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب ۱۲ شعبان ۱۳۲۰ھ

بعضے[1] از تحریرات سیدنا و مولٰنا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم که در جواب سوالات صاحب فتاوی صدور یافته بمناسبت مقام در آخر ملحق کرده شد

درمنثور مین روایات ذیل نظر سے گذرین اور تحقیقی جواب تو ان روایات کا ظاہر ہی ہے کہ یہ اخبار آحاد ہین اور قراءۃ متواترہ کے مقابلہ مین اخبار آحاد کا اعتبار نہین کیا جاتا لیکن اگر کوئی مخالف ان روایات کو پیش کرے تو اُس کے لیے کوئی مسکت جواب سمجھ مین نہین آتا اگر کوئی جواب ہو تو مطلع فرماوین وہ روایات یہ ہین۔ (۱) اخرج الفریابی والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان و الضیاء فی المختارۃ من طرق عن ابن عباس رض فی قولہ حتی تستانسوا قال اخطأ الکاتب انما ہی حتی تستاذنوا (۲) اخرج ابن جریر وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عباس رض انہ قرء افلم یتبین الذین امنوا فقیل لہ انہا فی المصحف افلم ییاس فقال اظن الکاتب کتبہا وہو ناعس (۳) اخرج ابن ابی داؤد عن یحیی بن معمر قال قال عثمان ان فی القرآن لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا (۴) عن قتادۃ ان عثمان لما رفع الیہ المصحف قال ان فیہ لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا (۵) وعن عکرمۃ قال لما اتی عثمان بالمصحف رائی فیہ شیئا من لحن فقال لو کان المملی من ہذیل والکاتب من ثقیف لم یوجد فیہ ہذا (۶) واخرج ابو عبید وغیرہ قال سألت عائشۃ عن لحن القرآن والموتون الزکوۃ وان ہذا لساحران فقالت یا ابن اختی ہذا عمل الکتاب اخطؤا فی الکتاب (جواب) مخدوم و محترم حضرت مولٰنا الحافظ الحاج مولوی اشرف علی صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ گرامی نامہ عزت بخش ہوا درمنثور کی روایات پہلے بھی نظر سے گذری ہین بندہ کے نزدیک علاوہ اُس جواب کے

---

[1] ان تحریرات کا تعلق عقائد سے اظہر ہے پس اس جلد کا بڑا حصہ عقائد ہی کے متعلق ہے کیونکہ کتاب البدعات سے یہی سلسلہ ہے گو اختلاف اعتبارات سے ابواب کی تعبیر مین عنوانات کا اختلاف ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے مضامین کہ تفسیر و حدیث و سلوک کے متعلق ہین بہت ہی قلیل ہین عقائد پر کتاب کا ختم ہونا انشاء اللہ تعالیٰ فال نیک ہے خاتمہ عقائد صحیحہ پر ہونے کی ۱۲ منہ

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ قراءت اُن حضرات صحابہ رضؓ کو نہ بطور تواتر ثابت ہوئی اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی اور جب بطور احاد پہونچی اور خلاف قانون زبان دیکھی یا باعتبار ظاہر معنے صحیح نہ دیکھا تغلیط کردی چنانچہ روایت حضرت عائشہ رضؓ جو تمام صحاح مین مروی ہے حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انہم کذبوا تخفیف کی نسبت کس قدر استنکاف فرماتی ہین اور بندہ کے ناقص خیال مین اس مین کوئی الزام اُنپر نہین اگر جناب کی رائے مین بندہ کا خیال صحیح ہویا اور کوئی پسندیدہ جواب خیال مین آوے تو مطلع فرماوین۔ فقط خلیل احمد عفی عنہ از سہارنپور ۷۔ صفر ۱۳۲۵ھ یوم جمعہ۔

سوال از حضرت مولانا مصنف مدظلہ۔ برجواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب عم فیضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ سرفراز نامہ نے معزز فرمایا جواب سے بہت جی خوش ہوا بہت سلیس اور بے تکلف ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد اُس مین ایک خلجان پیدا ہوگیا جس کو روز مرہ لکھنا چاہتا تھا آج جمعہ کے روز موقعہ اظہار کا ملا وہ یہ ہے کہ یہ یقینی ہے کہ یہ قراءات مثبتہ فی المصاحف اُسوقت بھی متواتر تھین اور گو علی التعیین یہ قراءت اُن کو نہ پہونچی ہون مگر اجمالاً ان حضرات کو اتنا معلوم تھا کہ کوئی نہ کوئی قراءت متواتر اس مین ضرور ہے اور اس کی تعیین وطلب بھی اس لیے واجب تھی کہ غیر قرآن کو قرآن مین داخل کرنا جائز نہین پس اگر انہون نے طلب نہین کین تو ترک واجب لازم آیا پھر جو قراءتین قانون کے موافق سمجھین اور واقع مین اور اُن کے نزدیک بھی روایۃً وہ ثابت اور صحیح نہین تو غیر قرآن کو قرآن مین داخل کرنا لازم آیا اور اگر طلب کین تو ظاہر ہے کہ جو قراءت واقع مین ثابت ہے وہی طلب سے متعین ہوگی پھر محض مخالفت قانون سے اُسکے انکار کے کیا معنے بخلاف انکار عائشہ رضؓ کے کہ جس قراءت کو اُنہون نے اختیار کیا ہے وہ بھی صحیح اور ثابت ہے اور ہر جگہ تعدد قراءت ضروری نہین اسلیے دوسری قراءت کی طلب و تعیین ان پر واجب نہ ہوئی نہ اُن کو دوسری قراءت کے وجود کا احتمال ناشی عن دلیل ہوا جو طلب واجب ہوتی اور جس طریق سے وہ قراءت بالتخفیف پہونچی وہ طریق قطعی نہ تھا اور ظاہرا اُس مین اشکال معنے کا لازم آتا تھا اس لیے اُن کو انکار کی گنجایش تھی پس انکار عائشہ رضؓ مقیس علیہ اُس انکار مقیس کا نہین بن سکتا ورنہ یون تو اب بھی جس قراءت کا چاہے انکار اس بنا پر جائز

ہوگا کہ منکر کو خاص بطریق قطعی پہونچا نہین اور علم اجمالی کافی نہ ہو اور صحیح قراءت مین کوئی اعرابی یا معنوی اشکال ہو اور اسکا التزام کوئی نہین کر سکتا۔

(جواب) مخدومی مکرمی مد اللہ ظلال مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ جواب عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ آپ بحمد اللہ ان علوم عالیہ سے ماہر ہین اور مین گویا ناواقف ہون مگر امتثالاً للامر جو کچھ صحیح یا غلط خیال مین گذرا ہے۔ مختصراً عرض کرتا ہون اگر غلط ہوا تو تصحیح ہی ہوجائیگی بندہ کے خیال مین یہ مضمون ہے کہ قرآن کی قطعیت کی دو صورتین ہین اول تو بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقی دوسرے تواتر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تو دونون صورتون سے قطعیت ہوسکتی تھی اور تابعین اور مابعدہم کے لیے صرف تواتر کی صورت باقی رہی صحابہ رضؓ نے جس آیت یا حرف کو بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اُن کے لیے قطعی ہوگیا بعد ازان اگر آیندہ اُن سے بطور تواتر مروی ہوتا گیا قطعیت ہوتی رہی اور جس جگہ سلسلہ تواتر قطع ہوگیا قطعیت بھی قطع ہوگئی تو اب مواضع مبحوث فیہا مین ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ وغیرہا کو وہ طریق جواب متواتر ہے یعنی والمقیمین وغیرہ نہ پہونچا ہو اور دوسری طرح یعنی والمقیمون وغیرہ بلاواسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو تو اُنپر واجب نہ تھا کہ وہ قراءت متواترہ کی تلاش کرتے کیونکہ قطعی قراءت ان کو حاصل تھی اور اسیوجہ سے کہ غیر قرآن قرآن سے ممتاز رہے اسکا انکار فرماتے تھے غایۃ مافی الباب اُن کے بعد چونکہ اُن سے سلسلہ تواتر نہ چلا لہٰذا ان کے مابعد کے لیے قطعیت نہ رہی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور قطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کذبوا بالتشدید معلوم ہوچکا اور بالتخفیف نہ بتواتر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ معلوم ہوا تھا لہٰذا انکار فرمایا اور اتفاقاً بالتشدید بھی بعد ازان متواتر رہا اگر بالفرض متواتر نہوتا تو بھی کچھ حرج نہ تھا کیونکہ ان کو مرتبہ قطع کا دوسرے طریق سے حاصل تھا بالجملہ بعد کا تواتر و عدم تواتر صحابہ کی قطعیت کے لیے کسی طرح مزاحم نہین تو یہ دونون مقیس و مقیس علیہ برابر ہوئے ہان مابعد صحابہ کے لیے یہ صورت ممکن نہین کیونکہ اُن کو بجز تواتر کے قطع کا کوئی ذریعہ نہین تو اگر وہ انکار کرین تو یقیناً بلا اعتماد کسی قطعی کے انکار قطعی لازم آئیگا ہان بعض صورمین اگر انکار رسم خط کی طرف راجع کیا جاوے تو زیادہ چسپان ہوتا ہے۔

(سوال بر جواب بالا) السلام علیکم ورحمۃ اللہ جواب مرقوم سامی مین بوجہ کم علمی اتنا خلجان اور باقی رہگیا ہے

کہ اگر یہ احتمال فرض کیا جاوے کہ مواضع مبحوث فیہا مین ان حضرات نے ان کلمات کو بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن لیا ہوگا تو اس مین پھر تردد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جسطرح ان کلمات کو سنا تھا یا تو وہ قرآن تھا یا نہین شق اول پر بعض قرآن کا ضیاع لازم آیا اور شق ثانی پر ادخال غیر قرآن کا قرآن مین لازم آیا وکلاہما خلف بخلاف مقیس علیہ یعنی قرأۃ کذبوا بالتشدید والتخفیف کے کہ دونون قرآن ہین چنانچہ دونون قرأتین محفوظ ہین سردست یہ شبہ ہے اگر بعد مین کوئی اور امر خیال مین آویگا تو عرض کرونگا بار بار تکلیف دیتے ہوئے شرم آتی ہے مگر انما شفاء العی السوال اس مکرر تکلیف کو مقتضی ہوتا ہے (جواب) مخدومی حضرت مولٰنا مولوی اشرفعلی صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالٰی وبرکاتہ کل یوم یکشنبہ گرامی نامہ عزت بخش ہوا اشکال کے متعلق بندہ کے خیال ناقص مین یہ ہے کہ شق اول اختیار کی جاوے کہ مواضع مبحوث فیہا میں یہ کلمات جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنے تھے قرآن تھے لیکن بعد ازان منسوخ ہوگئے یا بطور تیسیر فرمائے گئے تھے جسپر حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف دال ہوسکے بعدہٗ وہ تیسیر مرتفع ہوگئی لارتفاع العلۃ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس نسخ یا ارتفاع کی قطعی طور پر اطلاع نہوئی لہذا وہ اُس اپنے قطعی مسموع پر جمے رہے اور قرأت متواترہ بھی قطعی طور پر نہ پہونچی ہوا اس صورت مین صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ بعد نسخ جو غیر قرآن تھا قرآن اعتقاد کرتے رہے مگر ظاہر ہے کہ وہ معذور تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت درباب نسخ عشر رضعات اور بقاء خمس رضعات دلالت کرتی ہے کہ خمس رضعات قرآن مین موجود ہین حالانکہ منسوخ ہوچکے تھے اور نیز عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأت والذکر والانثی مین قول واللہ لا اتابعہم۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ بعد مین اُن کو قرأت متواترہ پہونچگئی ہو اور یہ انکار اُس سے سابق ہو چنانچہ بعض روایات درمنثور سے ان مواقع مین مفہوم ہوتا ہے فقط والسلام خلیل احمد عفی عنہ از سہارنپور یوم دوشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ حسب رویت جو کچھ عرض کر رہا ہون امتثال ہے ورنہ بحلف عرض کرتا ہون کہ مین اس قابل نہین کہ جناب کے جواب مین کچھ عرض کرسکون (جوابہ) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جو جواب جناب نے تحریر فرمایا ہے بفضلہ تعالٰی حادم اساس اشکال ہے شبہ لکھتے وقت میرے خیال مین بھی آیا تھا مگر اب زیادہ تفصیل وتکمیل ہوگئی حق تعالٰی فیوض سامی مین برکت

فرماوین والسلام فقط ۴- ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بحمداللہ تعالیٰ یہ مکاتبت ختم ہوگئی اور مکاتبۃ ثانیہ شروع ہوتی ہے مخدومنا مقتدانا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ اتفاق سے ایک مبتدع کی کتاب مین بعض شبہات نظر سے متعلقہ بمعجزہ گذرے جنکے شافی کافی جواب کے لیے طبیعت جویان ہے اور اس غرض سے اسوقت تکلیف دیتا ہون (۱) انبیاء کی نبوت کی دلیل معجزہ اسلئے نہین ہوسکتا کہ مدعی نبوت کاذبا سے صدور خوارق کے امتناع کی کوئی دلیل قطعی عقلی یا نقلی نہین بلکہ نقلی تو اگر ہو کافی بھی نہین کیونکہ مسئلہ عقلیات سے ہے۔

(۲) زردشت مجوسی کا حال تاریخ مین لکھا ہے کہ اُس نے گشتاسپ بادشاہ کے سامنے دعوے نبوت کا کیا اور آگ مین نکل گیا اور نہین جلا اگر احتمال حیل کا ہو تو اول تو بادشاہ کو یہ شبہہ ہونا چاہیئے تھا ثانیاً یہ احتمال ہر جگہ مشترک ہے پھر جس طرح اور سچون سے [جمع حیلہ ۱۲] منقول نہین اسی طرح اس کی نسبت بھی منقول نہین (۳) بعض مسببات کے اسباب ایسے خفی ہوتے ہین کہ عوام کو مدرک نہین ہوتے اور ایسے مسببات خوارق نہین ہوتے کیونکہ اسباب طبعیہ عادیہ سے صادر ہین جیسے آجکل مسمریزم والون سے عجائب امور صادر ہوتے ہین اگر کہا جاوے کہ یہ تصرفات نفسانی مشق وریاضت سے حاصل ہوتے ہین سو اول تو یہ احتمال مشترک ہے دوسرے تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ بعض لوگون کے نفوس فطرۃ ایسے ہوتے ہین کہ اُن کو مشق کی حاجت نہین اُن سے بلا ریاضت ایسے امور کا صدور ہوتا ہے تو مدعیین نبوت مین نعوذ باللہ اس کا احتمال کیون نہین ہوسکتا (۴) اگر اب کوئی شخص دعوئے نبوت کا کرکے خوارق دکھلاوے تو کیا نعوذ باللہ اس کی تصدیق کرلی جاویگی اور اگر کوئی شخص ایسے امور دکھلاوے تو یہ بات کیسے چلیگی کہ مدعی کاذب ہے ایسا نہین ہوتا بلکہ جو شخص اس کا قائل ہوگا اُس کو تو ماننا ہی پڑے گا کہ یہ شخص صادق ہے (۵) اس کی کیا دلیل ہے کہ جن خوارق کا ابتک معارضہ نہین ہوسکا آیندہ بھی نہ ہوگا کیا ممکن نہین کہ آگے کوئی شخص زیادہ صاحب کمال پیدا ہو اور وہ معارضہ پر قادر ہو انتہت الشبہات اور یہ مبتدع یہ کہتا ہے کہ محض تعلیم کی خوبی اور اخلاق کے کمال سے نبوت ثابت ہوتی ہے لیکن اس پر اس سے زیادہ شکوک واقع ہوتے ہین کہ کوئی شخص حکماء کی کتابون سے یا سلامت عقل سے تعلیم اور اخلاق مین کامل ہوکر مدعی نبوت ہوجاوے تو اس کے کاذب ہونے کی کوئی دلیل قطعی نہین

ہوگی اور دو مسئلے فروع مین سے قابل تحقیق ہین اوّل مدرسہ مین جو روپیہ آتا ہے اگر یہ وقف ہے تو بقاء عین کے ساتھ انتفاع کہان ہے اور یہ ملک معطی کا ہے تو اُس کے مرجانے کے بعد واپسی ورثہ کی طرف واجب ہے۔ دوّم اگر عدت مین کوئی عورت زوج یا احماء پر استطالت لسانی کرے تو جواز اخراج عن البیت کسی فقہی کتاب مین منصوص ہے یا نہین فقط۔

(جوابہ) مکرم و محترم حضرت مولٰنا الحافظ الحاج مولوی اشرف علی صاحب دام مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالےٰ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ موجب مباہات ہوا پہلے تو یہ خیال تھا کہ معذرت پیش کرون گا ایسے دقیق مضامین سے خادم کا ناقص فہم عاجز ہے مگر اسوقت یہ خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ رطب یابس فہم مین آوے عرض کردون اصلاح ہی ہوجائیگی اور اگر پسند خاطر عالی ہو تو زہے قسمت۔ غرض جواب سے پہلے چند اُمور عرض ہین (۱) معجزات فی حد ذاتہا امور ممکنہ ہین نہ ممتنعہ ذاتیہ عقلیہ (۲) متنبی یا مبطل نبوت سے صدور خوارق کا امتناع عقلی نہین بلکہ عادی ہے کہ عادت الٰہیہ عدم صدور خوارق مثبتہ نبوت یا مبطلہ نبوت پر جاری ہے اور غیر متنبی اور مقابل نبی سے امتناع صدور خوارق نہ عقلی ہے نہ عادی (۳) محض امکان اور احتمال صدور اگرچہ مشترک ہے مگر بوجہ عدم صدور منافی مدعیٰ نہین (۴) معجزات اور شعبدات مین امتیاز کا ہونا لکل واحد من العوام والخواص ضروری نہین بلکہ خواص سے رفع اشتباہ ہونا کافی ہے (۵) فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بنص قطعی ثابت ہوچکی ہے لہذا اب اس امتناع عادی کی بھی ضرورت نہین رہی اب بہ ترتیب جواب عرض ہے (۱) جب حسب عادت الٰہیہ صدور خوارق مثبت نبوت متنبی سے نہین ہوسکتا لہذا معجزہ کے دلیل نبوت ہونے مین مانع نہین ہوگا (۲) نقل اہل تاریخ قابل احتجاج نہین (۲) مدعی نبوت مین احتمال صدور عقلاً ممتنع نہین ہان نفس صدور خوارق چونکہ خلاف عادۃ الٰہیہ ہے نہوگا جو امتیاز کے لیے کافی ہے اور سچے نبی کے معجزات مین احتمال حیل و شعبدات کو بھی یہی امر مانع ہے (۴) اول صدور خوارق حسب عادۃ الٰہیہ ممتنع ہے ثانیا سلمنا لیکن جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بنص قطعی ثابت ہوچکی ہے لہذا اب اگر کسی مدعی نبوت سے خوارق ظاہر ہون بھی تاہم قابل التفات نہین ہونگے (۵) عدم امکان پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہین ہم خود امکان کے قائل ہین کلام وقوع مین ہے کہ وہ خلاف عادت

الٰہیہ ہے۔ جو شخص سلیم العقل اخلاق و تعلیم مین کامل ہو گا وہ جھوٹا مدعی نبوت نہین ہو سکتا اور جو جھوٹا مدعی نبوت ہو گا وہ سلیم العقل اور کامل الاخلاق والتعلیم نہین ہو سکتا اور محض امکان عقلی اعتراض کے لیے کافی نہین۔ جواب فروع (۱) عاجز کے نزدیک مدارس کا روپیہ وقف نہین مگر اہل مدرسہ مثل عمال بیت المال معطین اور آخذین کی طرف سے وکلا ہین لہذا نہ اُس مین زکوٰۃ واجب ہو گی اور نہ معطین واپس لے سکتے ہین (۲) عالمگیریہ کی روایت وان کان نصیبہا من دار المیت لایکفیہا فاخرجہا الورثۃ من نصیبہم انتقلت دال ہے کہ اگر عورت کا حصہ کافی نہین ہے تو ورثہ اپنے حصہ سے خارج کر سکتے ہین خواہ استطاعت کرے یا نہ کرے اور اگر اسکا حصہ کافی ہے تو اخراج نہین کر سکتے فقط واللہ اعلم خلیل احمد عفی عنہ ۱۸۔ جمادی الاخرے ۱۳۲۵ھ

حضرت مخدومنا ادام اللہ ظلال فیوضہم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ شفانامہ مزیل مرض ہوا لیکن اصل اساس شبہہ ہنوز قطع نہین ہوئی مقدمات خمسہ مین سے مقدمہ ثانیہ پر یہ شبہہ ہے کہ امتناع عادی کی کیا دلیل ہے صرف عدم صدور الی الآن تو دلیل ہو نہین سکتی ورنہ بہت سے امور ممکنہ عادیہ ممتنع عادی ہو جاوینگے بلکہ کوئی دلیل اسپر قائم ہونا چاہیئے کہ ایسا کبھی نہ ہو گا کیونکہ عدم صدور الی الآن واحتمال الوقوع فیما یستقبل مین تنافی نہین مثلاً قیامت اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ان دونون کا ابتک وقوع نہین ہوا مگر اول ممکن عادی ہے گو ابتک صدور نہین ہوا اور ثانی ممتنع عادی ہے کیونکہ دلیل قائم ہے کہ ایسا کبھی نہ ہو گا تو صدور خارق عن المتنبی کے امتناع عادی پر کونسی دلیل قائم ہے اور اُس کے صدور سے کونسا محذور عقلی لازم آتا ہے اصل مقصود سوال سے یہ تھا شاید اول تعبیر کافی نہین ہو سکی مقدمہ ثالثہ اسی مقدمہ ثانیہ پر مبنی ہے مقدمہ رابعہ مین یہ سوال ہے کہ وہ امتیاز کیا ہے اُس کی تعیین ضروری ہے تاکہ ہر زمانہ مین اس سے رفع اشتباہ اور اسکات مبطل ممکن ہو ورنہ مبطل کو گنجایش ہو گی ہو گی کہ وہ اُن خواص کو خواص نہ مانے اور قوۃ ممیزہ کو اُن سے مفقود مانے مقدمہ خامسہ مین یہ سوال ہے کہ جس دلیل قطعی سے خاتمیت ثابت ہے اُس کا ثبوت خود فرع ہے نبوت کی اور ثبوت نبوت فرع ہے امتناع عادی مذکور کی اور وہ ہنوز محل کلام مین ہے بالخصوص جب اُن معجزات محمدیہ کے معارضہ کو اب ممتنع عادی بھی نہ مانا جاوے تو ایک ملحد یہ شبہہ کر سکتا ہے

کہ جس قوت سے اب غیر متنبی سے ان خوارق کا صدور ہو گیا ہے نعوذ باللہ ممکن ہے کہ یہی قوت آپ مین بھی ہو پس خود آپ کی نبوت ہی کیونکر ثابت ہو گی اور ختم نبوت تو اس سے بھی متاخر ہے جواب اول مبنی ہے امتناع عادی پر اور وہ ہنوز محتاج اثبات ہے جواب دوم مین اگر کوئی شخص تواتر سے اس نقل کو ثابت کر دیگا تو کیا کہا جاویگا اور یقینی بعض واقعات تاریخیہ متواتر ہین اور اگر خبر واحد بھی ہو تب بھی اُس کی تکذیب کے لیے اس سے اقوی دلیل چاہیئے ورنہ اگر حجیۃ نہین تو اقل درجہ احتمال تو آئے گا جواب سوم بھی مبنی ہے امتناع عادی پر جواب چہارم کی اصل بھی مبنی ہے امتناع عادی پر اور بعد تنزل مبنی ہے مقدمہ خامسہ پر اور اُس مین اوپر کلام ہو چکا ہے جواب خامس بھی مبنی ہے امتناع عادی پر اور بعد ثابت ہو جانے امتناع عادی کے وہ امتناع مخصوص ہو گا خوارق کے ساتھ اور جو امر قوت نفسانیہ سے کہ وہ بھی اسباب طبعیہ سے ہے صادر ہو وہ خارق نہین ہوتا اسکا امتناع ثابت نہین ہو گا پس اصل سوالات مین سوال ثالث بلا جواب باقی ہے افیدونا رحمکم اللہ تعالےٰ۔

(معروضات متعلق مسائل فرعیہ)

(۱) عمال بیت المال منصوب من السلطان ہین اور سلطان کی ولایت عامہ ہے اس لیے وہ سب کا وکیل بن سکتا ہے اور مقیس مین ولایت عامہ نہین اس لیے آخذین کا وکیل کیسے بنے گا کیونکہ نہ توکیل صریح ہے نہ دلالۃً ہے اور مقیس علیہ مین دلالۃً ہے کہ سب وہ اُس کے زیر طاعت ہین اور وہ واجب الاطاعۃ ہے (۲) مقصود معتدہ مطلقہ کا پوچھنا ہے جس کا سکنےٰ زوج پر واجب ہے اس لیے جواب کا انتظار ہے والسلام مکرر آنکہ تعلیم و اخلاق کے متعلق یہ بات رہگئی ہے کہ یہ صحیح ہے کہ وہ واقع مین سلیم العقل نہ ہو گا لیکن سلامت عقل کی جو ظاہری علامتین ہین کہ رائے صحیح ہو اخلاق درست ہون اچھی باتون کی تعلیم کرتا ہو جیسے حکماء اس شان کے گذرے ہین ایسے شخص سے کسی وقت مین کسی غرض سے صدور دعوی کاذب کے امتناع کی کیا دلیل ہے خواہ وہ دعوے عمداً ہو یا خطاءً ہو کسی اشتباہ سے (جواب) سیدی ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ (۱) مقدمات کے متعلق جو کچھ ارشاد ہوا ہے اس کے جواب مین مختصر اسقدر گذارش ہے کہ اول امتناع عادی اسقدر بین اور بدیہی ہے کہ محتاج دلیل نہین کیونکہ ابتداء حدوث دنیا سے ہر زمانہ مین بعثت انبیا علیہم السلام ہوتی رہی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی نبوت کو معجزات

کی تحدی سے ثابت کرتے رہے اور جم غفیر مخالفین اپنی پوری کوشش اور ہمت کے ساتھ اس کے ابطال کے لئے مقابلہ پر تلے رہے اور کوئی دقیقہ مخالفت کا اٹھا نہین رکھا ایسی حالت مین باوجود اس قدر شدید دواعی کے بھی خوارق مبطل نبوت نبی یا مثبت نبوت متنبی ظاہر نہ کرسکے تو اس سے واضح ہوا کہ عادۃ الٰہیہ اسیطرح جاری ہے جس کے خلاف کا وقوع ممتنع عادی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ امتناع کا حکم محض بوجہ عدم صدور نہین کیا گیا جو امور ممکنہ عادیہ امثال قیامت وغیرہ سے جنکا ابتک وجود نہین ہوا محل اعتراض ہوسکے بالجملہ اس جگہ دو امر ہین ایک جب نبی اپنی نبوت کو کسی معجزہ سے ثابت کرنا چاہے تو ظہور معجزہ کا اسوقت وجوب عادی ہے اور دوسرے اگر دوسرے متنبی یا مخالف نبوت اپنی جھوٹی نبوت کے یا ابطال نبوۃ صادقہ کے لیے کوئی خارق جو معجزہ کے درجہ مین ہو ظاہر کرنا چاہے اسکا امتناع عادی ہے لیکن امر اول کا ظہور آفتاب سے زیادہ روشن ہے حالانکہ اسمین باوجود احتمالات کثیرہ کثرت مخالفین اسکو مقتضی تھی کہ اسکا ثبوت مطلق نہوتا یا نہایت خفی ہوتا اور امر ثانی مین بوجہ کثرت موافقین اور صرف ہمت زمانہ دراز تک بھی ناکامیاب رہنا اور ہزارہا سال مین ایک امر کا بھی یقینی طور پر ثابت نہونا امر اول سے زیادہ روشن طور پر امتناع عادی کو ثابت کرتا ہے کہ جس کے ہوتے کسی دلیل کی ضرورت نہین اور اگر ایسے بین اور بدیہی امور مین احتمالات موہومہ کو قادح قرار دیا جاوے تو کوئی قطعی سے قطعی امر بھی احتمالات سے پاک نہوگا اور مفید قطع نہوگا۔ اور ثانیاً ممکن ہے کہ اس پر عقلی دلیل بھی قائم کی جاوے اس کی تقریر یہ کہ حق تعالیٰ شانہ ہدایت خلق کے واسطے انبیاء علیہم السلام کی معجزات کے ساتھ تائید و تصدیق فرماتے ہین اور ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرماتے ہین اگر متنبی یا مخالف نبی کے ادعا کے بعد ان کے ہاتھ پر بھی ظاہر فرماوین تو سراسر تلبیس اور موجب سد باب نبوت اور خلاف حکمت ہوگا مقدمہ رابعہ کے متعلق عرض ہے (۲) تقریر سابق سے امتیاز فیما بینہما ظاہر ہے کہ جو خارق مرتبہ معجزہ مین ادعا نبوت کے ساتھ ہوگا وہ نبی مین ہی حسب عادۃ الٰہیہ ہوگا متنبی مقابل نبی مین ہرگز نہوگا اور نیز جس طرح خلق معجزات علی ایدی الانبیاء عادت الٰہیہ ہے اسیطرح خلق علم ضروری بعد دعوی و رویت معجزات بتصدیقہ بھی عادت الٰہیہ ہے لہذا جو منکر ہوتا ہے وہ فی الواقع بوجہ اشتباہ امر منکر نہین ہوتا بلکہ بتعنت منکر ہوتا ہے لہذا بردے عقل کسیکو گنجایش نہین کہ انکار کرسکے (۳) مقدمہ خامسہ اسی مستحکم و مضبوط اصل پر متفرع تھا لہذا اس مین کوئی کلام نہین ہوسکتی اور جب ہزارہا

سال کی عادت الٰہیہ کے تجربہ نے اور نیز آپکے زمانہ ظہور معجزات نے آپ کی نبوت واضح طور پر ظاہر کردی تو بمقابلہ اس کے محض احتمال امکان صدور ثبوت نبوت مین ہرگز مزاحم نہوگا اور بعد ازان خاتمیت کو بھی مانع نہوگا (۴) جواب دوم کے متعلق جب آجتک ہزارہا سال مین باوجود شدت تہالک وصرف ہمم کوئی بھی نہ کرسکا تو اب محض احتمال موہوم اُس قطعیت کو صدمہ رسان نہوگا اور عرض کرچکا ہون کہ ایسے احتمالات کا باب کھولاجائیگا تو کوئی بھی دلیل قطعی مفید قطع نرہیگی اور بدیہیات اولیہ مشاہدات وغیرہ سے بھی امان مرتفع ہوجائیگا (۵) جواب ثالث خامس رابع کے متعلق جو کچھ عرض ہوچکا ہے میری ناقص رائے مین کافی ہے لہذا سوال ثالث مین جن خوارق کا ذکر ہے وہ اول تو معجزات کے مرتبہ مین نہونگے بلکہ بہت لوگ اُسکی لِم سے واقف ہونگے دوسرے مقارن دعوی نبوت نہوگا لہذا محتمل نبوت صاحب خوارق نہوگا **فرعیات** بندہ کے خیال مین سلطان مین دو وصف ہین ایک حکومت جسکا ثمرہ تنفیذ حدود وقصاص ہے دوسرا انتظام حقوق عامہ امر اول مین کوئی اُسکا قائم مقام نہین ہوسکتا ہے امر ثانی مین اہل حل وعقد بوقت ضرورت قائم مقام ہوسکتے ہین وجہ یہ کہ اہل حل وعقد کی رائے ومشورہ کے ساتھ نصب سلطان وابستہ ہے جو باب انتظام سے ہے لہذا مالی انتظام مدارس جو برضا ملاک وطلبہ ابقائے دین کے لیے کیا گیا ہے بالاولی معتبر ہوگا ذرا غور فرمادین انتظام جمعہ کے لیے عامہ کا نصب امام معتبر ہونا ہی جزئیات مین اسکی نظیر شاید ہوسکے معتدہ طلاق کے لیے کوئی روایت نہین ملی معذور ہون مگر بحر الرائق مین ہے واخذ ابوحنیفة بتفسیر ابن عمرؓ ذکرہ الاسبیجابی وذکر فی الجوہرة ان اصحابنا قالوا الصحیح تفسیرہا بالزنا کما فسرہ ابن مسعود اور یہی قول ابن عباسؓ اور اکثر کا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض استطالت لسان سے اخراج نہین ہوگا ہان ابن عباسؓ سے ایک روایت تفسیر کبیر مین ہے وعن ابن عباس الاان یبذون فیحل اخراجہن لبذائہن وسوء خلقہن فیحل للازواج اخراجہن من بیوتہن مگر یہ روایت ضعیف اور مذہب مین ماخوذ نہین صاحب تعلیم واخلاق کامل واقعی مدعی نبوت نہین ہوگا نہ حقیقةً چنانچہ ظاہر ہے اور نہ خطاءً واشتباہاً اسلیے کہ بوجہ تہذیب نفس واخلاق کاملہ جانب احتیاط بالضرور مرعی ہوگی اور صاحب تعلیم واخلاق ناقص خود ... ہوگا فقط والسلام خلیل احمد عفی عنہ ۵ - رجب ۱۳۲۵ھ

جلد چوتھی تمام ہوئی

تنبیہ - اکثر وہ فتوے جنمین تاریخ نہین ہے ابتدائی زمانہ کے لکھے ہین ۱۲ منہ

حاشیہ: ۵ تتمہ سے مضمون اول کا جو بعد مین خیال آنے سے آخر مین لکھا گیا ۱۲ منہ

مختصر فہرست کتب مطبع مجتبائی دہلی

تفسیر جلالین معہ کمالین محشی بحواشی جدیدہ و مفیدہ مجتبائی - یہ تفسیر اس مطبع مین جو پہلے چھپی تھی بہت جلد فروخت ہو گئی اب مکرر باضافہ حواشی جدید و مفید نہایت خوشخط پاکیزہ اور عمدہ کاغذ پر طبع کی ہے امید ہے کہ حضرات معلم اور متعلم اسے پہلے سے بھی زائد وقعت کی نگاہ سے دیکھینگے کاغذ عمدہ

تفسیر بیضاوی تا سورہ بقر یعنی تا مقام درس محشی **جلد دوم** تا سورہ کہف جلد سوم تا ختم

سبق الغایات فی نسق الآیات عربی مجتبائی - از مولوی اشرف علی صاحب قرآن مجید کی تمام آیتون اور سورتون کا باہمی ربط بہت اختصار کیساتھ کافی و سلیس بعبارت عربی تفسیر کبیر اور ابوالسعود و تفسیر خازن و روارد ات ذہنی سے لکھا گیا ہے - تقریر ربط مین اکثر آیات کا ضروری حل بھی کیا گیا ہے - مخالفین اسلام جو قرآن مجید کو غیر مربوط سمجھے ہے ہین اونکا جواب بھی اس رسالہ سے دیا جا سکتا ہے -

آخر مین ایک رسالہ امام سیوطی کا جسمین دریائے تفسیر کو کوزے مین بند کیا ہے - الحاق کیا گیا ہے

مشکوۃ شریف محشی مجتبائی

سنن ابوداود مطبع نے اس کی تصحیح مین بہت اہتمام کیا ہے - مولٰنا مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ دیو بند نے متعدد نسخ مطبوعہ و قلمیہ سے اس کا مقابلہ کیا ہے اور جا بجا ضروری حواشی مفیدہ بھی اضافہ کئے ہین بیاض مابین متن و حاشیہ پر مثل صحیح بخاری تمام نسخے اور اون کے متعلق عبارت درج ہین - حاشیہ بخط نسخ ہے اس کتاب حدیث کی خدمت سب سے پہلے اس مطبع نے کی ہے - اور جو شکایت علماء و طلباء کو اس کتاب کے صحیح نہ ملنے کی تھی اوسکو دور کر دیا -

نافع المسلمین مجتبائی -

نسائی شریف مجتبائی رفع اغلاط تصحیح ضمائر و اعراب اور حل لغات و مطالب مین زیادہ کوشش کی گئی ہے اور متن کا مقابلہ چند قلمی اور ایک خاص نسخہ قدیمہ صحیحہ سے (جو مولانا شاہ محمد اسحق صاحب محدث دہلوی اور دیگر محدثین کے نسخون سے مقابلہ ہو چکا تھا) کرایا گیا ہے اور زہر الربیٰ مصنفہ علامہ سیوطی اور سندی علامہ ابوالحسن حنفی سندی جو توضیح مطالب و تبیین معانی نفیسہ مین بیمثل ہین دونون شرحین بالاستیعاب اوسکے تحت مین بخط نسخ صفحہ بصفحہ چڑہائی گئی ہین اور بعض فوائد مولٰنا شیخ محمد محدث تھانوی رح اور دیگر حواشی مفیدہ قدیمہ و جدید بخط نستعلیق حاشیہ پر لکھے گئے ہین غرضکہ یہ کتاب تینوں شرحون کی حامل ہے اور اپنی تمام خوبیون اور خوشخطی وغیرہ کے لحاظ سے قابل قدر ہے

مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوۃ شریف کا معہ فوائد و تصریح مطالب نواب قطب الدین خان مرحوم کا ہے نہایت صاف و صحیح حسب فرمائش اس مطبع کے مطبع اصح المطابع لکھنؤ مین چھپی ہے حدیثون پر اعراب ہین خط پاکیزہ ہے - اگرچہ یہ کتاب بارہا مختلف مطابع مین چھپی - مگر یہ سب سے بہتر ہے اسکی تصدیق کتاب کے دیکھنے سے بخوبی ہو سکتی ہے

بدر الشروح یعنے شرح **دیوان حافظ** مجتبائی بزبان فارسی مؤلفہ زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین مولوی حافظ بدر الدین رح آجتک اس قسم کی

مجموعہ فتاوے امدادیہ

المشہور بہ

فتاوای اشرفیہ

مجتبائی

از مولنا محمد اشرف علی تھانوی سلمہ الولی۔ یہ مجموعہ چار جلدون مین ہے اس مین کل فتاوے ابتدا سے ۱۳۲۵ھ کے آخر تک کے بطور ابواب فقہیہ مرتب ہین جو طلباء اور علماء ومفتی ومستفتی سب کے لیئے ازبس مفید اور نافع ہین کیونکہ اس مین بوجہ ضرورت زمانہ جدید مسائل کی تحقیق بیشتر ہے اور جزئیات پر زیادہ حاوی ہے۔ پہلی اور دوسری جلد کو ایک جگہ کر کے **جلدین اولین** کے نام سے منسوب کیا ہے

جن مین حسب تفصیل ذیل مضامین ہین

جلد اول طہارت۔ صلوۃ۔ تجوید وقراءت۔ جنائز۔ زکوٰۃ وصدقہ وصوم۔ اعتکاف۔ حج +

جلد دویم نکاح۔ رضاعت۔ طلاق۔ حضانت۔ نفقہ۔ حدود۔ ایمان۔ نذور۔ وقف ذبائح۔ اضحیہ حظر واباحۃ

یہ دونون جلدین یکجائی طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین اور شائقین دست بدست لے رہے ہین اب بقیہ دو جلدین جو **جلدین اخیرین** کے نام سے منسوب ہین شائع کی جاتی ہین۔

جن کے مضامین حسب تفصیل ذیل ہین

جلد سوم بیع۔ ربوا۔ کفالت۔ حوالہ۔ ودیعت۔ عاریت۔ اجارہ۔ دعوی قضاء۔ شہادت۔ غصب شفعہ۔ رہن۔ ہبہ۔ شرکت قسمت۔ مزارعت۔ لقطہ۔ وصیت۔ فرائض۔ مسائل شتی۔ مسائل طاعون۔

جلد چہارم۔ مایتعلق بالتفسیر۔ مایتعلق بالحدیث۔ سلوک۔ رویا۔ بدعات۔ تقلید۔ عقائد وکلام۔ مناظرہ فرق باطلہ۔ البحث علی فلسفۃ الجدیدۃ۔ رسالہ خطاب الندوہ معہ مکاتیب کالج علی گڈھ۔ بعض تحریرات مولنا خلیل احمد صاحب مناسبہ مقام ۃ

اس مجموعہ کی خوبیان شائقین مطالعہ سے معلوم کرین گے

محمد عبد الاحد عفی عنہ

پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی